اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً

# خزینۃ المعانی

یعنے

مجموعہ قصائد و قطعات جناب مولنا محمد عبد الغنی خاں
صاحب مرحوم المتخلص بہ غنی

حسب فرمایش

عالی جناب نواب صدر یار جنگ بہادر مولوی محمد حبیب الرحمن خاں صاحب


باہتمام محمد مقتدی خاں شروانی

مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ پریس علی گڈھ میں ١٣٤٣ھ ١٩٢٤ء چھپا

(امید منزل حیدرآباد (دکن) سے شایع ہوا)

ہدیہ

خدمت وحید الدہر فرید العصر مولانا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً

# مقدمہ

اربابِ معنی پر مخفی نہ رہے کہ "خزینۃ المعانی" نام ہے مجموعۂ قصاید کا جو تصنیف ہیں استاذی و مولائی مولنا عبدالغنی خاں صاحب غنیؔ تخلّص کے، غفرلہ اہلِ غنا کا خزانہ لٹا کرتا ہے۔ جو ان کو مبدءِ فیاض سے ملتا ہے دوسروں کو پہنچا دیتے ہیں۔ بخشتے ہیں اور ٹکسالی مال بخشتے ہیں۔ یہ قصائد بھی خزینۃ المعانی کا ٹکسالی مال ہیں، اہلِ نظر ملاحظہ فرمائیں۔ مشک عطر بیز ہے عطار خاموش۔

استادِ ہر در نکتہ رس، معنی آفریں طبیعت لے کر اس عالم میں آئے تھے۔ جودتِ استعداد اور سلامت فطرۃ فضلائے عصر کو تسلیم تھی۔ استاد العلما مولنا لطف اللہ صاحب مغفور کا یہ مقولہ تلامذۂ خاص کی زبانوں پر رہا کہ عبدالغنی

نے گیارہ برس مجھ سے پڑھا کبھی بیجا اعتراض نہیں کیا۔" مرحومی مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی کی ایک تحریر دستِ خاص کی میرے پاس محفوظ ہے اس میں استعداد علمی اور حسنِ تعلیم کی تعریف کی ہے۔

فارسی سے مناسبت طبعی تھی۔ مُطالعہ وسیع تھا اور عمیق۔ شاہد عدل کتاب ارمغان آصفی ہے۔ نثر فارسی کا ایسا ہی ذوق تھا جیسا نظم کا جیسے وصف کیا ہے، خصوصًا در حاضر ہیں۔ بیاض نثر اسی طرح مہیا کی تھی جس طرح نظم کی بیاض مہیا کی جاتی ہے ایک یادگار میرے کتاب خانہ میں بھی ہے۔ اس میں مختلف عنوانوں پر مماثل نثریں اساتذۂ نثر کی جمع کی گئی ہیں۔

طالب علمی

مولوی احمد شیر خاں، مولوی عبداللہ خاں علوی کے داماد محلہ میں مکتب پڑھایا کرتے تھے۔ یہ مکتب مولوی صاحب کے مکان سے تقریبًا دو میل کے فاصلے پر تھا۔

دہلی مرحوم کی آخری بہار جن فارسی اہلِ کمال پر نازاں تھی اُن میں علوی بھی تھے۔ صہبائی اُن کے شاگرد تھے۔ اس تقریب سے مولوی احمد شیر خاں نے دلّی کی صحبتیں اچھی طرح دیکھی تھیں۔ مکتب میں ان صحبتوں کا ذکر کرتے شاگرد سنتے۔ فارسی کے نکات بیان کرتے۔ اس طرح مولوی صاحب کے دل میں علم کا ایک ذوق پیدا ہوا۔ شوق طلب کا یہ عالم تھا کہ نشست کے تخت کی کیلوں کی شمار پر سبق یاد کرتے۔ جتنی کیلیں تھیں سب کی تعداد کے مطابق سبق دہرا لیتے۔ صبح کھانا کھا کر گھر سے

نکلتے شام کو آتے۔ دن بھر مکتب میں رہتے۔ اُستاد یہ شوق دیکھ کر بے تکلفانہ کہتے "لڑکے تو نے تو تسلی (تحصیل) تمام کرلی"۔ جب فارسی کی اوپر کی کتابیں پڑھنے لگے تو حسبِ حال اُستاد کی تقریر میں مطالب ہوتے ساتھ ہی کہتے کہ اس سے زیادہ کا سمجھنا عربی جاننے پر منحصر ہے۔ اس سے عربی کا شوق پیدا ہوا۔ مگر وطن میں اس کے پورے ہونے کا ساماں نہ تھا۔ بالآخر گھر چھوڑا۔ فرغل اوڑھے ہوئے ایک بغل میں کتابیں دوسری میں ایک جوڑا کپڑوں کا لئے گھر سے بے اطلاع نکل کھڑے ہوئے۔ زادِ راہ یہ تھا کہ بڑی بہن نے چھپا کر دو روپیہ دیدیئے تھے۔ یہ واقعہ علّامہ توضیح شارح چغمینی کے واقعہ سے کس قدر مناسب ہے۔ علّامہ ممدوح بھی گھر سے چھپکر طالبِ علمی کے لئے نکلے تھے۔ بہن نے اپنا زیور کتابوں میں چھپا کر رکھ دیا تھا۔

غرض پیادہ پا فرخ آباد پہنچے۔ وہاں نواب عبدالعزیز خاں صاحب مرحوم عزیز رحافظ رحمت خاں مرحوم والی روہیلکھنڈ کے گھرانے کے چشم و چراغ) دولت کرتے تھے۔ مفتی عنایت احمد صاحب مغفور کے ارشد تلامذہ میں سے تھے ان سے عربی شروع کی صرف کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ شوق بلند تر آستانہ کا متقاضی تھا فرخ آباد سے پیادہ پا کانپور پہنچے۔ شوق نے کہا ع

آستانے بود مطلوب آسمانے یافتم

مدرسہ فیض عام مولنا سید حسین شاہ صاحب آصف بخاری اور مولنا لطف اللّٰہ

صاحب کے فیوض تدریس سے رشکِ بخارا و شیراز بنا ہوا تھا۔ حافظ برخوردار مہتمم تھے۔ رہنے کو تو ایک تنگ نا مختصر حجرہ مسجد میں ملا مگر شوق نے حسب حوصلہ سامانِ کمال پا لیا۔ پورے انہماک سے تحصیل علم میں مصروف ہو گئے۔ مولٰنا سید حسین شاہ صاحب سے سبق شروع ہو گیا۔ مدرسہ جاتے تو راستہ میں شرح مائۃ عامل ہدایۃ النحو زبانی پڑھتے جاتے۔ اس طرح یہ وقت بھی ضائع نہ ہوتا۔ کاش یہ واقعہ آج کل کے فیشن ایبل طلبا کے کان تک پہنچ جاتا۔

ابتدائی زمانہ میں مہینوں ایک وقت چنے کھا کر بسر کی۔ مسجد کے نیچے بھڑبھونجے کی دکان تھی شام کو اندھیرا ہو جاتا تو رومال میں دو پیسے باندھ کر چپکے سے دوکان میں پھینک کر آگے بڑھ جاتے۔ بھڑبھونجا چنے تول کر باندھ رکھتا۔ واپسی میں چلتے چلتے رومال لے لیتے۔ عرصہ تک کسی کو پتہ نہ چلا کہ کیا اور کہاں کھاتے ہیں۔ مولٰنا سید حسین شاہ صاحب کے ایک مخلص تحصیل کے جمعدار تھے اُنھوں نے اپنی پنج سالہ بچی کی تعلیم کے لئے معلّم کی فرمایش کی سید صاحب نے اُن کو باصرار مقرر فرما دیا۔ معاوضہ تعلیم ایک وقت کا کھانا ٹھیرا۔ شرط یہ کہ مکان پر کھانے نہ جائینگے کھانا قیام گاہ پر آ جائے۔

**لطیفہ** ۔ ایک روز جمعدار نے روغنی روٹیاں بھیجیں۔ حجرہ میں بعض اور طلباء کے ساتھ مل کر بیٹھے کھا رہے تھے۔ اُستاد تشریف لے آئے۔ دیکھ کر برجستہ فرمایا ؎

دور دورِ مولوی عبد الغنی
رات دن کھاتے ہیں روٹی روغنی

یہ شعر کچھ ایسے انداز شفقت سے فرمایا تھا کہ شاگرد کو آخر عہد تک یاد رہا۔ پڑھتے تھے اور لطف حاصل کرتے تھے۔

جو فرغل گھر سے ساتھ لائے تھے ایک سال کے بعد جاڑے کے مقابلہ کی تاب اُس میں نہ رہی صرف چادر رفیق رہی۔ کتنی سرد راتیں شوق کی پشت گرمی سے اس چادر میں بسر ہوئیں خدا تعالےٰ بہتر جانتا ہے درس میں جب بدن سردی سے کانپتا تو جا بجا نوچتے کہ کانپنا موقوف ہو اور پاس بیٹھنے والوں پر راز نہ کھل جائے۔

الغرض۔ چند ہی روز میں ابتدا انتہا کی خبر دینے لگی۔ ایک روز آواز آئی "مولوی عبد الغنی"۔ یہ اُستاد کی آواز تھی۔ گھبرا گئے کہ نام کے ساتھ مولوی کا لفظ تھا۔ یہ ابتدائی کتابیں پڑھتے تھے۔ نہ رُوے ماندن نہ پائے رفتن دوسری آواز آئی۔ اب توقف محال تھا۔ حاضر ہو گئے۔ معلوم ہوا حاضری بجا تھی۔ ایک روز جرأت کرکے عرض کی "آج اس دن مولوی کے ساتھ یاد فرمایا گیا"۔ فرمایا "ہاں تم مولوی ہو جاؤ گے"۔

چند روز کے بعد شاہ صاحب بھوپال تشریف لے گئے۔ سبق مولٰنا محمد لطف اللہ صاحب سے ہونے لگے۔ اسی آستانۂ مبارک سے خلعتِ کمال کا

ملنا مقدر و مقرر تھا۔

مولانا سید حسین شاہ صاحب بہت ذی وجاہت تھے۔ قوی سرد ممالک کے تھے۔ مزاج میں شان اور دبدبہ تھا جس کا اثر تلامذہ اور حاضرین پر پڑتا۔ نشست برخاست گفتگو بہت باوقار اور شایستہ تھی۔ مزاج شگفتہ تھا خانہ داری کے تعلقات سے بالکل بے تعلق تھے۔ صحیح اُردو خصوصاً تذکیر تانیث کی صحت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ مدرسہ کے سلسلہ میں جو دعوتیں ہوتیں اُن میں کبھی شرکت نہ فرماتے۔ فارسی نظم و نثر پر پوری قدرت تھی۔ نثر میں کتاب خلعۂ انہود یادگار رہی۔ نظم کا نمونہ ؎

زاہد ہوائے آں قدِ رعنائی کند
ایں سفلہ رو بہ عالمِ بالا می کند

عبدالرحمٰن خاں صاحب مرحوم (مالک مطبع نظامی) کا زہد اس شعر کو سُن کر کانپ جاتا۔

حاصل کلام۔ اُستاد مرحوم کی شانِ طلبِ علم یہ تھی کہ سوائے علم کے کوئی شے مطلوب نہ تھی۔ فرماتے تھے سبق سے فارغ ہو کر سب سے مقدم فکر یہ ہوتی کہ اُستاد کی تقریر کے الفاظ ذہن میں نقش ہو جائیں۔ نقش ایسا گہرا ہو کہ مٹائے نہ مٹے۔ ذہن میں تقریر کا بار بار اعادہ فرماتے۔ قلم سے لکھتے۔ ہم سبقوں سے مذاکرہ کرتے۔ ان مدارج سے فارغ ہو لیتے تب دوسرے مشاغل کی

جانب متوجہ ہوتے۔

اُنھی ایّام کا واقعہ ہے کہ میرزا دبیر مرحوم وارد کانپور ہوئے۔ مجالس کی شہرت سے فضائے شہر گونج اُٹھی۔ جابجا یہی چرچا تھا اور یہی تذکرہ طلبا کو عام اجازت ہوگئی کہ جس کا دل چاہے جمالِ کمال سے آنکھیں روشن کرلے۔ مولوی صاحب نے بھی ارادہ کیا۔ طالب علمی کی مصروفیت نے فرصت نہ دی آخر عمر تک میرزا دبیر کے نہ دیکھنے کا افسوس رہا۔

الشئی بالشئی یذکر۔ امام یحییٰ مصمودی راوی موطّا کا واقعہ اس واقعہ سے کس قدر ملتا جلتا ہوا ہے۔ امام ممدوح مدینہ طیبہ میں حضرت امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ غل ہوا کہ ہاتھی آیا ہے۔ حجاز میں فیل! سارا درس خالی ہوگیا۔ یہ بدستور بیٹھے رہے۔

شیخ محترم نے فرمایا "یحییٰ اندلس (اسپین) میں ہاتھی نہیں ہوتا تم بھی دیکھ آؤ"۔ ادب سے عرض کی "اندلس سے آپ کو دیکھنے حاضر ہوا ہوں ہاتھی دیکھنے نہیں آیا"۔ غرض نہ اُٹھے نہ ہاتھی دیکھا۔ آج طلبا کی کتنی راتیں تھیٹر دیکھنے میں صرف ہوتی ہیں۔ اس کا جواب شاید بورڈنگ ہوسوں کے رجسٹر بھی نہ دے سکینگے۔

الحاصل۔ توجہ کی یکسوئی اور اہتمام طلب مولٰنا کی طلب علم کا طرۂ امتیاز تھا جب اُستادِ علّامہ علی گڑھ تشریف لے آئے تو یہ بھی ہمرکاب تھے جامع مسجد کے حجرے میں قیام ہوا۔ اس مسجد کے بلند مناروں کے دروازے جھگڑوں سے محفوظ

ہیں۔ حجروں کا کام دیتے تھے۔ جب کواڑ بند ہو جائیں تو اندر بیٹھنے والے کو دنیا و مافیہا سے بے خبری ہو جاتی ہے۔ یہ خصوصیت تھی جس کی وجہ سے وہ حجرے شایق مطالعہ طلباء کے محبوب تھے۔ خالی ہوتے ہی پہلے درخواستیں اُستاد کی خدمت میں پیش ہو جاتی تھیں۔ مولنا کو بھی اُن میں سے ایک حجرہ ملا تھا۔ وہاں کی مطالعہ کی محویت کا ذوق آخر عمر تک یاد رہا۔

ایک واقعہ بیان کر کے یہ حصہ ختم کر دیتا ہے۔ ابتداً گھر سے نکل جانے کے بعد دو برس تک گھر والوں کو پتا نہ چلا کہ کہاں ہیں۔ جب کانپور کا قیام معلوم ہوا تو والد وہاں پہنچے۔ استاد سے ملے طلباء میں دیکھ کر پہچانا۔ کوشش طلب دیکھ کر خوش ہوئے۔ چند روز کے لیئے گھر لے آئے کہ اعزہ مطمئن ہو جائیں۔ جب سب سے مل کر کانپور جانے لگے تو والدۂ ماجدہ نے کان کی چاندی کی بالیاں اُتار کر دیں کہ ان کو خرچ کرنا۔ جب پڑھ کر کماؤ تو سونے کی بالیاں اُن کے بدلے میں بنوا دینا۔ مولنا کو موقع نہ ملا کہ اس فرمایش کی تعمیل کرتے۔ والدہ کا انتقال ہو گیا۔ مدت کے بعد خواب میں دیکھا کہ سونے کی بالیاں کانوں میں پہنے ہیں۔ پوچھا یہ بالیاں کہاں سے آئیں۔ جواب دیا جو بالیاں تم کو دی تھیں یہ اُن کے بدلے میں یہ یہاں ملی ہیں۔

**نثر نگاری** | مولنا نے نثر نگاری میں نظم کی دلکشی پیدا کر دی تھی۔ علامہ شبلی نے جب ارمغانِ آصفی کا دیباچہ دیکھا تو بہت محظوظ ہوئے۔ بوقتِ ملاقات اس کے

یہ فقرے مثل چیدہ اشعار کے زبانی سنائے :-

"از گراں مایگی نقد روایات ہمسنگ ذہبی و ابن حجر ست، و

در میزانِ اعتدال رُواۃ از سبکی گراں پایہ تر"

کلام میں متانت ہی، خیالات میں دقت اور علو۔ دل و دماغ مضامینِ علمیہ سے معمور تھے۔ اساتذہ کے کلام کا تتبع تام تھا۔ یہی لوازمہ ہے قصیدہ کا۔ قصائد کا مطالعہ میرے کلام کی تصدیق کریگا۔ نمونہ ملاحظہ ہو

دی دمِ صبح بدیدم کہ چو شمع یمن — از سوادِ افق افروخت بیاضِ روشن

طالعش را از فلک کوکبہ ارزانی — کہ کواکب شدہ از خیرہ نگہ باززدن

مہر از شب چو برآمد بکنارش گفتم — بط کشیدست بخود بیضہ کہ داد ست زغن

یا مگر دایۂ چینی ست کہ شیرش خورد ست — طفلِ رومی کہ بزاد از شکمِ زنگی زن

راحت انگیز و طرب خیز چو صبحِ امید — یا پسِ شامِ غریب چو منے صبحِ وطن

یا بہارے ست کہ از عنبرِ تارا گل شد — چوں فرو ریخت زنافِ شب گل مشکِ ختن

خواب می آمد و با سحری خوش می رفت — دل سکون داشت ازیں آمدن و زاں رفتن

میر و باد کہ آید چمن ابرِ بہار — ابر آید کہ رود آب بہر جوے چمن

باد بر آتش گل و الہ داماں زدن ست — ابر بر خاک چمن عرق آب افشاندن

باد میخیزد و بیزد ہمہ جا مشکِ تتار — ابر بنشیند و ریزد ہمہ سو دُرِّ عدن

ابر بکشاد چو از خدمت گلزار کمر — آب از موج زہر جو بکمر زد دامن

از گل و لاله و نسرین سید گل عیش شد — بام و دیوار و در و عرصهٔ کوی و برزن

خرم و تازه و شاداب و شگفته همه جا — چه بساتین چه صحارا چه تلال و چه دمن

سبز همچون فلک از سبزهٔ خود رو کهسار — سرخ چون نار خلیل از گل نازان گلشن

دامن دشت ز گلگشت گریبان وش — روی صحرا ز ریاحین همگی پشت چمن

کوه انداخته یک چادر کاهی بر دوش — دشت پوشیده یکی حلهٔ حمرا بیدان

نامیه دوخت دگر بر تن گلزار امروز — از حریر یمن و اطلس گل پیراهن

سرو را زآب روان هست قبا سیمابی — لاله را کرتهٔ گلابی ست ز شبنم بر تن

باغ شاداب و شگفته چو بهشت علیا — نخل چون سدره و طوبی بزمین سایه فگن

نخلبند چمن خلد به پیرامن باغ — خار چین بند و گوید که چمن پیرامن

گردن و دست عروس ست تو گوئی هر شاخ — بسکه با غنچه و گل آمده دست و گردن

قوت نامیه زنار عروق اشجار — میکند جامهٔ خورشید رفو چون درزن

مشعل لاله و گلنار شد از باد خزان — همچو شمع شجر وادی ایمن ایمن

لالهٔ آل میان گل مهتاب بود — شمع تابندهٔ ناهید بقندیل پرن

در شقایق گل مهتاب شگفته باشد — ماه و پروین که گرفت ست شفق پیرامن

لاله هندوی سیه مست که سازد در عید — کاسه لبریز گلال از بقم و از زردین

شاخ شب بوی شگفته بسفال ریحان — صورت شمع شب افروز نهاده به لگن

هر کجا چشم کشائی همه نرگس بینی — هر کجا گوش دهی مرغ نوا زد ارغن

ہر کجا بوطلبی نخلہ آراشب بوست | ہر کجا ذائقہ جوئی گل حلوا بدہن
ہر کجا پای نہی مخمل سبزہ فرش ست | ہر کجا دست بر آری پُر دازگل دامن
طارمِ تاک نماید فلک و کاہکشاں | تاک از خوشۂ انگور جو پروین و پرن

اخلاق مولٰنا کے اخلاق، کلام، نشست و برخاست غرض جملہ حرکات وسکنات مہذب وباوقار تھے۔ محسوس ہوتا تھا کہ اخلاق ناصری اور اخلاق جلالی کے عمیق مطالعہ کے بعد عمل پیرا ہونے کی کوشش کی ہے، اور سعی عمل نے اوصاف کو ملکہ اور طبیعت ثانیہ بنا دیا ہے۔ شان علمی میں بھی یہی وقار اور تعمق تھا۔ آخر تک میں نے دیکھا کہ فیض تربیت اور قوت مطالعہ سے جو دقت نظر حاصل کی تھی اُس کی حفاظت میں اہتمام بلیغ فرماتے تھے۔ سرسری مطالعہ اور سبک مطالب و مضامین سے بہت اجتناب تھا۔ نظر میں بلندی اور سیر چشمی تھی۔ طرز ماندو بود باقاعدہ اور شایستہ تھا۔ لباس وثاقت اور صفائی کی شان لئے ہوئے ہوتا تھا۔ مزاج میں شگفتگی تھی، عبوست نہ تھی۔ مہذب مزاح پسند تھا، ذوقِ ادب پورا تھا، اساتذہ کے کلام میں جہاں متناسب الفاظ بندھ گئے تھے بہت پسند آتے تھے۔ اس سلسلۂ درس میں ذوق ادب تمام اساتذۂ کرام کو رہا ہے۔

معاملہ فہمی عقل معاش نہایت سلیم تھی، معاملہ فہمی سے پورا حصہ پایا تھا۔ عدالت میں بعض مقدمات لڑانے پڑے تو اس خوبی سے اہتمام کیا کہ اہلِ نظر مان گئے پنڈت اجودھیا ناتھ، الہ آباد کا نامور وکیل، قابلیت کا لوہا مانے ہوئے تھا۔

ہبہ مرض الموت کی اس مقدمہ میں بحث تھی، میں نے دیکھا کہ برسوں تک اس مسئلہ میں مشورہ کرنے اہلِ معاملہ مولٰنا کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔

خانہ داری سلیقہ اور ستھرائی کے ساتھ تھی۔ اولاد کی تعلیم و تربیت میں اہتمام بلیغ تھا۔ اس طرح پرورش کی کہ بلند نظری پیدا ہو، دناءت اور پست خیالی سے دور رہیں۔

طرزِ تعلیم | طرزِ تعلیم استادانہ تھا۔ درس کے وقت شان وقار ہیبت زا ہوتی تھی جو قواعد تعلیم اساتذہ سے ملے تھے اُن پر پورا عمل تھا۔ فرماتے تھے کہ شاگرد کو اُستاد کی توجہ سے فیض پہنچتا ہے۔ درس کے وقت شاگرد کو سامنے بٹھانا چاہیئے مُطالعہ اور صحت عبارت پر بہت توجہ رہتی تھی۔ لغزش پر ناخوش ہوتے، مکرر لغزش ہوتی تو نفریں فرماتے۔ فرماتے تھے کہ طالب علم کو اس سے بہت نفع ہوتا ہے کہ فراغِ سبق کے بعد مطالب کتاب پر وقتاً فوقتاً غور کرے۔ اُستاد کی تقریر پیش نظر رکھے، سوچے کہ اعتراض کیا تھا اور جواب کیا۔ مطالب کتاب کو اپنی عبارت میں قلمبند کرنے پر زیادہ زور دیتے تھے۔ اس سے مطالب ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ مختصر المعانی کے بیسیوں صفحے میں نے فارسی میں لکھے تھے جن پر زبان اور مطالب دونوں کے لحاظ سے باقاعدہ اصلاح فرمائی جاتی تھی میں اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہوں کہ ایسے نکتہ سنج اُستاد سے استفادہ کا موقع ملا۔ سنہ ۱۳۔۔ھ میں مولٰنا بھیکن پور تشریف لائے میں شرح جامی اور شرح تہذیب

اور فقہ میں منیۃ المصلے اور کنز الدقایق اُس وقت پڑھ چکا تھا۔ قطبی میع مولانا سے شروع کی، پھر مختصر المعانی۔ یہ دونوں کتابیں پورے اہتمام سے پڑھائیں۔ مطالعہ، روک ٹوک، تاکید، زجر و توبیخ، بحث و مباحثہ، فارسی ترجمہ، یہ تمام مدارج طے ہوئے۔ میرا خیال ہے کہ ان دونوں کتابوں سے استعداد کو پورا نفع پہنچا۔ میں نے مولانا سے منطق میں قطبی مع میر، ملاحسن، حمداللہ، حکمت میں ہدیہ سعیدیہ و میبذی، اصول میں نورالانوار، توضیح تلویح تا مقدمات اربعہ، معانی میں مختصر المعانی فقہ میں شرح وقایہ اور ہدایہ (کتاب الرہن تک) عقائد میں شرح عقائد نسفی، حدیث میں مشکوٰۃ المصابیح، تفسیر میں جلالین اور تفسیر بیضاوی (سورہ فاتحہ وابتدائے سورہ بقرہ) - پڑھی

جو حاصل ہوا فیض استاد سے جو رہ گیا اپنی قصور استعداد سے۔ مولانا نے قریباً تمام علوم استاد العلما مولانا محمد لطف اللہ علیہ رحمۃ اللہ سے پڑھے تھے۔ استاد کا ادب نمونۂ سعادت تھا۔ سعادتِ خدمت تمام تلامذہ سے زیادہ حاصل ہوئی۔ زندگی یوں بسر ہوئی اور آخرت کا آغاز اس طرح ہوا کہ استاد سے آٹھ روز بعد وفات پائی اور جوار میں دفن ہوئے۔ اسکنہما اللہ تعالیٰ فی جوار رحمتہ بحرمتہ سید المرسلین الذی ارسلہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ اجمعین مرض الموت کا ایک واقعہ عجیب ہے، اور تلمذ کے تعلق روحانی پر شاہد عدل۔ استاذ کی رحلت عرفہ کے دن عصر کے وقت ہوئی، تلمیذ پر مرض الموت

تسلّطِ تام پا چکا تھا، غفلت طاری تھی۔ رحلتِ استاد کی خبر باحتیاط تمام مخفی رکھی گئی، کان بے خبر رہے جان بے خبر نہ تھی۔ بہت بے چین تھے۔ شب کو غذا نہیں کھائی۔ اعزہ نے کہا کہ آج آپ اس قدر بے چین کیوں ہیں؟ غذا بھی نہیں ہوئی، ضعف زیادہ ہو جائیگا۔ فرمایا ہم غذا کیا کھائیں، ساری دنیا بے چین ہے۔ پوچھا کیوں؟ فرمایا مولانا نے رحلت فرمائی۔ تردیدِ شدید کی، بے سود۔ صبح کو بسلسلۂ تردید ایک عزیز نے کہا کہ مولانا کی مزاج پرسی کو گیا تھا، الحمدللہ مزاج اچھا ہے۔ فرمایا بکتے ہو۔ الحق ؎

بے واسطۂ گوش و لب از راہِ دل و چشم
بسیار سخن بود کہ گفتیم و شنیدیم

---

حیدرآباد (دکن)
۲۳ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ

محمد حبیب الرحمٰن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# دیباچہ

ستایش و نیایش صانعے را کہ مطلع غرّاے صبح بر سواد آسمان رقم نمود، و مصرعۂ برجستۂ ہلال در بیاضِ اُفق ثبت فرمود۔ نظم آرائے کہ قصیدۂ مرصّع کہکشاں آراستۂ قلمِ قدرتِ اوست، و ابیاتِ مسجّع بروج پیراستۂ کلکِ بداعت او۔

درود و سلام بر اورنگ نشین دیوان "انا افصح العرب والعجم"، تاجدار قلمرو "اوتیتُ جوامع الکلم"، خزینہ دار جواہر زواہرِ حِکم، صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم ؎

اُمّی و حرف سنج تختۂ کُن — قلمش راست کار و راست سخن

کاف و نوں یک رقم زنامۂ او — لوحِ محفوظ زیر خامۂ او

سپس بر ضمیر فیاں نقد سخن مبرہن ست کہ در بازارِ ہنر جنسے گرانمایہ تر از لآلیِ افکار عالی دستگاہاں نیست، ازیں ست کہ کامل عیاران صاحب نظر ایں بضاعت بیش ارزش را بہ بہاے جاں خریدہ اند، و بمیزان قدر و اعتبار سنجیدہ۔

خوشا طبعی کہ اگر نکتۂ از دسر بر زند، آں را بر جاں نگارند، وچوں در لطائفِ سخن نفسے بر آرد، ہمسنگ در و گہر شمارند۔

ہمانا سخن فیضے ست از فیوضِ الٰہی کہ "الشعراء تلامیذ الرحمٰن" برہانِ اوست،

وترجمان دانش ست وآگاہی کہ "ان من الشعر لحکمۃ" آیتے ست در شانِ او ؎

قافیہ سنجاں کہ علم بر کشند — گنج دو عالم بہ سخن در کشند

بلبلِ عرش اند سخن پروراں — باز چہ مانند بداں دیگراں

امّا دریں دورۂ زماں رغبت عمومی اہلِ روزگار بہ ادبیات فرنگ، زنگ ازیں متاعِ عزیز بُرن است، وآں را بدست کساد سپُرن۔ نادرہ فروشانِ ایں چار سو، از تنگ مایگیِ مشتری ونارو ائی کالا، دکانِ سخن برچیدہ اند، وسر در کنج خمول کشیدہ۔ حقہائے یواقیت و دُرر بر طاق ناشناسی اُفتادہ، ودرجہائے لعل وگہر تلف وبربادی را آمادہ ؎

سوختیم وجوہر ما بر کسے ظاہر نہ شد

چوں چراغانِ رشب مہتاب بیجا سوختیم

ہر چند در کسادِ سخن دل را آں چناں فرو نہ گرفتہ بود کہ اندیشۂ طبع نمودن کلام بلاغت نظام حضرت والدی المرحوم گرد خاطر گردیدے، لکن از بیم تلف کہ بمرور ایّام وقوع ایں گونہ حوادث محتمل ست، عزم داشتم کہ چوں ایں عروس زیبا پیرایۂ تمامی در بر گیرد، وچناں کہ قصائد نظم ترتیب یافتہ، غزلیات وقطعات ہم شیرازۂ جمعیت بندد، آں را مجموعاً بحلیہ طبع آراستہ گردانم۔ وبہ نظر مشاہیر روزگار، خاصّہ احباب ومخلصان بدر نامدار رسانم۔

امّا برادر عالی مرتبت کہ ورائے پیوند تلمذ با والد مرحوم نسبت فرزندی ہم دارد، اعنی دُر فرید صدف اقبال، صدف گوہر کمال، نقاوۂ افاضل انام، سلالۂ اماجد کرام، مہدار کانِ دین پروری، مشید بنیان شریعت گستری، کامیاب دولت نشأتین، ہمی محبوب رب المشرقین، صدر نشین چار بالش کامرانی، مولنا حبیب الرحمن خاں شروانی، نواب صدر یار جنگ رئیس بھیکم پور، وصدر الصدور وشیخ الاسلام ممالک محروسۂ دکن، صانہا اللہ

عن الشرور والفتن ؎

وزیر الملک مؤمن نوادر فضلہ  فصار بہ صدر الکمال مبجلا

اذا اشرقت بالبشر صفحۃ وجہہ  کان علیھا البدر حین تھللا

آن کہ بر مسند بزرگی و کرامت صدرے مکرم تراز وے نہ نشستہ، و در جویبار فضل و کرمت سروے سربلند تراز وے بر نخاستہ ؎

الیہ تناھی کل فخر و سودۃٍ
ومنہ یباھی کل عز و رفعۃٍ

بشوق استعداد تقدم نمود، و نظر بر سوابق اخلاص و لواحق اختصاص ہمّت بر طبع و نشر قصائد برگماشت، و "خزینۃ المعانی" او را نام گزاشت۔ و مرا کہ از کہنہ پرستارانم، و کہنہ ہواداران، و با آں کہ ہیچ میرز و ہیچمدانم، و آنم کہ من دانم، تکلیف فرمود کہ دیباچۂ مختصرے در ترجمۂ حال والد علّامہ بنویسم۔

از ادب دور دیدم ریزہ ہائے خزف را در جنب لآلی شاہوار نہادن، و پارہ ہائے آبگینہ را بہ پہلوے جواہر رخشاں عرضہ دادن۔ چنداں کہ رنگ بہانہ ہا ریختیم، و بزبان خموشی عذرہا آوردم، لکن شنود۔ ناچار بحکم "الامر فوق الادب" بہ امتثال امر عالی پرداختم، و در کیسۂ بے بضاعتی انچہ از کالاے کاسد داشتم بہ سواد بردم، و بحرف اعتذارے کہ سالہاست حضرت والد مرحوم از من بزبان قلم آوردہ است اکتفا نمودم ؎

کہ بگزرند ز من از کرم چو بنہادم  سفال ریزہ بطرف لآلی شہوار
ازانکہ رسم قدیم ست وصیرفی داند  خزف بگوہر رخشاں نہادہ در بازار

قصاید حضرت والد مرحوم، کہ یکے از فضلاے سرآمد عصر، و در پارسی والی ولایت نظم و نثر

بود، دیباچۂ دفتر فضائل اوست۔

آشنایان مراتب سخنوری اگر بغور کلامش رسند، و دراں تفکر شایستہ نمایند، بر کمال قدرت او دریں شیوہ آگاہ شوند، و معلوم ایشاں گردد کہ کاخ والا فکراو درچہ پایہ بلندی ست۔

عجب تر ایں کہ بعد فراغ از مراتب علمیہ ہموارہ چراغ تدریس می افروخت، و بنا بر موزونیت فطری گہ گاہ لباس نظم بر قامت شاہد معنی می دوخت، تا در سرزمین وطن بود مدتہا می گزشت کہ مصرعے موزوں نمی کرد، اما چوں تقریبے روی می داد طبع معنی آفرینش باندک تامل سخن را بطریقۂ استاداں صاحب فن بکرسی می نشاند۔

ازہنگامے کہ بدکن آمد و با افاضل موزوناں آں دیار او را مشاعرات اتفاق افتاد، آئینۂ طبعش تازہ جلاے گرفت، و مشاطۂ فکرش در پیرا نہ سری لیلاے سخن را بہ خلعت جوانی پیراست۔ الحق طوطی خامہ اش در محاورہ سنجی و سخن پیرائی، و سرہ گفتاری و سنجیدہ ادائے، منطق طوطیان شکر خوار را از الفاظ چوں شکر خوار گردانیدہ۔

شمیم متانت انوری از ریاحین الفاظش مشام آرا، و نکہت نزاکت ظہیر از بساتین معانیش غالیہ سا۔ در سلاست زبان و عذوبت بیان با بلبل شیراز ہمداستاں، و در دقت طرازی و معنی آفرینی ہمصفیر عندلیب شروان۔ در قطعۂ باآہنگ راست می سراید ے

حرفم قلم ز دست دبیر فلک فگند      پر دیں گہر فشاند بہ نظم لآلیم

بلبل ز صوت خامۂ من شد صفیر زن      طوطی شکر شکست ز شیریں مقالیم

سخنش از اثر تکلف بری ست، و ایں وصف در اشعار کمتر فصحا تواں یافت۔ غالب اشعارش قصاید ست، و غزل کم۔ اما دریں صنف نیز آنچہ گفتہ ست درسفتہ ست۔ و از شرائف اوصاف اوست کہ از معاصرین و متقدمین ہر کہ را در اشعار خود یاد می کند، جز بخوبی نمی کند۔

از دست ہے

کجاست عرفیِ شیراز قلزمِ معنیٰ | کجا کمالِ صفاہانِ ابرِ لولوبار
کجا ظہیرِ گہرسنجِ نظمِ تا شنوند | زمن دو حرف نیازِ ضروری الاظہار

---

چیدہ ام گلہائے معنیٰ تا سخن سنجانِ غنیؔ | چادرِ گل بر مزارِ علویِ خوشگو زنند

---

غنیؔ بطرزِ دلآویز پختۂ غالبؔ | رقم کشیم بدانساں کہ خام کار کشد

---

داغؔ در بزمِ سخن خواجۂ شیراز بود | ذوق در طرزِ غزل خواجوی کرمان آمد

مولد و منشاء آں فرخ نژاد قصبہ مرشد آباد ست، از توابع فرخ آباد، کہ "الرجال من القریٰ"۔ و نسبش بہ پنج واسطہ با نواب الہ داد خان بنگش دیوان نواب رشید الدین خاں بانی مرشد آباد کہ از نیاگان نواب محمد خاں بنگش والی فرخ آباد بود، می پیوند دبایں ترتیب:
عبد الغنی خاں بن محمد میر خاں بن نصرت میر خاں، بن فتح میر خاں بن حریف خاں بن عالم خاں بن نواب الہ داد خاں، غفرہم اللہ تعالےٰ۔

ولادتش در حدود سنہ ہزار و دو صد و شصت از ہجرت اتفاق افتاد۔ مینو نشین عبد اللہ خاں علوی مرشد آبادی معروف بدہلوی، بقرابت قریبہ خال او بود۔
زانوئے کتاب دبیات متداولہ پارسی پیش احمد شیر خاں مرشد آبادی کہ تربیت کردۂ صہبائی دہلوی بود، و مولوی غلام محمد تلمیذ رشید عبد اللہ خاں علوی تہ کردہ پایۂ رفیع حاصل نمود۔ در بست سالگی کہ ہزار و دو صد و ہشتاد ہجری بود، در شوق

استفادۂ علوم عربیہ اولاً در فرخ آباد پیش نواب عبدالعزیز خاں عزیز بریلوی کہ از نخاریر فضلا و مشاہیر وکلا بود، روزے چند باستفادہ پرداخت۔ پس ازاں جا بہ کانپور رسید و مبادی صرف و نحو را نزد مولانا حسین شاہ بخاری متخلص بہ آصف کہ کتاب خلعۃ الہنود از مصنفات مشہورۂ اوست، و در آں زماں صدر آرائے وسادۂ درس در مدرسِ فیض علم بود، گزرانید۔ و چوں مولانائے مرحوم عزم بھوپال کرد، فنون منطق و فلسفہ و ریاضی و ہیئت و معانی و بیان و فقہ و اُصول فقہ و عقائد و کلام و حدیث و اُصول حدیث و تفسیر را خدمت علامۃ العصر استاذ الفضلا مولانا لطف اللہ، طاب ثراہ، کہ فضایل و کمالاتش از غایت شہرت بے نیاز از اظہار ست در فرصت کمے بہ تکمیل رسانید۔ اساتذہ اش بر غایت ذکا و اصابت رائے، و استقامت فکرا و آفرینہا می گفتند، و در مطالعہ و مباحثہ آں قدر گرم روے داشت کہ محصلین را کمتر میسر آمن باشد۔

از جملہ مستعدانے کہ ہمدرس او بودند مولانا السید محمد علی کانپوری ثم مونگیری ست، متع اللہ المسلمین بطول بقائہ، و مولانا احمد حسن کانپوری، و مولانا محمد اسحٰق پٹیالوی و مولانا المفتی عبداللہ ٹونکی، و مولانا عبدالحق دہلوی صاحب تفسیر حقانی، غفرہم اللہ۔

پس ازاں کہ حضرت مولانائے مبرور بعزم مسند آرائی مدرسہ عربیہ علی گڑھ کانپور را وداع گفت، منصب تدریس در فیض عام باو مسلم داشتند۔ صیت فضل و فضائلش در اقل زماں آفاق را فرا گرفت، و مستعدان نزدیک و دُور بر وے ہجوم آوردند، سہ سال درآں جا مشغول افادہ بود تا بضرورت انتظام املاک و عقار موروثی اندیشہ معاودت وطن از خاطر سر بر زد۔ جمعے از مستفیدان با وے ہمرہی کردند۔ با وجود اشتغال زمینداری، کہ وجہ معاشش بداں بود، بہ تعلیم ایشاں می پرداخت۔

همدریں اوان با شبلی دوران مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی قدس سرہ السامی
کہ در معرفت و تقوی آیتے بود از آیات اللہ، و تفسیر آیۂ واجتباہ، و در احیاے سنت قدمے
راسخ داشت، نسبت ارادت درست کردہ سعادتہا اندوخت۔

دہ دوازدہ سال در وطن ہم بریں منوال بود۔ آخر از اوضاع اقارب کالعقارب
خاطرش منزجر گشت، و احوال را با طبع خود ملایم نیافتہ بحکم غنا طبعی دست از املاک باز کشید۔
چنداں کہ دوستان و پیوستگان مانع آمدند، بہ آں رضا نداد، و چوں نظماے مدرسہ عربیہ
دہلی او را بہ آرزو میخواستند، در ہزار و سہ صد ہجری بقصد مشاورت با حضرت مولانا
لطف اللہ، نور اللہ مضجعہ، متوجہ علی گڑھ شد۔

امیر ہنر در و ہنر ور شناس یگانہ نواب عبدالشکور خاں رئیس بھیکن پور انار اللہ برہانہ
کہ از اعاظم امراے آں دیار بود، بنا بر سابقہ معرفتے کہ با والد مرحوم داشت، او را
بجد تمام بہ مقام خود آورد، و بہ آموزگاری فرزندان برگماشت۔ تا در آں جا بود روزگار
بکمال احترام و اعتبار گزرانید۔

در اوایل سنہ ہزار و سہ صد و سیزدہ از ہجرت، در نوبت دولت حضرت غفران
مکان آصف جاہ سادس، برفاقت علامی مولانا لطف اللہ، رحمہ اللہ، عازم گلگشت دکن
گشت۔ سر وقار الامرا مدار المہام عہد او را در ظل عنایت خود آورد و تفقدہا فرمود۔ ہمیں
جوہر شناسی نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی کہ در ہنر پروری شانے بلند، و در علوم تازی
و پارسی و انگلیسی مکانے ارجمند دارد، و در آں ایام زمام نظام مدارس و مکاتب ممالک محروسہ
نظام عالی مقام، ضاعف اللہ اجلالہ و اقبالہ، بکف کفایت او بود، در مدرسۂ فوقانیۂ بلدہ
بر وسادۂ افادۂ تازی و پارسی نشست، و با مشاہیر عصر کہ بکمال فضل و ہنر و کمال لطف د

موزونیت طبع سمر بودند، ادراربطے پدید آمد، مخصوصاً با دردی کش خمخانہ حقیقت مولانا عبدالقدیر حسرت، و مہر جہاں افروز معنی گستری مولانا السید اشرف شمسی، و فروغ بخش شبستان سخنوری مولنا جمال الدین نوری، و شیر بیشہ سخن سرائی مولانا السید علی حیدر طباطبائی، مخاطب بہ نواب حیدر یار جنگ، کہ تاحال خطۂ دکن بوجود ایں ارکان اربعہ بنیان دانش و آگاہی مفاخر و مباہی ست، ابقاہم اللہ تعالیٰ، اُنسے تمام داشت و ہموارہ با ایشاں سرگرم ہمطرحی بود، در ہر ماہ یک نوبت بالخصوص ہنگام جشن سال گرہ حضرت غفران مکان تنے چند از معارف را بہ میہمانی میخواست، و ہمۂ ایشاں محض از برائے تفنکہ خاطر یاراں و تشحیذ و تنزہ طبع دوستان بزم سخن چیدہ داد سخنوری و سخن سنجی میدادند ؎

رونقِ انجمن از صحبتِ اہلِ سخن ست

سبز دارد پرِ طوطی چمنِ آئینہ را

قصایدش اگرچہ در مدایح واقع شدہ اما چوں بغنا طبعی مجبول بود ابداً بر ہیچ کس از ممدوحین اقتراح ننمود، و ہیچگاہ بطمع صلہ دہن خوش نہ کرد۔ در قصیدۂ کہ بہ تہنیت عید درجۂ است می گوید ؎

| | |
|---|---|
| منم غنی و گدا ہست ہر کہ غیر غنی ست | غنا و گدیہ ز یک دیگرند دور و نفور |
| پُرست کیسۂ اسمِ من از نقودِ نقاط | چو جیب طبع شناسنم از دُرِ منثور |

اگر در مکارمِ صفات، و محاسن اخلاق، و علو ہمت، و سمو فطرت، و شگفتگی طبع او تفصیلے رود سخن باطالت انجامد، و باشد کہ حمل بر ریا و مبالغہ گردد ؎

کسی کہ خلعتِ حسن از ازل بقامتِ اوست

چہ حاجت ست کہ مشاطہ اش بیارآید

از جملہ مصنفاتے کہ او راست، یکی "ارمغان" ست، در بیان محاورات زبان پارسی و تصحیح ربط اسما و افعال، و تنقیح ادات وصلات، تا ہندیان پارسی سرا در طریق محاورت شیوۂ شیوا زبانان ایران و ہنجار ہموار ایشان در آیند۔ می گوید ؎

کتاب پارسی تالیف کردم تازہ ترتیبے ۔ کشیدم بست سال از عمر در جمعش پریشانی
نمودم کیں لغت را مصدر و حرف صلہ ایست ۔ کہ تا بیندہ در ترکیب بیند روئے آسانی
رود بر نقش ہائے پیشوایان سخن گستر ۔ در آید چوں زبان دانان ببزم پارسی دانی

ایں کتاب دارائے ہزار و ہفت صد و سیزدہ صفحہ است، و صلۂ تالیف آں از پیشگاہ حضرت غفران مکان آصف جاہ سادس چار ہزار و ہفت صد روپیہ جائزہ گرفت ۔

دیگر "تذکرۃ الشعرا" در ترجمہ حال سخنورانے کہ اشعار ایشاں بر سبیل شواہد در ارمغان گزاشتہ است ۔

دیگر "حوار العرب" کہ مشتمل ست بر پنجاہ ہزار محاورۂ متعارفہ عربی، با ترجمہ پارسی و اردوے آنہا ۔ در تالیف ایں کتاب داد فضل و ہنر دادہ است و منتے تازہ بر طالبان محاورات تازی نہادہ ۔

با پایانِ عمر دکن را وداع گفت و طرح اقامت در آگرہ انداخت، و ہم در آں جا بہ ترتیب و تسوید قصائد و بعضے از مقطعات کہ پراگندہ افتادہ بود، پرداخت ۔ اگرچہ بسیار تمنائے آں بود کہ قصائد و غزلیات را زود تر شیرازہ بند طبع گرداند لکن بنا بر بعضے مصلحات طبع و نشر حوار العرب را تقدیم داد ۔ ہنوز جزو اول از اں بچاپ رسیدہ بود کہ پیک اجل در رسید، و در ہزار و سہ صد و سی و پنج از ہجرت در علی گڑھ جان بجان آفریں حوالت نمود، و بجوار استاذ معظم مولانا لطف اللہ نجاک آسود، جعل اللہ الجنۃ مثواہما

در اختتام کلام لازم است تشکرات قلبی را از آن برادر شفیق و محترم به تقدیم رسانم، اگرچه نمی توانم از عهدهٔ شکر یکے از هزار آن ایادی که بر خود دارم بیرون آیم۔

لراقمه ـ

حقوق مهر و دلائش که جاودان بادا — زبان کجاست که از صد یکی فرو خوانم
چو ذرّه گرچه حقیرم ولی بحمد الله — ز مهر ورزی او همچو مهر تابانم
کلاه گوشه به اوج فلک اگر شکنم — روا بود که محبّ حبیب رحمانم

الٰهی تا دل دوستان از دولت مهر و اخلاص مالامال است، ذات فرو هیده صفاتش که عین کمال است از عین الکمال امین، و دیدهٔ دلش بفروغ جمال فرزندان روشن باد۔

والله ولی التوفیق وهو حسبی ونعم الوکیل

حیدرآباد
غرّهٔ ذیقعده سنه ۱۳۴۲ھ

هیچمداں محمد عبدالحمید خاں عفا الله عنه
پروفیسر فارسی جامعهٔ عثمانیه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# قصیدہ

متضمن تاریخ در تہنیت سالِ گرہ حضرتِ بندگانِ عالی متعالی حضورِ پرنور
رستمِ دوران فلاطونِ زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ مظفر الدولہ
**نواب میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک آصف جاہ**
جی سی ایس آئی جی سی بی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ و افاض احسانہ و زاد
شانہ و صان عما شانہ

الٰہی تا جہان باشد نگہ دار جہانبان را
نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خان را
خدیو دادگر دارای دانش و دہش گستر
خرد پرداز دین پرور فروغ افزای ایمان را

شهی کار آگهی دانندهٔ رسم و ره شاهی — جهان فرمان دهی فرمان پذیر پاک یزدان را

معین ملت بیضا مطیع شرع پیغمبر — محب آل پاک و اهل بیت و چاریاران را

فروغ جلوهٔ صورت جمال شاهد معنی — سواد نسخهٔ هستی بیاض صبح امکان را

سر گردن فرازی پایهٔ تمکین دست بخشایش — دماغ هوش و مغز فکر و قلب علم و عرفان را

فلک درگاه مهر اورنگ زهره چتر و مه دیهیم — زحل طاق و ثریا طارم و بهرام دربان را

محیط علم و کوه حلم و کان گوهر دانش — سحاب فیض و آب فضل و بحر بذل و احسان را

فریدون رایت و جمشید تخت و کیقباد افسر — تهمتن زور و بهمن نازد و بهرام دوران را

سکندر عزم و رستم رزم و خسرو بزم و جم ساغر — قدر قدرت قضا ابرام خاقان ابن خاقان را

همایون وارث جاه و جلال اکبر و بابر — ولی عهد جهانگیر و طغان شاه قدرخان را

کریمی زر دهی گنجینه بخشی گنج بخشائی — درم ریزنده دینارباری گوهرافشان را

بخاک افگند جودش آب و دیده مایهٔ دریا — به آب انداخت بذلش خاک خفت معدن و کان را

کف زربخش و گوهربار گنج افشان درم ریزش — برآمود آستین و جیب و دامان و گریبان را

نثارش از گدایان تا بهیج آز دلفلک افروز — ز زر خرشید افگنده ست در یک پله میزان را

بود همواره صبح و شام و روز و شب مه و سالش — مسرت خیز و یمن انگیز و امن آمیز دوران را

خصوصا این سال خرم حال نیکوفال فرخ فر — بود نور و زرنگ افروز نخلستان امکان را

هوای دلکشای برشکال امسال گسترده است — برنگ سبزه و گلگون لباس گل فروشان را

لباس سبزه در ریحان که خواب مخمل کاشان — کشد خمیازهٔ حسرت که بیند دیده کاشان را

برآمد ابر آزاری گلاب افشاند در گلشن — دمیده باد نوروزی عبیر آمود بستان را

زهی فصل گل انگیزی که نخل شمع را بینی — چو گل بشکفت هر گه باد سازد گل چراغان را

خورد دز خانهٔ بی سیر چمن هر کس درین موسم — ز گلهای نهالی بوی گلهای نهالان را

شگوفه می کند از آب خوردن شاخ گل هر دم — که ترسد امتلای معده رنج آرد درختان را

ز جوش نامیه تخم بهش از کاشتن روید    مبادا ابر زمین از تخمه بربندد دهقان را
زمین تا زد گره فوراً خوشهٔ میزان کشد دانه    فلک پیچد که آید بر مهر از خوشه میزان را
فلک گلهای انجم با گل خورشید نغز و شد    زمین گلهای خورشید و نجوم آورد گیهان را
ز آب افروخت آتش شبنم تر دست افسونگر    بر آورد آب از آتش ببین و بهاران را
یکی آب افگند بر سرخ گل رخسار او شوید    یکی آتش بریزد بر فروزد روی تابان را
زبیم آن که آب بر خاموشش نگرداند    هوا با آتش گلنار زد هر لحظه دامان را
سحاب آبش زند تا آتش گل شعله نفروزد    که آب و آتش خاموش گل باید گلستان را
نه پنداری که در معنی فساد آب و هوا دارد    سخن در نقط خاموشی ست با دود آب باران را
رسید آن خرمی زین سال نو در خاطر عالم    که نا بر نو بهاران تشنگان باغ و بستان را
چنان بر خویشتن بالید انفس و آفاق از این شادی    که تنگ آمد فضای لامکان تنگ امکان را
تخالف شد ز طبع آب و آتش خاک و باد امروز    که خود کیفیتی غیر از مسرت نیست ارکان را
چنان سعی روز سر را امسال شد نامیه را یاری    که از هر شاخ می روید گل سعدی زنخدان را
گره از کارها بگشاد این جشن گره بندان    که می خیزد گره از رشتها افسون طرازان را
بحل عقدهٔ راس و ذنب آمد قمر مایل    بنات النعش شد عقد ثریا چرخ گردان را
نشست از خاطر عشاق پیچ دل از این شادی    که از ابرو گره برخاست نازک جبینان را
ز تحریک نشاط است اهتزازی در هوا یعنی بهار    که شد عقد حباب و ژاله مشکل بود باران را
دمد گلهای خندان در چمن از شاخ و غنچه    نفید تا گره در کار نخل باغ و بستان را
صبا را هر سحر از شبنم تر شانه در دست    که تا بگشاید از سنبل گره گیسوی پیچان را
بخود هر چند چون اندام بالیدست از این شادی    قبا هم بند خود بشکست و هم بند گریبان را
مگر بادی کشاید کار عالم هر سر سالی    گره در رشتهٔ سالش زند تدبیر سلطان را
بربیع آمد محبوب جهان را جلوه گه زین رو    بهار افروخت فرش لاله و نسرین و ریحان را

مشرف شد ربیع اول از محبوب حق اول — ربیع آخر آخر یافت محبوب علی خان را

الهی سایهٔ مهرشن بود ممدود بر عالم — بود تا سایهٔ ممدود مهر و ماه رخشان را

عقود رشتهٔ عمر درازش باد افزون تر — ازان دورات مستقبل که باشد چرخ گردان را

غنی تاریخ جشن سال نو گفتم گهر سفتم — که سال نو مبارک جشن سلطان ابن سلطان را

# قصیده

## مدح بندگان عالی متعالی بالقابه خلد الله سلطانه و اید انصاره و اعوانه

دی دم صبح بدیدم که چو شمع ایمن — از سواد افق افروخت بیاض روشن

طالعش را از فلک کوکبه ارزانی — که کواکب شد ازو خیره برنگ ارزن

مهر از شب چو درآمد بکنارش گفتم — بعد کشیدست بخود بیضه که دادست زغن

یا مگر دایهٔ چینی ست که شیرش خوردست — طفل رومی که بزاد از شکم زنگی زن

راحت انگیز و طرب خیز چو صبح امید — یا پس شام غریب چو منی صبح وطن

یا بهارے ست که از عنبر سارا گل شد — چون فرو ریخت ز نافِ شبِ گل مشکِ ختن

خواب می آمد و بادِ سحری خوش میرفت — دل سکون داشت ازین آمدن و زان رفتن

می دود باد که آید بچمن ابرِ بهار — ابر آید که رود آب بهر گوشهٔ چمن

باد بر آتشِ گل و لاله دامان زدن ست — ابر بر خاکِ چمن غرقهٔ آب افشاندن

باد می خیزد و بیزد همه جا مشکِ تتار — ابر بنشیند و ریزد همه سو درِ عدن

ابر بگشاد چو از خدمت گلزار کمر — آب ز پیچ ز هر جو به کمر زد دامن

از گل و لاله دگر سبز و گل چین شد — بام و دیوار و در و عرصهٔ کوی و برزن

صحن خانه و کوی

خرم و تازه و شاداب و شگفته همه جا　　چه بیابان چه صحاری چه تلال و چه دمن

سبزه همچون فلک از سبزهٔ خود رو کهسار　　سرخ چون لاله زمین از گل نادان گلشن

دامن دشت ز گل گشت گریبان عروس　　روی صحرا ز ریاحین همگی پشت چمن

کوه انداخته یک چادر کاهی بر دوش　　دشت پوشیده یکی حلهٔ مرا سبدن

نامیه دوخت دگر بر تن گلزار امروز　　از حریر سمن و اطلس گل پیراهن

سرو را ز آب روان ست قبا سیمابی　　لاله را گرته گلابی ست ز شبنم بر تن

باغ شاداب و شگفته چو بهشت علیا　　نخل چون سدره و طوبی بزمین سایه فگن

نخلبند چمن خلد به پیرامن باغ　　خار چین بند و گوید که چمن پیرامن

گردن و دست عروس ست تو گوئی هر شاخ　　بس که با غنچه و گل آمده دست و گردن

قوت نامیه از تار عروق اشجار　　می کند جامهٔ خورشید رفو چون درزن

مشعل لاله و گلنار شد از باد خزان　　همچو شمع شجر وادی ایمن ایمن

لالهٔ آل میان گل مهتاب بود　　شمع تابندهٔ ناهید بقندیل پرن

در شقایق گل مهتاب شگفته باشد　　ماه و پروین که گرفت ست شفق پیرامن

لاله هندوی سیه مست که سازد و عید　　کاسه لبریز گلال از بقم و زردین

شاخ شب بوی شگفته بسفال ریحان　　صورت شمع شب افروز نهاده بلگن

هر کجا چشم گشائی همه نرگس بینی　　هر کجا گوش دهی مرغ نوا زد و لحن

هر کجا بو طلبی لخلخه آرا شب بوست　　هر کجا ذائقه جوئی گل حلوا بدهن

هر کجا پای نهی مخمل سبزه فرش ست　　هر کجا دست بر آری ببرد از گل دامن

طارم از تاک نماید فلک و کاهکشان　　تاک از خوشهٔ انگور چو پروین و پرن

گل بسیف که مرغیست معبر گلزار　　می فرستند سوی سفوان بصبا ترتین

لاله از تنگی جا زیر زمین ماند و گفت　　چون شهید کفن آلوده بخون و تن تن

یا چو لعل شفقی در کمر کوه نهان | یا عقیق جگری در دل کان و معدن
گل شگفته دمد از شاخ و صبا در گلزار | هرزه گردد که زند خنده و هر ریش گلشن
بی صبا خندهٔ گل این گل دیگر بشگفت | بود العجب ماندم و انگشت ز حیرت بدهن
بس شگفت آمدم این طرفه شگفت گلها | در خود افتادم و با خویش نشستم بحث و سخن
ناگهان بر لبم انگشت صبا زد که خموش | غالب امروز بود جانب جوش گلشن
غالب آن شاعر شیرین سخن نکته سرای | گفت بر زعم من این حرف بدیوان سخن
گر همین جوش بهارست چه حاجت بصباست | که خود از تنگی جا پیرهن غنچه قباست
گفتم این جوش بهاران سببش چیست بگوی | گفت از جوش مسرت ز زمین تا بزمن
گفتم این جوش مسرت بچه عنوان آمد | گفت جشن حسن و سعد و سعید احسن
گفتم این جشن چرا گفت ندانی هیهات | این قدر بی خبر ای دفتر هر دانش و فن
جشن سال گره بادشه داد گرائے | جشن سال گره فخر سلاطین زمن
جشن سال گره آصف جمشید سریر | میر محبوب علی بادشه ملک دکن
آن که جشن گرهش آمده در ماه ربیع | گه دمانید گل و لاله بر اطلال و دمن
آن که مدح چمن افروزی طبعش در باغ | سرو و شمشاد سرآید بزبان سوسن
آن که از نکهت خویش که بهشت دگر است | غنچه بر شاخ بود نافهٔ مشکین ختن
گل زر جعفری اندوخت ز جودش در جیب | پر ز دینار و درم کرد درمنه دامن
گلبن از لاله بدورش مئ عشرت در جام | وز گل و غنچه بهم بافته پیمانه و دن
گل شب بوست از ماه شب افروز بباغ | آفتابیست ز مهرش گل خرشید چمن
شفقش دایهٔ اطفال گلستان آمد | که چکد از شفق مهر ز پستانش لبن
غنچه طفلیست که پیچد بقماط لطفش | بلبل از مدحت شه شام گهش نا نوزن
مهد او مهد دلا سا که بجز باد نسیم | نتواند که دمے ایستد از جنبیدن

لاله گوید دلِ ما شاد ز سالِ گرهش — نرگس ایما کند از شوق که چشمِ بد دشمن

شاخ رقصان ز طربِ مرغِ چمن نغمه سرا — غنچه انگشت زنان برگِ شجر دستک زن

من بدین حرف ثناخوان بزبانی که مراست — گو مرا بهر زبان دست ندادست دهن

یارب این گلبنِ شاهی به بهارِ جاوید — گلفشان باد و جهان پر ز گلِ دامن

منت یزدان که ز جان بندهٔ احسانِ شهم — که رسیدست نشهٔ منتِ بی من با من

بهتر از بادِ صبا تهنیتِ جشن گویم — بدعا دست برآرم بگشایم دامن

راست آهنگ نوائے زنم از راهِ نیاز — نے بقانونِ سرود و نه بسازِ ارغن

نے خراسان و صفاهان نه عراقش پرده — نے ز ناهید ترانه نه ز مطرب تن تن

نے به تشبیبِ وصال و نه بتقریبِ فراق — نے به تمهیدِ بهار و نه صبا و نه چمن

ساده یک نقش دعائے که ز فرطِ اخلاص — با نشیدِ دلِ عشاق بود پهلو زن

پر اثر مطلعِ موزون کنم انشا بدعا — که قبولش برد از شوق چو گل در دامن

باد فرخنده ز افضالِ خدائے ذو المنن — جشنِ سالِ گرهِ بادشهِ ملکِ دکن

میر محبوب علی شمعِ شبستانِ بتول — نونهالِ چمنِ حیدرِ کرّار زمن

آن که از هیبتِ او کاهد بر خود لرزد — روحِ اسکندرِ رومی تنِ خاقانِ ختن

آن که از دادگری رونقِ کسری بشکست — آمد از دیده وری ساغرِ جمشید شکن

آن که از جودِ خداداد در آفاق گرفت — شهرهٔ حاتم و هم جعفر و هم معن معا

آن که در شیوه و شکل ست عزیزِ دل و جان — صورتِ یوسفِ صدیق بوجهِ احسن

آن که در حلقهٔ شاهی ز ازل دوخته‌اش — تکمه از مهر بود گوئے ز پروین پرن

پنجهٔ آهنی او دمِ هیجا بشکست — سرِ گیو و کمرِ رستم و پشتِ پشن

روز هیجاش بود رستمِ یکدست چو زال — پیرِ زال هنگامهٔ رزمش چون زن

از نهیبش چو کفن زیرِ زره گشت حریر — تنگِ تابوت شده بر تنِ دشمن جوشن

شد صلاتش بهمه غائب و حاضر موصول
در ضمیرش نه دی و نیست نه ما و نے من

اے خوش این سال کز افضال خداوند جہاں
شادمانی بدل آمد بدلِ رنج و محن

ہر کسے را دلِ شاداں و لبِ خندہ زن است
چه بمعنی و چه صورت چه بسرّ و چه علن

دل که پرویزنِ خوں بود ز دیده گلگوں
خنده از شوبِ الم بخیه ریزد بدہن

طرفه ہنگامهٔ سورست که از گرمیِ آں
شمع را اشک بود سرد که افتد به لگن

خنده انگیز نشاطے که چو حرفِ خنده
یک لب از سور بہم نامده ہنگامِ سخن

مدحتِ بادشه و جشنِ مسرت افزا
بیش ازان ست که آید بنوشت و گفتن

بہتر آن ست غنی کز رہِ اخلاص و نیاز
لب کشایم بدعا گرچه نبود دستِ دہن

تا قیامت بسلامت بکرامت باشد
یا رب این آصفِ جمشید حشم شاهِ دکن

تنِ بدخواه بدامِ اجل افتد ز عروق
رگِ جاں باد کمندِ اجلش در گردن

بر لبم حرفِ دعا بود که فرخنده سروش
بست اندازهٔ تاریخ و بگفتا با من

مصرعے گو بیتا ز رہِ جمل سال برآر
جشنِ سالِ گرہِ شاهِ جہاندارِ دکن

۱۶ ۱۳ھ

# قصیده

## در تہنیتِ سالِ گرہ حضرتِ بندگانِ عالی متعالی حضور پر نور خلد الله ملکه و سلطانه

دگر بہار بیاراست بزمِ بستاں را
برنگ و بوے دگر ساز داد ساماں را

پے نگارِ گلستاں برنگِ ہشت بہشت
بکار داشته چوں نقشبند رضواں را

بشرق و غرب کشیده ست بادِ نوروزی
بلند خیمهٔ ابر و طناب باراں را

بطاقِ ابر دمادم چو تیغ نوبت زن
دوالِ برق زده کوس رعد غراں را

ز بیاض نخت و هنا آبست همچو خلد بهشت
بنقش جهات جهان جا بطاق ارکان را

ز سبزهای زمرد قماش گسترده ست
بساط مخملی سبز رنگ کاشان را

زهی لطافت سبزی که مخمل کاشان
کند خیال که بیند بخواب کاش آن را

چو نقشهای نهالی ز نو رسیده نهال
فگنده بوقلمونی بساط الوان را

زمین تمام تو گوئی سفال ریحان ست
زبس که کرد هوا سبز تخم ریحان را

کمال قوت خود کرد نامیه در فعل
نماند زیر زمین گل فضائے امکان را

کنون چو خار بدل می خلد اگر خوانی
زمین گل بدل گل زمین گلستان را

بصد دماغ که لبریست تازه آمیزش
چو بارگاه سلاطین روئے گیهان را

سریر سبز زمرد نگار شاخ نهاد
جلوس میمنت خسرو گلستان را

فلک نظیر سریرے ست ثابت و سیار
نه سر باد چو تخت روان سلیمان را

نشست خسرو گل بر سریر باغ چنان
که آفتاب سریر سپهر گردان را

چمن ز گرمی بزم هست خرگه خرشید
در آسمان و زمین فرق نیست دوران را

وزیر اعظم گلزار سرو پایه بلند
بخدمت آمده چون ماه مهر رخشان را

دبیر خسرو گل نرگس در دست قلم
گرفت همچو عطارد بکف قلمدان را

بهار دید که ناهید ناظر مهر ست
بخواند ناظر گل عندلیب بستان را

بسان ترک فلک میر لشکر باغ ست
بدست خنجر ازان ست بید لرزان را

بر سیه لاله بدستار و فش چو قاضی چرخ
که صدر آمده دار القضائے بستان را

نهال تاک که میر عمارت ست آمد
فراز طارم و ایوان نمود کیوان را

امیر آتش گلشن چنار آتش بار
پئے شکست خزان چون شهاب شیطان را

سنان نیزه بکف چون سماک رامح چرخ
بلند ساخت صنوبر نشان سلطان را

بشاخ تاک چو قندیل خوشه انگور
بجائے عقد ثریا ست بزم بستان را

براهِ صحن چمن سبزه کہکشان آمد | برای چرخ سراپرده زد خیابان را
ستاده جمله امیران پاے تخت چمن | چو روشنان ثوابت سپهر گردان را
شقائق و سمن و جعفری و نافرمان | ستاده اند که از جان برند فرمان را
گل هزاره و صد برگ و صد هزار دگر | کسے شمار کند تا کجا هزاران را
شگفت مانده‌ام و گفتم که طرفه انجمن ست | بطرز تازه طراز یکه بسته اند آن را
مگر ز انجمن انجم سپهر فرد زنده | باستعاره گرفتند ساز و سامان را
بهار گفت بمن این گل دگر بشگفت | که خنده هاست ازان بر تیغ و تبان را
متاع رونق بزم چمن که از شوقش | بشد عنان صبوری ز کف دل و جان را
کرشمه ایست ز بزمیکه خود سپهر برین | برد بگدیه پئے ساز بزم سامان را
بهار عالم جان بزم جشن سالگره | که تازگی ست ازو بوستان امکان را
خجسته بزم شهِ جم حشم که در دورش | کسے بیاد نیاورد خان و خاقان را
نظام ملک دکن شهریارِ آصف جاه | که یادگار بود آصف و سلیمان را
خدایگان سلاطین که آستانهٔ او | چو کعبه قبلهٔ حاجت شد ست شاهان را
زہے سپہر معالی که در صفِ خیلش | علم بدوش بود آفتاب تابان را
سپهر قصر و ثریا محل قمر منزل | که ساخت ست چو کیوان بلند ایوان را
گذشته است ز افلاک رفعت شانش | بود مدار بمدارش چرخ گردان را
خجسته کوکب بخشش بماهِ میلادش | فزود دگرچه سعادت چو مهر میزان را
دہد بغیر ترازو و نیک و بد سنجد | که مهر بهر دهش برگرفت میزان را
بروزگار همه دانش ز بیخ افتاد | اصول فلسفه دانشورانِ یونان را
نعیم حکمتِ حقش که خوانِ الوان ست | نواله ز نوالش رسید لقمان را
نشاند غیرتِ جودش بخاک بحر محیط | فشاند خون بجگر لعل بدخشان را

ز جود اوست که تحصیلِ حاصلش داند　　گدا که خواسته تحصیلِ حاصلِ کان را

برو زیاد چو احسانِ خود اسائتِ غیر　　بخاطرش نبود جز دو کار نسیان را

مکارمش بر عایائے دولت ست عمیم　　چو باغبان و گیاه و گل ست باران را

یکے بصورتِ تمثیل بهرِ این دعوی　　بود دلیل که لبن آمدست برهان را

بباغ عامه بزمِ سرورِ سال گره　　نهاد عام رعایا قدوم سلطان را

بلائے شاه بچینیم که همچو ابرِ بهار　　رسید قطره زنان آب داد بستان را

قدوم بادشهِ مهربان به مجلسِ عام　　فزون ز محفلِ خاصان نمود خاص آن را

زبانِ حال رعایائے شادمند آمد　　سپاس گوئے قدوم خدیوِ گیهان را

به سمع آن که ادائیش بطرزِ خاص آمد　　صلائے عام بگوئیم گوش یاران را

ز مصر یوسفِ صاحب جمال جان افزا　　بجلوه ساخته رویش سواد کنعان را

گذر فتاد ببالین گهِ مریضِ حزین　　مسیح چاره گرِ جانِ ناتوانان را

رسید روحِ روانی که زنده شد امید　　تنِ ضعیف و نحیف و فسرده پژمان را

ملول غمزده را به کلبهٔ احزان　　رسید عیدِ مسرت فزائے گیهان را

الم کشیدهٔ سی روزه یافت بر لبِ بام　　هلالِ عید نشاط آور دل و جان را

به تیره منزلِ مورِ ضعیف روے آورد　　مگر قبول ضیافت شده سلیمان را

بجاے ذرهٔ بیتاب خسته خاک آلا　　نزول جاه و جلال ست مهرِ رخشان را

زمین طالع روشن به تیره منزلِ شب　　قدوم فیض لزوم ست ماهِ تابان را

ز بختِ تشنهٔ تفیده کام تفته جگر　　رسیده تا لبِ خود یافت آب حیوان را

به جنبش آمد و از بهر در کنار کشید　　چو دُر لقطرهٔ بے آب سخت عمان را

سحاب بحر نوال آمد و به قطره زدن　　رساند آب کرم کشت زار دهقان را

دهانِ امید که پُر از آب بود پرور شد　　چو یافت تشنه صدف آب ابر نیسان را

فگند سایهٔ وا ز خاک برگرفت که بود — سرے بہ شبنم بے آب مہر تابان را
بہار آمد و از ابر تازہ کارے کرد — نہال ساختہ افسردہ باغ و بستان را
بدوش باد صبا گل در آشیان آمد — نخواند گو چمن بلبل ثنا خوان را
زہے سپاس گزار و خہے سپاس پذیر — کہ باب آمدہ ہر یک سپاس شایان را
غنی ز طول سخن باد عائے شہ پرداز — کہ نیست تاب طے زیں بیش طبع شاہان را
ہمیشہ تا بہ فلک بزم ثابت و سیار — بود ز خسرو انجم خجستہ دوران را
خجستہ بزم بود از نظام آصف جاہ — سپہر و مہر و زمین و زمان و کیہان را

# ترجیع بند

## در تہنیت سالگرہ

الٰہی تا رسالت فخر باشد نوعِ انسان را — الٰہی تا بود فخر رسل خاتم رسولان را
الٰہی تا بود وحی منزل وصف قرآن را — الٰہی تا بقرآں سی و چار است یزدان را
الٰہی تا بود تصدیق اصل ارکانِ ایمان را — الٰہی تا نماز آمد عمادِ دین مسلمان را
الٰہی تا زکاتِ زر بود حقّا نصابان را — الٰہی تا طوافِ کعبہ باشد حج گزاران را
الٰہی تا بود سی روزہ مقرون چار ارکان را — الٰہی تا مبارک سی و چار است اہل ایمان را

مبارک باد یا رب سی و چارم سال سلطان را
نظام الملک آصف جاہ محبوب علیخان را

چو در دنیا رسولِ رحمت للعٰلمین آمد — فراواں فرخی در عالم دنیا و دین آمد
بطفیلِ عشرۂ کامل ز اصحاب کرام او — لوائے دولتِ اسلام فیروزی قرین آمد
ز نہ ازواج پاک و چار دختر آفتاب اختر — ظہور خیر و یمن ذات ختم المرسلین آمد
امام یازدہ از آلِ پیغمبر کہ ہر فردش — چو طوبٰی ریس لبدہ چو فردِ اولین آمد

الٰهی تا ز یمن انتساب احمد مرسل　　مبارک این چهار و سی بحال مؤمنین آمد

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطان را
نظام الملک آصف جاه محبوب علی خان را

مبارک تا بود نوروز رنگ افروز گیهان را　　مبارک تا بود برج حمل خرشید رخشان را
مبارک در ثریا تا بود بهر قمر منزل　　مبارک تا بخوشه تیر باشد چرخ گردان را
مبارک تا به برج حوت رقاص فلک آمد　　مبارک تا ز بهرام فلک جدی ست دوران را
مبارک سعد اکبر تا بود در خانهٔ سرطان　　مبارک تا شمارد نحس اکبر برج میزان را
مبارک تا به بست و هفت منزل هفت اختر شد　　مبارک تا بود این سی و چار اخترشناسان را

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطان را
نظام الملک آصف جاه محبوب علی خان را

در ارژنگی که نقاش بدیعش کردگار آمد　　عقول عشره نقش اولینش در شمار آمد
دگر آن جوهر ارزنده نفس ناطقه کو را　　حواس عشره در ادراک جزئی دستیار آمد
پسش آن جوهر قابل که میخوانی هیولایش　　بهر دو صورت جسمی و نوعی سازگار آمد
سه پس جسم طبیعی کین سه جوهر کرد تقویمش　　پس این جمله نه جنس عرض بر روی کار آمد
الٰهی تا جهان انفس و آفاق را ز اول　　همایون و مبارک این همه سی و چهار آمد

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطان را
نظام الملک آصف جاه محبوب علی خان را

بود تا عالم اجسام را اجزای جسمانی　　نه نه افلاک گردان و ز هفت اختر اگردانی
دگر اربع عناصر کآب و آتش خاک و بادستی　　سپس آن چار کیفیت که شد با چار ارزانی
موالید ثلاثه کآید از ترکیب چار عنصر　　جمادات و نباتات و همه انواع حیوانی
سپس آن هفت اقلیمی که شد در حکم هفت اختر　　چو اقلیم دکن در حکم محبوب علی خانی

غنی تا ہست زیں سی و چہار شایکہ بشمردم　　نظام عالم اجسام از تقدیر یزدانی

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطاں را

نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خاں را

# قصیدہ

## در تہنیت سالگرہ اعلیٰ حضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ

بیا کہ در دکن آں فصلِ برشگال رسید　　کہ آبسال بفردوس زآبِ سال رسید

اگر نہ گلشنِ دنیاست سرزمین دکن　　اگر نہ روضۂ عقبیٰ در اختیال رسید

چرا نسیم ز فردوس ہر سحر آمد　　چرا شمال بہر شام از شمال رسید

دکن شدست بہشت بریں تمام وکمال　　بباغ و راغ نضارت چو بر کمال رسید

صبا بشوق تماشائی باغ و بستانش　　ز شرق رخت سفر بستہ چوں شمال رسید

بشست و شوی زحش باغ طشت حوض آورد　　سحابِ مشک بدوش و بدستمال رسید

گزشت سال سیاہ و سحاب سرخ و سپید　　بسبز کردن ایام برشگال رسید

گریست ابر بہاری و باغ شد خنداں　　خوش ست گریہ کہ از بہرِ خندہ فال رسید

سحاب اشک فشاندہ چو دیدۂ یعقوب　　صبا چو نکہتِ یوسف خجستہ فال رسید

سحاب معجزہ انگیخت بر خلافِ خلیل　　کز آب آتشِ گلشن باشتعال رسید

متاع آب رسیدست صنعتِ داؤد　　زرہ ز باد چو بر موجۂ زلال رسید

زبسکہ ابر بشب و روز ہفتہ بار آمد　　سزد طراوتِ او تا بماہ و سال رسید

بہ پیش ابر سیاہے پسِ سپیدۂ صبح　　نہ شد سفید سیاہی کہ از لیال رسید

سحاب بود چو مستسقی بہ نشترِ برق　　ہوا کشاد رگِ ابر کاعتدال رسید

سحاب چون زن هندو سبو که بر سر داشت — شکست و رعد گواهی برین مقال رسید
ز دوش ابر چو افتاد از گرانباری — هلال نیز ز مشکش با نهلال رسید
چنان فزود به هر جدول آب بر امسال — که در جداول تقویم پارسال رسید
چو آب خضر بظلمات آب ابر سیاه — حیات بخش گیاه و گل و نهال رسید
چو صبر در دل عاشق چو آب در غربال — نماند در کف ابر آنچه از زلال رسید
ز فیض بارش باران چو رند تر دامن — به خشک دامن زهاد هم بلال رسید
چنان رطوبت باران و باد تعدیل است — که زهد خشک ریائی با عتدال رسید
چمن بدوش کند ز ابر خشک بارانی — که تر شدست چو باران با بقال رسید
ازین که باد چو باد مسیح جان بخشاست — ازانکه آب چو آب خضر زلال رسید
نبات را به تن مرده روح تازه دمید — نهال سبزه خضروار دیر سال رسید
ز کارگاه بهاران قماش گلبن باغ — بسرخ کرتهٔ شبنم بسبز شال رسید
بسر کشید ز ابر سیاه بالاپوش — که زیر پوشش خود از سبزهٔ نهال رسید
چنان بخشک و تر آمد ظهور نشو و نما — که برگ و بار بشاخ سر غزال رسید
برآمد از قفس خاک طوطی سبزه — ز کوهسار چو زاغ تذرو بال رسید
قوای نامیه از بس که سخت کار آمد — رسید میوه هماندم که بر نهال رسید
سحاب و رعد و چمن خلد و صور اسرافیل — که هر دمیدهٔ نورس جوانه سال رسید
فغان رعد ز هجر رباب بود و کنون — رباب و رعد بهم ناله از چه حال رسید
همه نهال ز آب سفید سبز آمد — تمام سبزه ز ابر سیه نهال رسید
بروی نرگس خوابیده آب زد چو سحاب — سبک ز خواب گران جست و این بحال رسید
شد از نجوم پر انوار خیره رای حکیم — که کهکشان نه چنانش در خیال رسید
چنان نسیم ز سنبل شدست عنبربار — که نافه خون شد و خون در دل غزال رسید

بود زمین گلستان بگونه شجر — نهالی ز شجر که از نهال رسید

کشید دُرّ نجوم انچه شب برشته صبح — ز دست ابر بهاری باختلال رسید

هوا گسست همه دستهائے مروارید — ز ابر گرچه بسے رشتۂ لآل رسید

چناں که دست گهر بار شاهِ دریا دل — فشاند هر چه ز دریا به بیت مال رسید

خدائگان سلاطین خدیو داد گرائے — که داد ویش ز دادار بیهمال رسید

نظامِ ملک دکن شهریار آصف جاه — که ملک و جاه بوی از ملک تعال رسید

جنوب رشکِ شمال آمد از شمائل تو — و داغ ملک دکن را ازین شمال رسید

رسید بین دکن شعریِ یمانی را — که در فروغ به از شعری شمال رسید

توآں خجسته خلف بوده کز اسلافت — هر انچه بود به ماضی ز تو بحال رسید

خصائلِ تو نبود ست حدِ هیچ بشر — مگر فرشته تواند بدین خصال رسید

تو یوسفِ دگری ورنه یوسف کنعاں — کجا به مصر عزیزے بدین جمال رسید

سپیدیِ که سیاهی بر آفتاب زدست — ز رخ سپید ترا از رهِ جمال رسید

تو سرخ روی از انی برنگ لاله آل — که در درونِ تو حبِّ علی و آل رسید

بدهر کیست نظیرت بعاشقی علی — که شد محب و محبوبی از کمال رسید

دلت بخلق و بخالق ضمیر متصل ست — برنگِ مستتر و بارز اتصال رسید

زباں کلید چو نام تو بر لباں آمد — رواں شگفت چو بوئے تو در خیال رسید

ماثرِ تو چو سیارها بسائر خلق — بشام و صبح و شب و روز و ماه و سال رسید

طمع که از غم مال و منال می نالید — کفِ تو گفت که اینک منال و مال رسید

ز شوکتِ تو فریدوں نهد لطاق شکوه — ز هیبتِ تو تهِ چاه پورِ زال رسید

بقدر جاه بلندت رسید کے کاوش — بخیل تو چو کیتاں دگو توال رسید

چنیں جلالتِ شان و چناں جلیل شکوه — ترا ز لطفِ خداوند ذو الجلال رسید

ز بخت و تخت بلند تو دام ظلمها — خجستگی پی ظلِ هما بفال رسید
دو جوهرست ز دریا و تیغ دست ترا — بدوست و دشمنت از صلح و ز جدال رسید
مکارم تو زدلهای خلق پاک ببرد — کدورتیکه ز ظلم سیاه سال رسید
بمال ناطق و صامت چنان کرم کردی — که لال ناطق و ناطق بشکر لال رسید
زسیم خام و ز ریخته آتش بدل کردی — بدل ز قحط اگر ملک را ملال رسید
گدا ز جود تو از زنده چون گهر آمد — گهر ز دست تو از زان ترا ز سفال رسید
ز دست راد تو جوهر نهفت گرچه به تیغ — بگوش و گردنِ بدخواه در قتال رسید
بقرص نان مه و مهر هر صباح و مسا — سپهر بر سرِ خوانت چو توشمال رسید
محاسب ار نه شده از کفِ تو مالامال — چسان بقاعده مال و مال مال رسید
صریر کلکِ تو آمد بگوش جذر اصم — ثنای منطق تو بزبان لال رسید
حرام از همه آمد و لی کرامت هست — که سحر از قلم معجزت حلال رسید
سواد خامهٔ صورت طراز مشکینت — بروی شاهدِ معنی چو خط و خال رسید
چکد ز کلکِ سیاهت نکات رخشنده — چنانکه ز ابر سیه عقدهٔ لآل رسید
سواد روی زر افشان او کند روشن — که رشحهٔ ظلمت بر رخ لیال رسید
عطارد از قلمِ تیره ات سواد گرفت — قمر ز رای منیرِ تو بر کمال رسید
بخط خامهٔ خورشید بر بیاض سحر — سواد نسخه رایت با نتقال رسید
زمین شعر و سخن مرده بود و از فیضت — برنگ زنده بریعان آبسال رسید
عروسِ شعر ز مشاطگی دولتِ شاه — بحسن شکل و شمائل پری مثال رسید
مگو که حور بهشتی ست یا پری تمثال — پری و حور نخواهد بدین دلال رسید
نه در هرات علی شیر کرد هر هفتش — نه از نظام سرش را بطوس شال رسید
نه نسبت حلهٔ سنجاب بر قدش سنجر — نه در ایازیِ محمودش این جمال رسید

نگرد دولت فیروز غازهٔ رویش — نه بر منصهٔ بهرام از جمال رسید
تبارک الله ازین جم نظام آصف جاه — بزیب قامت و رخسار و زلف و خال رسید
ز آبداری معنی و آبیاری کلک — زمین شعر تو پُر از گل و نهال رسید
ضمیر پس نگر و رای پیش بین ترا — خبر ز ماضی و از حال و از مآل رسید
محال آمده ممکن ز فیض ایجابت — ز امتناع تو ممکن بصد محال رسید
چنان ز تیغ تو جسم عدو شده است دو نیم — که صورتش ز هیولی بانفصال رسید
بریده است عرض را جسامت از جوهر — عرض اگرچه ز جوهر باتصال رسید
ز بید برگ تو لرزان چو برگ بید آمد — عدو ز زندگی خویشتن بوبال رسید
برنج زنده چو مانده بمرده می ماند — برنج زنده نه بینی به زشت حال رسید
عدو اگرچه نه سنجیده بود موزون شد — ز خنجرت چو به تقطیع در قتال رسید
کجا رسد بتو افراسیاب رویین تن — که پور زال به پشت چو پیر زال رسید
سبک عنان امل شد گران رکاب اجل — چو رخش عزم تو در رزم بدسگال رسید
عدو فگند سر خود که حجت قاطع — حسام تیز تو بر دعوی قتال رسید
ز ضرب تیغ تو جوزا دو پیکر افتاده است — که شیر چرخ به پیش تو چون شغال رسید
ز سهم گرز تو گاو فلک حمل افگند — سهام قوس ترا در اسد نضال رسید
بر آفتاب تب و لرزه از تو در خاور — به قطب سکته ز بیم تو در شمال رسید
فضای چرخ سنان ترا مجالی برق — بساط خاک سمند ترا مجال رسید
رکاب رخش ترا ماه و آفتاب کشند — سم سمند ترا نعل از هلال رسید
ز نیزهٔ تو سماک اعزل آمده رامح — ز قهر تو شرف مهر را وبال رسید
به کاخ جاه تو قصر زحل چنان کوتاه — که صدر صفهٔ ترا در صف نعال رسید
ز مهر تست که بر جبین میمنت دارد — ز قهر تست که خورشید را زوال رسید

ببارگاہِ رفیعت کہ کوسِ او چرخ ست
شہابِ ثاقب رخشندہ چون دوال رسید

ز اوج روے بہ پستی نہاد و نازل شد
بآفتاب چو از امرِ تو نزال رسید

بلوحِ فکرِ تو محفوظ یک قلم آمد
ہر آنچہ لم یزل و ہرچہ لایزال رسید

ز انکساف و زوال و وبالِ مہرِ سپہر
چسان شبیہ برائے تو در خیال رسید

ز انخساف و محاق و کلف بہ ماہِ فلک
چگونہ روئے نکوئے ترا مثال رسید

کجا رسید بدور سپہر مہر ز راہ
چنانکہ زہرہ و عہدِ تو بے زوال رسید

زمین بناز کہ صدرِ زحل محل آمد
زمانہ شاد کہ شاہِ فلک محال رسید

فلک برقص ز دورِ قمر کہ سال گرہ
برائے جشنِ شہِ مشتری خصال رسید

نمود منطقۂ خویش رشتۂ سالش
ز نقطۂ حملش عقدہ حسبِ حال رسید

وان تکاد پئے سال حال باید خواند
کہ فرخی و فراخی بحال سال رسید

غنی خموش چو من از تو قافیہ تنگ ست
زمین شعر ز ایطا بپائے مال رسید

ز دل برائے دعا دست بستہ لب بکشا
کہ وقتِ تہنیتِ جشنِ نیک فال رسید

شہا سپہر جنابا ترا مبارک باد
مسرتے کہ پسِ سی و پنج سال رسید

بود مبارک و مسعود و میمنت آمود
نشاط جشن کہ بر عینِ عید دال رسید

بطولِ عمرِ تو پیوستہ باد عرضِ حیات
چو طولِ جسم کہ عرضش باتصال رسید

خجستہ باد بتو جشنہائے سال گرہ
مدام تا گرہِ رشتہ بہرِ سال رسید

عقودِ رشتۂ عمرت ز کہکشان و نجوم
زیادہ باد و نہ چندان کہ در خیال رسید

ثناگرِ تو غنی کش ز مال کیسہ پرست
چہ مال آنچہ کہ در دامنِ کمال رسید

کناد تہنیتِ جشنِ شاہ تا گویند
تونگری بدل آمد نہ آن بمال رسید

# قصیده

## در تهنیت سالگرهٔ همایون اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ

باز در قالبِ بے جان جہان جان آمد
باز در جانِ جہاں ذوق بہیجان آمد

باز ایام سرور و طرب آغاز نہاد
باز دورِ الم و رنج بپایان آمد

باز غم را ز مسرت رہے افتاد بدل
باز اندوہ ز شادی ہمہ با جان آمد

باز تیرہ شبِ غم رخت ز عالم برداشت
باز روشن سحرِ عیش نمایان آمد

باز بر گلبنِ امید گلِ تازہ دمید
باز در باغِ امل فصلِ بہاران آمد

باز در خندہ زمیں آمدہ از لالہ و گل
باز در گریہ زدن ابر ز باران آمد

باز بشگفت بہارِ چمنستانِ جہاں
باز بلبل بہوائے گلِ خندان آمد

باز قمری بسرِ سرو نوائے عشاق
راہست سر کردہ بآہنگ صفاہان آمد

باز بر اوجِ حصول اخترِ امید دمید
باز در شیب عدم طالعِ حرمان آمد

باز در طالعِ تیر ست عیاں سہم الغیب
باز برجیس بناہید بسرطان آمد

باز در حوت پئے زہرہ قرانِ ماہی ست
باز در برجِ حمل مہر درخشان آمد

باز شد عطر فشاں صندلِ صبحِ نوروز
باز مشکِ شبِ گل غالیہ باران آمد

باز ناساختہ کافورِ سحر آمد و شام
باز ناسوختہ عودی ست کہ سوزان آمد

باز آں ماہ نشاط آورِ طبع و خاطر
باز آں سالِ فرح بخشِ دل و جان آمد

باز آمد مہِ میلادِ حضورِ پر نور
باز سالگرہِ آصفِ دوران آمد

میر محبوب علیخاں کہ بہ تختِ شاہی
نامِ او تاجِ ملوک افسرِ شاہان آمد

آں نظامِ دکن و آصفِ دوراں کز وے
رونقِ گیتی و آرایشِ کیہان آمد

جم حشم خسرو دوران که بتاج و به نگیں — طاق گشته به جهان جفت سلیمان آمد

از عطای تو پر آب ست دهانِ دریا — وز کف راد تو خون در جگر کان آمد

تا ز خاکِ قدمت آیدش آبی در دست — پا ز سر کرده براهست دُرِ غلطان آمد

ابر بخشید اگر آب ز دریا سهل ست — دست از کیسهٔ خود چون گهر افشان آمد

موج باشد ز کفت لطمه بروی دریا — لعل پیکانی ز دستت بدل کان آمد

از عطای تو که بارانِ گهر می بارد — گوهر آن قدر گران گشت که ارزان آمد

آب در دیده شد از دست تو بحر عمان — خاک بر سر ز کفت کان بدخشان آمد

خیره از روی دل افروز تو چشم خورشید — تیره از روی خوشت چشمهٔ حیوان آمد

سرو شد از عرقِ شرم قدت پا در گل — گل ز رشکِ رخ تو چاک گریبان آمد

بهرِ خُلق تو ز گیتی همه ذکر احسن — وز کفت بهرهٔ گیتی همه احسان آمد

سبز شد از تو سپید و سیه لیل و نهار — که سپید و سیه را جود تو یکسان آمد

گرد تا رشتهٔ جان داشت ز سهمت چه عجب — رشتهٔ عمر عدو رشتهٔ بیجان آمد

سال خورده شد از رائے تو تقویم سپهر — گاو خوردست اگر دفترِ دوران آمد

شمع افروز شبستانِ جمالِ تو قمر — پرده دار درِ ایوانِ تو کیوان آمد

یک کمان دار تو ترکِ فلک آمد از قوس — یک علم دار تو خورشیدِ درخشان آمد

هم کمر بسته ات از منطقه آمد جوزا — هم عطا سنج تو ناهید ز میزان آمد

هم ترا قاضیِ چرخ آمده صدرِ اعلیٰ — هم دبیرِ فلکت صاحبِ دیوان آمد

شاه برجیس شمع از پئے این سالگره — کوکب پیش رس صبح بهاران آمد

حبذا سال نکو فال که از مقدم آن — بدهن خنده بدل عیش به تن جان آمد

همه را دیدهٔ پر نور و دل مسرور ست — همه را طبع خوش و خاطرِ شادان آمد

نکتهٔ تازه شیرین بزنم کز ذوقش — آب اندر دهن طبع سخندان آمد

که پئے سال گره رسم بود از اول — کاخرِ سال گره از پئے حسبان آمد

لاجرم زاخرِ سال دگره از روئے جمل — سی و پنج بجسم عدد سال نمایاں آمد

در ہمہ سال دو ماہی بود از نام بہیج — کاں بمیلاد دو دو محبوب نبی یزداں آمد

اول آمد پئے محبوب خدائے دو جہاں — آخرش در طرفِ آصفِ دوراں آمد

ده و دو آمده اعداد مد از روئے جمل — عدد معنی طرف و خاتم و پایاں آمد

پس ده و دو شده میلاد ختامِ مرسل — کو عدد خاتمه و ختمِ رسولاں آمد

نصف آں شش پئے میلاد نظامِ سادس — شاه جم مرتبه محبوب علی خاں آمد

خسروا دیر بمانی که نگهداشته — رشتۂ نظم که ثنایاں پئے شاہاں آمد

زانتظامت دُرِ منظوم بود نظم سخن — زاں نظامِ دکنت نام به برہاں آمد

به نثارِ تو غنی گوہر شہوار مدیح — گرد در رشتۂ کاں رشته رگِ جاں آمد

نظمِ من عقدۂ منظوم نماید ز نظام — نے بود عقدِ ثریا که پریشاں آمد

گر قبول تو فتد دُر دُر تابنده گہر — بہرِ اقبال شہاں لایق و شایاں آمد

خاصه رخشنده دُرِ نظم که از گوہر پاک — دُرة التاج پئے حضرتِ قرآں آمد

زانکه ایں جوہرِ ارزنده که جنسِ عالیست — از برِ عرش بدل بردن شاہاں آمد

ایں عقیقے ست بصد خون جگر پرورد — نے عقیقِ جگری کز دلِ ہر کاں آمد

لعل یک قطرۂ خون ست فرو بسته بخاک — دیں دو صد خونِ جگر ریخته در جاں آمد

نظم جان آمد و مرجان جہان است حیات — مرده خون نیست که لعل و در و مرجاں آمد

زاں براه طلبش صد چو غنی راہی — که غنی بوده و در خیلِ گدایاں آمد

تا بود رشتۂ دوران فلک سر در گم — تا که نو روز در ایں رشته گره ساں آمد

گرهٔ رشتۂ عمرت بطلوعِ مه و مہر — باد آں نقطۂ مشرق که ہزاراں آمد

# قصیده

## در تهنیت سالگرہ مبارک اعلیٰ حضرت حضور پرنور

ایا خدیو جهان و خدایگان بشر — ایا قباد قدر جم حشم فریدوں فر
توئی که کاتبِ سر دفترِ قضا و قدر — نوشت از پئے امرت که با قضاست قدر
توئی که خامهٔ قدرت بدفترِ تکوین — نگار بست ز نامِ تو بر سرِ دفتر
توئی خدیوِ ثریا علم سپهر سریر — شهٔ ستاره حشم ماه چترو مهرِ افسر
بلشکرِ تو سماکِ سپهر چوں رامح — بموکب تو دو پیکر طلایهٔ لشکر
بر زمگاه تو بهرام کمترینه سوار — به بزمگاه تو زهره کمینه خنیاگر
بدفترِ تو پئے مشتری قضاے امور — بحکم تو عطارد محافظ دفتر
به تخت همچو سپهری به بخت چوں ناهید — برای راست چو تیر و بروِ نکو چو قمر
به نیزهٔ تو سماک و بمنطقه جوزا — برخش ماه منیری به تیغ مهرِ انور
برآسمانِ نکوئی مهِ چهار دهٔ — به برجِ طالع فرخندهٔ تو سعد اکبر
شد از جلالِ تو مهرِ فلک اسیر زوال — شد از جمال تو ماهِ فلک ز شهر بدر
سپهر و طبع تو یک مرکز و دگر پرکار — زمان و رایِ تو یک منطقه دگر محور
حطیم کعبهٔ قدر تو گنبدِ دوّار — حریم کوشک جاه تو ساحت اغبر
بلند پایهٔ قدرت ز اوجِ نهٔ طارم — بزیر سایه لطفِ تو کوشکِ ششدر
نه از اطابت طبعت زمانه راست گریز — نه از اطاعت امرت سپهر راست گزر
سبک عنان تو دیده فلک گزید مسیر — گران رکاب تو آمد زمین گرفت مقر
یگانهٔ که دریں شش جهت بود رایت — مدار گردش نهٔ آسمان و هفت اختر

ز ضرب نیزهٔ خطّی تو سماک اعزل .     ز خطِ کلکِ سیاه تو تیرِ چرخ ابتر

ستاره راست رضا جوئیت مدار و مسیر     سپهر راست وفاق تو مرکز و محور

دو پیکری ست بعالم شهنشه و بهرام     یکی ست پیکر جوزا و پیکرت به کمر

نفاذ حکم تو مبرم بود برنگ قضا     قضای امر تو محکم بود مثال قدر

ز بخت سبز تو قصرت به نزهت و فسحت     بهار روضهٔ خضرا و گنبدِ اخضر

قوی سپهر که هر کس بزیر گردش اوست     به پیش حرکت کلکت شدست زیر و زبر

بلند نعرهٔ فتح قریب شد ز فلک     چو خواند آیهٔ نصر من اللهت خنجر

دمادم ست صدای قدم قدم از کوست     مباد کاوفتد از پای گنبدِ بیدر

اجل ز کوکبِ بخت و سرِ عدو سازد     بدفع چشم ز تیغت سپند در مجمر

فروغ دیدهٔ عقلی فراغ خاطر فکر     صفائی سینهٔ علمی جمال روئے هنر

به پیش رائے زرنیت که عقل فعال ست     چو خمسهٔ متحیر بود عقول عشر

یگانه جوهر جسمی و نوع تو عالی ست     که سافلند ز جنست عقول در جوهر

خدیو جم حشمی شهریارِ آصف جاه .     نظام ملکی و فرخ فر و فرشته سیر

نظام ملک ازانی که گوهرِ پاکت     بود ز رشتهٔ نظم فریدِ گنج شکر

کریم طبع ترا مهر و مه بود بنده     عظیم لطف ترا بحر و کان بود چاکر

زهے سخای تو با هر کسے چه شه چه گدا     زهے کنوز تو در هر مکان چه بحر چه بر

زهے عطای تو در هر کفے چه پر چه تهی     زهے نقودِ تو هر گونهٔ چه سیم چه زر

زهے وفای تو در هر دلے چه خسته چه شاد     زهے هوای تو در هر درون چه سینه چه سر

زهے دعای تو در د همه چه شیخ چه شاب     زهے ثنای تو بر هر لبے چه خشک چه تر

ز آستین تو بذلے بود عقول لآل     ز آستانِ تو خاکی عبیر و عنبرِ تر

بفضل ابر مطیری ببذل بحرِ محیط     بطینت آب زلالی بطبع همچو مطر

کفت بعالمِ افضال ابرِ لولو بار — قدرت بگلشنِ اقبال نخلِ بارآور

بدستِ تو چه بود بحر قطرهٔ بی آب — برای تو چه بود مهر ذرّهٔ احقر

بعهدِ عدل اساسِ تو فتنه از سرِ خود — نهاده است کلاه و گشاده است کمر

بروشگفته بهاری ببوی شمیمِ بهشت — بخوی مشکِ تتاری بخلق عنبرِ تر

ز رشکِ لعلِ تو آتش فتاد در یاقوت — ز غیرتِ سخنت غرقِ آب شد گوهر

حلیم همچو زمینی صفا چو آبِ حیات — سبک چو بادِ بهشتی لطیف چون آذر

یگانهٔ تو میانِ ملوکِ هفت اقلیم — چو در میانهٔ اعراضِ تسعه یک جوهر

فضای طبعِ لطیفت چو صحنِ باغِ بهشت — صفای طینتِ پاکت چو چشمهٔ کوثر

خصائلِ تو ز نزهت حدیقهٔ ریحان — شمائلِ تو ز نکهت شمامهٔ عنبر

مشام رست ز خوبیتِ شمیمِ نوروزی — نظاره رست ز رویتِ نضارتِ منظر

بود ز قهرِ تو ذره بقامتِ خرشید — بود ز فیضِ تو قطره بقیمتِ گوهر

بخردی تو و بقراط عاقل و باقل — بمردمی تو و حاتم حُباحِب و جعفر

ثنای تست بلبهای یک جهان ظاهر — دعای تست بدلهای عالمی مضمر

جمالِ ملت و ملکی کمالِ دانش و دین — زوالِ کفر و نفاقی وبالِ فتنه و شر

امامِ دینِ حنیفی نظامِ دولت و ملک — عصامِ خلقِ جهانی قوامِ فتح و ظفر

قوی ست پشتِ تغ زین که دستیاری تست — ز بازوی اسداللّٰه حیدرِ صفدر

بذاتِ پاکِ تو باشد که جاودان مانی — پناهِ ملتِ اسلام و شرعِ پیغمبر

فزوده رتبهٔ خطبه ز نامِ والایت — بلند گشت ز پای تو پایهٔ منبر

صریرِ کلکِ سیاهت ببزم و رزم بود — صدای نالهٔ تیر و نوای نغمهٔ تر

سوادِ نامهٔ کلکت هزار بار به است — ز جامِ جم که ندارد ز خطّ جور اثر

نقوشِ کلکِ تو در دیدهٔ اولی الابصار — فروغِ دیدهٔ بینش چراغِ چشمِ نظر

سوادِ کلکِ تو کان سرنوشتِ پیشانی ست     شب برات بود میدهد ز خیر خبر

بزیرِ رانِ شهِ کامران بروزِ دعا     بود سمند چو پیل و پلنگ و شیر ببر

عقاب وار بباد و شمال وار بخاک     نهنگ وار به بحر و پلنگ وار به بر

بقامت ابر محیط و بپویه بارانی     بجست همچو درخش و بصوت چون تندر

سمش زماه تو و آخورش ز کاهکشان     لجام او ز ثریا ستام او از خور

جهان نورد چو افلاک کاردان چون تیر     دلیل ره چو ثوابت شتاب رو چو قمر

عقاب منظر و طاؤس رقص و کبک خرام     همائے طلعت و سیمرغ بال و عنقا پر

دم صعود و نزول ست همچو آتش و آب     گه درنگ و شتابی چو خاک و چون صرصر

رود بپویه بیک گام تا بحد نگاه     چو بازگشت پس آید از و دوگام نظر

سپهر منزلتا آفتاب سیمایا     که باد دورِ تو پیوسته همچو دورِ قمر

خجسته سی و ششم سال بهر سالگره     بود مبارک و بهتر ز سالهائے دگر

هزار سال ازین بهترت مبارک باد     بفضل داورِ دادار و خالقِ اکبر

طفیل احمدِ مختار و چار یارِ کرام     طفیل شبر و شبیر سبطِ پیغمبر

دلِ عدو ز نهیبت بود چو بید ز باد     تنش ز بیم چو نخلِ کهن بتر ز تبر

غنی ست داعی اقبال و دولت تو سزاست     که شعر او بمدیحت شود نوشته بزر

# قصیده

## در تهنیت سالگره مبارک حضور پر نور خلد الله ملکه و سلطانه

چون عروسِ صبح از خوابِ گران سر برگرفت     از سبکروحی هوائے خاستن در سر گرفت

همچو گل کز جامهٔ صد برگ خیزد بامداد     سر ز رختِ خواب بیرون کرد و رخت از بر گرفت

در عودی شب با مجمرِ سرخِ شفق — از سرو تن چوں قبائے لالهٔ احمر گرفت
ں زمینِ وسمهٔ تاریکِ شب بر داشته — خاطر از گلگونهٔ سرخِ شفق هم بر گرفت
ں لباس عابدِ شب زنده دار صبح خیز — جامهٔ ساده سپید از مهر خورد در بر گرفت
چو صوفی چادرِ ترسا بر دوش انداخته — همچو محرم دل ز رنگ احمر و اصفر گرفت
ۂ آبی شبنم زیب دوش و سینه ساخت — دامنی جامهٔ خرشید چوں چادر گرفت
ز تن زیب سپیده حله زیب تن نمود — گاه تن زیب سپید از نور خورد در خور گرفت
شعاعِ شمس گاہے مقنعِ زرّینه ساخت — گه خمار تابدار تافته بر سر گرفت
ز گلِ خرشید زیب افزائے جیب دامنش — وز گلِ مهتاب چوں شبو دماغی در گرفت
وه اش عالم فروز آمد برنگِ نوبهار — پرتوش در بحر و بر افتاد خشک و تر گرفت
وئے پر انوار او از ماه تا ماهی فروخت — واز زمیں تا آسمان در نور چوں تیر گرفت
تمِ عالم روشنائی یافت از دیدار او — طالع گیتی سعادت از رخش یکسر گرفت
تو لمعان او بر ساحتِ غبرا فتاد — لمعهٔ انوار او در گنبدِ اخضر گرفت
ۂ دلهائے غمگیں از رخِ خنداں کشاد — کامِ تلخ از خندهٔ پر شور در شکر گرفت
رضِ او چهرهٔ کون و مکاں پر نور کرد — کاکلِ او مغز باغ و راغ در عنبر گرفت
و ماهِ نیم ماه و همچو مهرِ نیم روز — پرتوش افتاد در آفاق و سرتاسر گرفت
تم اے زیبا نگارِ ساده روی سیمیں عذار — چیست تا طبعت ز تزئینِ زر و زیور گرفت
وز رو شب بین زماه و سال کیں لیلائے لیل — از پئے تزئیں حلی بست و حلل در بر گرفت
هلال آویزهٔ سیمیں بگوشش انداخته — واز مهِ کامل مرصع تبتهٔ بر سر گرفت
ق در گردن فگند از هالهٔ ماهِ منیر — حلهٔ سرخِ شفق چوں لالهٔ احمر گرفت
دهٔ زنبوری از چرخِ ثوابت زد بروے — اطلسِ چرخِ نهم بر دوش چوں چادر گرفت
لستاں جائے حمائل زیب صدر و سینه ساخت — گوشوار از گوهرِ پرویں بزیب و فر گرفت

گاه چوں ہندو زنِ آں مشکیں پرندِ شوخ و تنگ / از ثریا بہرِ تزئیں بر جبیں جھومر گرفت

گہ ز کتانِ سفیدِ ماہتابش دامنی / گاه از سیفورِ ظلمت پرده بر رخ برگرفت

گاه چوں زنگی زنِ شوخِ سیہ مست از نشاط / عقدِ سیمینِ شہابش برگسستن در گرفت

بر میان از منطقہ بست ست یک زریں کمر / واز بنات النعش تختِ سیم ساق اندر گرفت

از ده و دو برج یک مالای مروارید ساخت / ہفت سیاره پئے ترصیعِ آں جوہر گرفت

زاں صور کز منطقہ شد در جنوب و در شمال / بہرِ جوشن بر دو بازو وی وشش اختر گرفت

عنبرینہ بست بر سینہ ز یاقوتِ سہیل / واز عقیقِ سرخ شعری در کف انگشتر گرفت

گفت با من شاہدِ صبحِ جبینِ سیمبر / لیکن اول زیں سخن در خنده لعلِ تر گرفت

کایں ہمہ آرایشِ ناپایدار و بے قرار / بیش ازیں نبود کہ جا در خاطرم کمتر گرفت

خاصہ با ایں چہرهٔ بے نور و ایں روئے سیاه / کے تواند طرفِ خوبی با رخِ انور گرفت

گنگ باشد گرچہ سوسن ده زباں در کام کرد / کور باشد گرچہ چشمِ عاریت عبہر گرفت

کے نماید نیک در چشم و فرود آید بدل / گر خضاب و وسمہ و غازه بر او اعور گرفت

زیبِ من پاینده و باقی بود آثارِ آں / ور ازل از بہرِ من ایں زیب صورت در گرفت

زیبِ من ایں بس کہ گشتم مولدِ فخرِ رسل / آنکہ زیبا زوے سپہر و اختر و عنصر گرفت

زیبِ من ایں بس کہ گشتم مولدِ شاهِ دکن / آنکہ زیب از مولدش ایں ساحتِ اغبر گرفت

میر محبوب علی خاں خسروِ دارائے دیں / آنکہ بزم و رزم از آئینِ اسکندر گرفت

آں نظام الملک آصف جاه کز اجلالِ او / سکۂ در قطب آمد لرزهٔ در خور گرفت

آنکہ از فرمان دہاں در بادشاہی گوئے برد / آنکہ از شاہانِ پیشیں پایۂ برتر گرفت

آنکہ تشریف بہی خواہاں ز سرتاپائے داد / آنکہ تاج و تخت از شاہاں ز پا تا سر گرفت

آنکہ از گیتی ستاناں خواستہ ملک و سریر / واز سرافرازانِ گردن کش سر و افسر گرفت

دولتِ او باجِ ذلت از کفِ فغفور خواست / صولتِ او تاجِ عزت از سرِ قیصر گرفت

تخت از پابوسِ او بالید و پهلو زد بتاج ۔۔۔ تاج از و نازید و خود را از فلک برتر گرفت

پائیگاهی تختش از تختِ سلیمان یافته ۔۔۔ سربلندی تاج او از تاجِ اسکندر گرفت

خسرو دشمن کشِ لشکر کشِ کشور کشائے ۔۔۔ آنکه با یک لشکری صد ملک و صد کشور گرفت

شه باقبال خداوندی جهان بگشاده است ۔۔۔ گر جهان اسکندر و جمشید با لشکر گرفت

از همایون بخت عالمگیر شد شاه جهان ۔۔۔ وز جهانگیری بسے بر اکبر و بابر گرفت

نام را بختِ بلندش سکه بر زر نشاند ۔۔۔ سکه را نام بلندش در زر و زیور گرفت

حرف بر کرسی نشانده طالعِ نقشِ نگین ۔۔۔ بر نگین روزے که نامِ نامیش جا در گرفت

یک تنه با تیغ چون خرشید و با دستے چو ماه ۔۔۔ از سواد قیروان شام تا خاور گرفت

فرد یکتائی چهار ارکان که صیتِ سطوتش ۔۔۔ کوشکِ ششدر کشاد و قصرِ نه کنگر گرفت

پور زال از صولتش در بر برنگ پیر زال ۔۔۔ مقنع معجر بجائے جوشن و مغفر گرفت

شحنهٔ انصاف و عدلش کامده عاجز نواز ۔۔۔ روئے زال زار دید و روی زال زر گرفت

بشکند کے آهنین قصرِ مشید عهد او ۔۔۔ گر شکستی از قضا این طاق نه چنبر گرفت

از نهیب او تمنا در دلِ خاقان شکست ۔۔۔ واز جلال او نفس در سینهٔ سنجر گرفت

از کمان تیرش پرید و خورد بر راس ذنب ۔۔۔ واز کمین زاغ کمان نسرِ فلک در بر گرفت

آسمان در بزمِ او از کوکبِ بختِ عدو ۔۔۔ بهرِ چشمِ بد سپندے از پئے مجمر گرفت

صیت او در گوشِ اهل قصرِ نه طارم رسید ۔۔۔ سطوتش در ساکنان کوشک ششدر گرفت

همچو اسکندر عجم در دست از اقبال یافت ۔۔۔ چون سلیمان ملک جم در کف ز انگشتر گرفت

حلقه در گوشِ جهان چون خاتم جمشید کرد ۔۔۔ در بروئے فتنه همچون سد اسکندر گرفت

صد در خیبر چو دست فاتح خیبر کشاد ۔۔۔ صد ره شور و شری چون همت شبر گرفت

تیغ تیز برق لمعانش بهنگام ستیز ۔۔۔ چون عصائے موسوی ره بر روم اژدر گرفت

روئے او را نه قدر هفت اختران هر گز نتافت ۔۔۔ رائے او را از قضا نه آسمان محور گرفت

آسماں از دورمی بوسد زمیں بر درگہش — تا ز نزدیکانِ خدمت خویشتن را در گرفت

رزم از خونِ سر و پشتِ عدویش یافتہ — آنچہ بزم از ساقی و صہبا خم و ساغر گرفت

چرخِ اطلس خواست با قد جامہ اش از بافتہ — تار و پودش را شعاعِ مہر و مہ درخور گرفت

چوں قبائے بادشاہی دوخت بر قدش سپہر — دولت و اقبال ہمرا برۂ و استر گرفت

دشمناں را تیغ او در آب چوں خرشید حشر — تا بزانو تا کمر تا سینہ و تا سر گرفت

دست او با پنجۂ پر زور و تیغ جانستاں — روز رزم از دشمناں صد خنجر و جنجر گرفت

شیر گردوں را ز بیمش زہرہ گر دیدہ ست آب — نسر طائر را ز سہمش آتشے در پر گرفت

آب تیغش دشمناں را ہمچو موج از سر گزشت — باد تیرش در پئے شاں صورتِ صرصر گرفت

دشمنش چوں تشنۂ گم کردہ رہ جویائے آب — مرگ را تا جو شبا را تیغ او رہبر گرفت

ابر آزاری کہ دُر را افشاند در فصلِ بہار — کمترین بذلیست کز دستِ کفِ او در گرفت

بحر را از موج افتادست نقصانے بدل — تا کف گوہر فشانش کام از گوہر گرفت

باکف زرپاش گاہے اجتماع زر نخواست — زاں پراگندہ بود شکلے کہ لفظ زر گرفت

ہمت او از سخا طومار حاتم سطے نمود — رسم یحیی زندہ کرد و فضل بر جعفر گرفت

خشک و تر از حیرت و شرم ست ابر نوبہار — سائل از دست کریمش بسکہ خشک و تر گرفت

حامی دیں آمد و احیائے رسم شرع کرد — ماحی کفر آمد و از کافراں کیفر گرفت

زاں لطافت ہا کہ بار آورد باورمی شود — ایں کہ نخل طبعش آب از چشمۂ کوثر گرفت

خلق او حرفے بناف مشک تاتاری نہاد — خوئے خوبش خردہا بر نکہت عنبر گرفت

آنکہ از دستش بنائے کفر و شرک از پا فتاد — آنکہ از پا مردیش اسلام زیب و فر گرفت

فتنہ ہا بنشست چوں مہرش پئے داد ایستاد — الاماں برخاست چوں قہرش بشور و شر گرفت

از نکورویش فروغِ ملتِ بیضا فزود — واز زریں رایش ردائے دینِ پیغمبر گرفت

از جمالِ عالم افروزش گرفت ست آفتاب — واز رخِ رخشانِ او تابش مہ و اختر گرفت

سر بطاق آسمان محراب سود از قامتش | پایهٔ بالا بلند از پایهٔ او منبر گرفت
شد محب آل پاک و گشت محبوبِ علی | در دلش از بسکه حب صادق و جعفر گرفت
جشنِ جم آئین ادا از غایتِ حسن و جمال | لعبت چینی شد و همچون پری پیکر گرفت
سال و ماه در روز و شب از جشن جمشیدی او | چون عروس نو شد و شکل پری پیکر گرفت
بالخصوص این سال فرخ فال کز فیضانِ او | عالم از سهم سعادت بهرهٔ او فر گرفت
خاصه این ماه ربیع آخر کز میلاد شاه | دهر در خوبی فزود و زیب سر تا سر گرفت
دلکشا چون بادِ نوروزی ست بادِ پرشکال | فیض ابر و لطف بارانِ ربیع بحر و بر گرفت
آن نضارت ها که گیتی یافت از اردی بهشت | خطهٔ پاکِ دکن از مهر شهریور گرفت
همچو فروردین نشاط این ماه شهریور فزود | چو ربیع اولین رونق ربیع آخر گرفت
شکر یزدان کز طفیلِ مقدم سال گره | ملک از آئینِ تازه تازگی از سر گرفت
روی دل آرای گیتی آبروی تازه یافت | چهرهٔ زیبای عالم رونقِ دیگر گرفت
بزم ها گشته فروزان جشنها شد ساخته | گوئی از بزمِ جم و جشنِ فریدون فر گرفت
خانه و بام ست چون بیت العروس آراسته | کوی و برزن زیب چون بیت الصنم از سر گرفت
بزم جشن شه ز آئین با فلک مانا شده | شمعها در بزم خسرو تابش اختر گرفت
دست شه در دامنِ امروز از بس زر فشاند | کیسهٔ فردا گرانی همچو دی از زر گرفت
همچو دامانِ غنی کز دولت اوصاف شاه | از نقود معنوی در گنج و در گوهر گرفت
عالمی را صد گره از کار بکشاد ست زانکه | رشتهٔ سال گره عقدِ سعادت در گرفت
شه نظامِ شش بود تاریخ ماهِ جشن شش | شش بهم در خورد عقد سی و شش در خور گرفت
تا فرازِ چرخ هشتم در جنوب و در شمال | سی و شش اشکال گرد منطقه پیکر گرفت
رسم جشن سی و شش بادا مبارک بهرِ شاه | آنکه او رسم الم از اهل عالم برگرفت

# قصیدہ

## در تہنیت سالگرہ مبارک اعلیٰ حضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ و سلطانہ

### بطور تلمیع ارتجالاً نوشتہ شد

(۱۳۱۹ھ)

نامِ خدا شاہِ دکن من سطوۃ سلطانہ — لرزد فلک از ہیبتش مع مالہ من شانہ
کیواں نہد سر بر زمیں من ارتفاع قدرہ — مریخ افتد از فلک من صولۃ شجعانہ
قیصر بود بر درگہش من احقر خدامہ — فغفور آمد ریزہ چیں من نعمۃ فی خوانہ
السنجر فی بابہ من جملۃ حجابہ — او سائر رکابہ او ثلۃ فرسانہ
رائے رزینش از ضیا کالشمس فی اشراقہا — روئے نکویش از صفا کالبدر فی لمعانہ
صد لعل لب لولوگہر کالمشتری لالائہ — صد لعبت چین و چگل کالحور من غلمانہ
محبوب چوں روحِ رواں للناس فی ابدانہم — مطلوب و لہائے جہاں کالجان من جثمانہ
حامی ناموس زمن بالجند او اجلالہ — ماحی آثار فتن بالقہر او فیضانہ
عیشِ در آبِ گل بود للخلق فی ایامہ — مہرش تن جان و دل بود للناس فی احیانہ
از بحرِ فیض او دکن کالقدس من سلوانہ — والبلخ من جیحونہ والشام من جیحانہ
شاداب ملک از فیض او کالجنۃ المخضرۃ — او بیت ملک الفارس من عدل نوشروانہ
صورت دلیل سیرتش والخلق لغیتی خلقہ — سرش عیان ست از علن معناہ من عنوانہ
خرم دلش از مملکت کالنور من ریح الصبا — خرسند از وے ملک دکن کالخلد من رضوانہ
رفق ست در رفتار او والعدل فی احکامہ — صدق ست در گفتار او والحق فی برہانہ

صد کیسه لعل و در دهد لکن هذا جوده | از کمترین افضال او من ادون احسانه
خرم دل او از خلف کالروض من اشجاره | والغصن من اثماره والنخل من اغصانه
نازد ولیعهدش باو کالشبل من ضرغامه | والریح من ریحانه والدر من عمانه
فرخنده صاحب عهد او عثمان من اسمائه | والسمع من سیمائه والسؤدد من شانه
والجد من اطواره والجود من آثاره | والفتح من انصاره والنصر من اعوانه
یا رب بود شاه دکن من اتباع ملکه | شاهنشه روی زمین و امتاز عن اقرانه
زد ربنا ایاهما فی عیشة مرضیته | وارض لوجه المصطفی عنه و عن عثمانه
زین سی و شش سال گره وین بزم شهریارها | بارک اله العالم فیه و فی خلانه
این بس دعای جانفزا فی حضرة رب العلا | من احقر خدامه ادعی دعا گویانه
اقصی بسی خواهانه اعلی ثنا خوانانه | ادنی نمک خوارانه عبد الغنی خانه

# قصیده

## در تهنیت سالگره اعلیحضرت حضور پرنور خلد الله ملکه

ایا خدیو ثریا جناب و مهر قباب | فلک سمند و ستاره ستام و ماه رکاب
کفت ز بذل عطایاست مقسم الارزاق | دلت ز حل دقائق مفتح الابواب
هنر ز طبع لطیفت گرفت قیمت و قدر | گهر ز دست سخای تو یافت تابش و تاب
فسانه ایست ز تو جود جعفر و حاتم | نشانه ایست ز تو زور رستم و سهراب
نمونه ایست ز دست تو قلزم و عمان | کرشمه ایست ز طبع تو بحر نیل و سحاب
ندید رای صوابت بخواب روی خطا | نخست روی دل تو نگر بصوب صواب
حکایتی ست ز حرف تو گوهر پروین | روایتی ست ز رای تو مهر عالمتاب
بلای فرق تو چینید همیشه تاج و کلاه | بدست و پای تو بوسه زند عنان و رکاب

کتاب کهنهٔ عالم ورق ورق گشتم ‌ — ‌ نگاشتم نظرے بر فصول و بر ابواب

نه مثل جود تو دیدم روایتے در فصل ‌ — ‌ نه همچو جاه تو خواندم حکایتے در باب

زهی ز مهر و مواسا عزیز روح و رواں ‌ — ‌ زهی ز جود و کرم مالکِ قلوب و رقاب

زهی ز شوکتِ جاه و حشم ستاره سپاه ‌ — ‌ زهی ز رفعتِ شان و همم سپهر جناب

بود ثنائے تو زیبِ زبانِ خرد و بزرگ ‌ — ‌ بود دعائے تو وردِ لبِ شیوخ و شباب

بنعمتِ تو جهاں را رسید قوت و قوت ‌ — ‌ بدولتِ تو همه خلق راست دانه و آب

پئے دعائے تو گردوں ز مهر در سجده ‌ — ‌ پئے بقائے تو از هلال در محراب

بود ز فرقِ تو اکلیل را سر افرازی ‌ — ‌ بود ز پائے تو اورنگ را فخر و فرتاب

رخِ ستم زدگاں از تو باغ و باغ بهشت ‌ — ‌ دلِ جفامنشاں داغ و داغ دوزخ تاب

همیشه تلخی بخت عدو گسسته مهار ‌ — ‌ مدام مرکبِ جاهش بود شکسته رکاب

مخالفِ تو گهے خوار و پایمال چو خاک ‌ — ‌ گهے فتاده بسر در نشیب صورتِ آب

گهے بباد بسر در هوا بود چوں باد ‌ — ‌ گهے ز داغ جگر سوز سینه آتش ناب

بجنب رای و دولت دعوئ سحر کاذب ‌ — ‌ بجنب روئے تو ماهِ فلک بدر ز حساب

سپهر غاشیه ات میکشد بزیر بغل ‌ — ‌ قمر گرفته عنانِ تو میدود برکاب

رخِ تو صبح فروزاں و لے ز کذب بری ‌ — ‌ دل تو مهر درخشاں و لیک بی تب و تاب

جنیبه دار تو مهرِ فلک ز نقرهٔ ماه ‌ — ‌ رکاب ساز تو گردوں ز مهرِ عالمتاب

بریسمانِ مجره بدلو هفت اختر ‌ — ‌ سپهر مزرعِ جاه ترا شده دولاب

قبائے اطلس نه چرخ بر قدرت کوتاه ‌ — ‌ دولائے شمس و قمر بر تن تو بذله ثیاب

عیاں جلال ز نامت چو تابش از خورشید ‌ — ‌ نهاں ظفر بته نگیں چوں طلسم زیر حجاب

بدست تست کلید خزاینِ ارزاق ‌ — ‌ بود بجیب تو گنج نقودِ بحر و سحاب

ضمیرِ پاکِ تو مرآت صورتِ الهام ‌ — ‌ سلیم طبعِ تو معیار بهر خطا و صواب

نه زد بعهد تو شبخون غمی بکشور دل — ندید از تو گهی ترکتاز شیب شباب

نه ماه می فگند چاک در قبای کتان — ز مهر می کشد از سبزه شبنم شاداب

نه تند باد ز تو بشکند سلاسل موج — نه موج آب کند گنبد حباب خراب

نه جور هجر چو یعقوب در دم پیری — نه جوش وصل زلیخا صفت بعهد شباب

نه دست برد حسد یوسفی کند در چاه — نه افترا کند آلوده کرته در خوناب

سپهر ساخته عزم ترا مدار و مسیر — زمانه خواند جناب ترا مآل و مآب

خورد ز شان شکوه تو نه سپهر نهیب — فتد بکشور اعدا ز لشکر تو نهاب

عیان ز نقطهٔ کلک تو دفتر حکمت — نهان بکنج دواتت جریدهٔ آداب

همه خصال تو مستلزم مدیح و سپاس — همه فعال تو مستوجب ثنا و ثواب

فروغ بخت ز سیمای صافیت روشن — چو در میانهٔ روز آفتاب عالمتاب

بارتفاع بلند اختر تو راه نیافت — اگرچه ساخت منجم ز مهر اصطرلاب

گشاد گرچه مجسطی و زیج بست هزار — اگرچه خواند همه بست باب اصطرلاب

قلم ز دست دبیر فلک فرو افتد — اگر محاسب رایت رود بپای حساب

تبارک الله ز نظمت که معنی از لفظش — عیان چو رشتهٔ سلک است از در خوشاب

نظام طوس بدانش بنظم ناظم طوس — زهی شعور زهی شعر یا اولوالالباب

تو آن بدیع بیانی که در دم اعجاز — عیان ز لفظ تو معنی ست صورت اطناب

همیشه از پی کسب علوم تو کرده است — دبیر چرخ ببزم تو زانوی آداب

لبت چو ناطقه پرداز گشت از اعجاز — شدست بند ره اصم منطق از برای جواب

چو تخته هائی گلستان ز فیض ابر بهار — شگفته گشت ز کلکت صحیفهای کتاب

گهر فشانی دست ترا کجا پایان — که نیست قلزم زخار جود تو پایاب

گرفت چون نم فیض تو ابر آزاری — شکست کاسهٔ خالی بفرق بحر حباب

بگرز مغز سر دشمنان زنی برخاک | چنانکه آب بریزد ز دلو ها دولاب
حسام و خنجر تیز تو آتشین دریاست | که می جهد شرر از وی برنگ موج آب
بود ز میمنت عدل و یمن انصافت | که پای پیل نیارد شکست پر ذباب
دو نسر طائر و واقع ز آسمان بزمین | فتد چو سر وهی از صیدگه عقاب عقاب
بروز صید تو شیر اجم شود غائب | ز سهم تیر و تفنگ تو از میانهٔ غاب
ز اعتدال تو گشته تنافر طبعی | برون شده همه از خاک و باد و آتش و آب
سبک عنانی عزم تو تعبیه کرده است | بسنگ خاره صما طبیعت سیماب
سمند تازی تا زندهٔ تو پندارد | غریو پیل دمان در وغا طنین ذباب
سمند تو چو رود بر سپهر باز آید | ق چنان سریع و شتابست در ایاب و ذهاب
که در میانهٔ دو حرکتش خلاف حکیم | سکون نیامده حائل و انّهٔ لعجاب
بلند مرتبه شاهی که کهکشان و نجوم | فلک بدانه و کاه آورد برای دواب
دهد ضمیر تو گر ذرهٔ فروغ بمهر | شود چو روز شب سایه از زمین نایاب
زمین ز خاک در تو بر آسمان نازید | سپهر گفت که یا لیتنی اکون تراب
عدوی سوخته جان غرق آب شد از تو | نهاده اند بتیغت خواص آتش و آب
چو راست کرد کمان خمیدهٔ تو خدنگ | بجان خصم تو ناقب شده برنگ شهاب
چهار طاق بلند سپهر آسایت | بشش جهات کشیده چو آفتاب طناب
اگر نه ابر کف درفشان تو بارد | سفینه بحر به بیند بخشک همچو سراب
سحر ز جود تو هر اشک دیده در یتیم | گدا که از غم گوهر گریست شب در خواب
چو جوهریست در اعراض و روح در اجسام | ز فخر فخر لقب تو میانهٔ القاب
بخدمتت چو دیدند حوریان از خلد | بهشت گفت که طوبی لهم و حسن مآب
پس از نظام که آمد ز دودهٔ سلجوق | نظام یافت دگر بار این جهان خراب

جہان پناہ ترا از پئے پناہ جہان — سبب نمود خدائے مسبب الاسباب
متاعِ علم و ہنر آب دیدہ بود از مرو ز — فتادہ بود چنین جنس از بہا و خراب
تو شست و شوئے رخش کردہ ز گرد کساد — تو آب رفتہ اش آوردہ بجوی شتاب
خجستہ باد ترا سی و ہفت سالگرہ — بحق احمد مختار و آلہ الانجاب
غنی ست مدح سرائے نظامِ آصفجاہ — ازان نظم سخن آورد چو لولوے ناب
دلش بملک معانی ست ابر دریا بار — اگرچہ در جگرش نیست قطرۂ از آب

# قصیدہ

## در تہنیت سالگرہ بندگانِ عالی خلد اللہ ملکہ

جہان شگفتہ دگر بار گشت چون گلزار — ز فیضِ ابر بہار و ز لطفِ باد بہار
بہار چیست وفور سرور و سور و نشاط — چو صبحِ عید سعید و چو شامِ وصلتِ یار
سرور روح رواں رسم جشن سالگرہ — بسال ہفت و سی از عمر داور دادار
خجستہ داور دوران خدیو داد گرائے — ملاذ ملک و رعیت پناہ دین و دیار
جہان جود و کرم آسمان مجد و علا — محیط مکرمت و کانِ علم و کوہِ وقار
جہان مطلع زمین مفخر زمانہ مطیع — ستارہ موکب انجم حشم سپہر مدار
بیاضِ منتخبِ نسخۂ سنین و شہور — سوادِ دیدہ فروزِ کتابِ لیل و نہار
چو عقلِ صادرِ اوّل ز ملّتِ اولے — چو نفسِ ناطقہ در دورِ پسین ایں پرکار
بہ بخت ہمچو فریدون آفتاب علم — بہ تخت ہمچو سلیمانِ آسمان مقدار
گران ز حلم چو کوہی ولیک جوہر تیز — سبک ز عزم چو برقی ولیک صاعقہ بار
بعہد او نہ نشست ست داغ بر سینہ — بدورِ او نہ دویدست اشک بر رخسار
بخاطرے نہ فتادست زنگ در خلوت — بچہرۂ نہ شکست ست رنگ در بازار

نه جور حسن که دید شکست چون یوسف  
نه شور عشق که تهمت نهد زلیخا وار

بود محیط بسایه ولی سحاب بجود  
بود سپهر برفعت ولی زمین بوقار

هوای اوست بهر سر چنانکه بو در گل  
وفای اوست بهر دل چو نشو در اشجار

خدائیگان ملوک زمانه شاه دکن  
که رفت صیت سخایش بملک شهر و دیار

شهیکه گردش پرکار تیز گرد فلک  
ز هیبتش بمدارا نهاده است مدار

هزار مطرب بزمش برقص چون طاؤس  
هزار نغمه زن محفلش چو موسیقار

هوای خاک در او شمیم روح آساست  
چو بوی عنبر خام و چو نکهت مشک تتار

خدیو رستم دوران که تا بکش تیغش  
چو آفتاب برانگیزد از بحار بخار

نظام جم حشم و شهریار آصف جاه  
که زیب داد به تخت شهی سلیمان وار

تو آن شهیکه بدور خجسته ات سازد  
ز رنج راه سفر سیل تکیه بر دیوار

دو پرده ساخت سپید و سیاه دست سپهر  
بلند کوشک قدر ترا ز لیل و نهار

پر از ثوابت و سیار شد سپهر بهم  
بروز رزم چو انگیختی ز تیغ شرار

سخن بفلسفه میرفت از عقول عشر  
زمانه گفت که با عقل تست هفت و چهار

ز قهر و خشم اگر بانگ بر زمانه زنی  
رود ز خویش که باز آید از ره و رفتار

اگر عنان تو آموختش سبک سنگی  
شده است کوه بپرواز کاه سان طیار

چو لطف و قهر تو در ملک قهرمان آمد  
نشست فتنه و برخاست دولت بیدار

رود بجوشش چو دیگ پر آب از آتش  
ز تند چوشیهٔ سمندت بگنبد دوار

چو تیر دلکشت از سینهٔ عدو گذرد  
بسینه باز بگردد ز جانب سوفار

اگر عقاب تو در کوه قاف صید کند  
بچنگ آورد عنقا چو قاف در منقار

بود ز مهر تو دشوار دوستان آسان  
بود ز قهر تو آسان دشمنان دشوار

ز هیبت تو شده فتنه در عدم از خواب  
ز دولت تو شده بخت عافیت بیدار

گران رکابیِ حلمِ تو در مصاف نمود — که کوه از پرِ کاهش برو بگردید وقار
سبک عنانیِ عزمت بحملہ بنماید — که برقِ صاعقہ بارست تیغِ تو ز شرار
جهان بمهر و فنای تو مجتمع آمد — زجود تو که پراگنده شد بشهر و دیار
ازان نظامِ ششم آمدی که افضالت — بشش جهاتِ جهان رفت و میرود هموار
نیافت رفعتِ بختِ ترا ستاره شناس — کشاد گرچه مجسطی و زیج بست هزار
چو گشت سادسِ سیّار مشتری ثابت — فزود نسبتِ نامت سعادتش بسیار
نظر میانهٔ سیّاره نیست جز تسدیس — زمینِ آصفِ سادس بشیرِ نحو آثار
بود مدیحِ تو افسانه در عقولِ عشر — بود فسونِ تو بر هفت کوکبِ سیّار
فضای شش جهت از دین و دانش و عدلت — مثلثی ست برنگِ شمامهٔ عطّار
کتابِ روی نکویت بیاضِ صبحِ امید — نصابِ بختِ عدویت سیاههٔ شبِ تار
جمالِ روی تو نور و سرورِ دیده و دل — جمیل ذکرِ تو ورد و وظیفهٔ اخیار
شگفته روی تو رنگِ رخِ بهار شکست — خجسته خوی تو برد آبِ طبلهٔ عطّار
گمان مبر که کشاید دلش بهارِ بهشت — کسیکه با رخِ زیبای تو بهشت بهار
زند ز روی تو بر خاک آفتاب کلاه — کشد ز رای تو پیرِ فلک بپا دستار
شرارهای سنانت بر آسمان انجم — نمود اینکه ثوابت بود نه سیّار
بر آستانِ تو فرقِ بلندیِ افلاک — در آستینِ تو دستِ سخای ابرِ بهار
زند ز عدلِ تو بر پیل پشّهٔ ناچیز — ضعیف مور برآرد برون ز مار دمار
ز دار و گیرِ تو مالید فتنه رو بر خاک — نهاد عافیت و امن پشت بر دیوار
دو چشمِ چرخ مه و مهر روشن است ازان — که رُفته اند بمژگان ز درگهِ تو غبار
تویی ز نسبتِ آبا و اُمهاتِ کرام — چراغِ دودهٔ صدیق و حیدرِ کرّار
ورق ز کلکِ تو گردید تختهٔ ریحان — قلم بدستِ تو باشد رگی ز ابرِ بهار

خجستہ کلک ترا ملک و ہر ملک یمیں — تبارک اللہ یمنی کہ ملک راست یسار
شد از نقوش تو کاغذ نگارخانۂ چیں — شد از مداد و دواتِ تو نافۂ تاتار
زجود شاہ فروشند مفت دولت و بخت — جہاں بگشتم و دیدم بجملہ شہر و دیار
مسنج گفتۂ عرفی کہ حرفِ موزوں نیست — نیافتم کہ فروشند بخت در بازار
من و شمارِ خصالِ جمیلہ ات ہیہات — چو نیستم بشماری چہ آورم بشمار
ہمیشہ تا کہ قرآنِ عظیم سی پارہ — بود بہ ہفت قرارت وظیفۂ اخیار
ہمیشہ تا رمضاں را بحکم سی روزہ — ز ختم ہفت منازل نکو بود آثار
سنین ہفت و سی از عمرِ شہ مبارک باد — بحق احمدِ مختار و آلہ الاطہار
بود مدار زمین و زماں بتو یا رب — چو باز میں مدرست و چو با زمانہ مدار
غنی ست ہیچ مہرائے تو بانقود سخن — چہ غم کہ نیست بدست و کفش دُر و دینار
چناں بسلک ثنایت زخامہ در سفت ست — کہ چرخ گوہرِ پروین فشاند مہرِ نثار
کجا ست عرفی شیراز قلزمِ معنی — کجا کمال صفاہان ابر لولو بار
کجا ظہیر گہر سنج نظم تا شنوند — زمن دو حرف نیازی ضروری الاظہار
کہ نگذرند زمن از کرم چو بنہادم — سفالِ ریزہ بظرفِ لآلیِ شہوار
ازینکہ رسم قدیم ست وصیرفی داند — خزف بگوہرِ رخشاں نہادہ در بازار

## قصیدہ

### در تہنیت سالگرہ اعلیحضرت حضور پر نور خلد اللہ ملکہ

باز بروئے جہاں چہرۂ طرب برکشاد — باز غم و عیش را بست رہ و در کشاد
یافت نکو جنبشی چرخ کہ از دور زد — دید ہمہ فالِ نیک زہرہ کہ از اختر کشاد
گریۂ اشک آفریں پائے بداماں کشید — خندۂ دنداں نما لب چو گلِ تر کشاد

تا برد تلخیِ کامِ دلِ عاشقاں — پستۂ شیریں لباں تنگ ز شکر کشاد
بسکہ نشاط و سرور برد کشایش بکار — غمزہ گرہ ز ابروئے شاہدِ دلبر کشاد
راحتِ دل رنج را از ہمہ سو در ببست — بسکہ دلِ عالمے یافت ز ہر در کشاد
بست و کشادِ عجب برد بگلشن بہار — نامیہ گر غنچہ بست بادِ گلِ تر کشاد
برگِ گلِ ارغواں بست چو رنگِ عبیر — بوئے گلِ یاسمیں طبلۂ عنبر کشاد
نرگسِ شہلائے باغ چشم چو از خواب بست — دیدۂ خوابیدہ اش رشحۂ آذر کشاد
جامۂ گل چاک زد ذوقِ سماعِ ہزار — بود گراں گوش گل نغمہ بکتر کشاد
سرو چو آمد بپا فاختہ از دست رفت — نعرۂ کوکو ز دل ہمچو قلندر کشاد
جام و صراحی چو یافت از گل و غنچہ بہم — مرغِ چمن بادہ زد زمزمۂ تر کشاد
گل چو نقاب بلوفگند پردۂ بلبل درید — لالہ چو آتش فروخت بختِ سمندر کشاد
بلبلِ مستانہ وش از قدحِ سرخِ گل — در دہن و کامِ خویش بادۂ احمر کشاد
غنچہ بصحنِ چمن از پئے جلوہ گری — پردہ ز رخ بر فگند روئے ز چادر کشاد
نامیہ مشاطہ وار غنچہ و گل چوں عروس — روئے یکے در نہفت چہرۂ دیگر کشاد
بسکہ شگفت آمدم زیں ہمہ بست و کشاد — کیست کہ اندازہ بست چیست کہ ہر در کشاد
ناگہم از بوستاں مژدہ نسیمِ بہار — داد کزاں غنچہ ساں ایں دلِ مضطر کشاد
گفت مدار ایں عجب زانکہ گرہ خوردہ است — رشتۂ عمر آنکہ او کار سراسر کشاد
رشتۂ عمرِ کسے کز دمِ او چوں بہار — عقدہ ز کارِ چمن ہمچو گلِ تر کشاد
رشتۂ عمرِ خدیوِ آصفِ دوراں کہ او — بست درِ فتنہ و کیسۂ گوہر کشاد
آنکہ بسر منزلِ ہشتم و سی سالِ عمر — ہمچو مہِ چاردہ رخت فرد تر کشاد
آنکہ خود اسلافِ او ہمچو ملوکِ عظام — کرد چو عزمِ دکن آں ہمہ کشور کشاد
آنکہ نظامِ اولش چوں درۂ خیبری — قلعۂ بیدر کشاد قلعۂ بی در کشاد

آنکه بخواهندگان داد زر جعفری — آنکه بداد و دهش دست چو جعفر گشاد
آصفِ جم مرتبت زیبِ سریرِ دکن — آنکه زر و تخت را بخت چو افسر گشاد
کاسهٔ هر سائلی پر ز زر و سیم کرد — کیسهٔ پر سیم و زر بهرِ گدا در گشاد
تا چو زرِ مغربی آورد شش سیم صبح — مهر به مشرق دکان صورتِ زرگر گشاد
بهرِ گدایان همه بست دهانِ سوال — بسکه بروئے جهان مکرمتش در گشاد
کلک زرافشان او کان چو کلید زر است — قفل ز گنجینهٔ لعل و در و زر گشاد
هفت زمین بر درش گنج زر خود کشید — هفت فلک بر رخش چشم ز اختر گشاد
معدلتش در جهان شوکت کسری شکست — هیبتِ او از کمر دشنهٔ قیصر گشاد
مشتری از طلعتش سهم سعادت گرفت — تیر ز دیوان کهش عقدهٔ دفتر گشاد
روشنیِ تازه یافت چشم همه روشنان — تا به فروغ رخش دیدهٔ اختر گشاد
تا بعروسِ جهان بست ز زیور طراز — مهر چو زرگر دکان از پئے زیور گشاد
اخترش از ارتفاع در رصد آنجا رسید — کاوج ثریا از ثری رخت فروتر گشاد
عزم بلندش قبا تا پئے اسلام بست — درعه و خفتان ز تیر بر تن کافر گشاد
سهم سنانش کمان بر دلِ طغرل کشید — بیم کمانش کمین در رهِ قیصر گشاد
پنجهٔ زال افگنش بازوئے بهمن شکست — عقدهٔ صد هفتخوان در همه کشور گشاد
خنجر خونریز او گردهٔ خاقان درید — دشنهٔ سرتیز او سینهٔ سنجر گشاد
قلعهٔ کفر از دمِ دشنهٔ چون ذوالفقار — چون اسداللہ علی فاتح خیبر گشاد
زمیِ خویش بهرداد زگلبرگ خواست — گرمیِ طبعش بقهر دود ز اخگر گشاد
در صف اعدا فتاد رخنه چو او روز رزم — نعره بنامِ علی حیدرِ صفدر گشاد
نسرِ فلک او فتد ریخته پر بر زمین — گر ز کمان شست او تیر شهپر گشاد
ترک سپهر برین روز وغایش ز بیم — تیغ و کمر از میان همچو دو پیکر گشاد

زخمِ پیاپی برزم بر جگرِ دشمناں    گاہ ز شمشیر بست گاہ ز خنجر کشاد
زخم زبس دجلہ ریز تیغ تو در رزم ریخت    از تنِ اعدائے دیں چشمۂ خوں در کشاد
عزمِ تو بدخواہ را روزِ نہاب و نہیب    نم ز جگر در گرفت خوں ز جگر بر کشاد
گرد گردن کشاں خنجرت از ہم درید    گردنِ بدخواہ را تیغ تو چنبر کشاد
چوں غضبش روز رزم چہرہ چو آتش فروخت    از جگرِ برف و یخ دود و شرر بر کشاد
جوہر از انعام او رفت بخنجر نہفت    خنجرِ فولاد تو مشکلِ جوہر کشاد
خیر تو از ہر طرف جملہ در شر ببست    گرچہ بداندیش تو نیک رہ شر کشاد
مہر تو در عالمے صبحِ سعادت دماند    صبح گر از روئے روز پردۂ شب بر کشاد
زہرہ پئے شمع تو پردۂ فانوس ساخت    ہر چہ ز مقنع درید ہر چہ ز چادر کشاد
چرخ پئے خطبات منبرِ خورشید بست    قاضیِ نہ آسماں خطبہ بہ منبر کشاد
گرچہ چہل سال عمر پیش فقیہہ و حکیم    راہ کمالِ خرد بہرِ خرد در کشاد
ہشتمِ سی سال شہ کم ز چہل ہیچ نیست    لفظ چہل از عدد اینہمہ دفتر کشاد
تا بہ سپنجی سرا جز بسرافیل صور    رہ نبرد بر درِ کوشکِ ششدر کشاد
ششدرِ غمہائے تو بشکند از دستِ سور    آنکہ ز سور و نشاط خاطرِ ششدر کشاد
کاخِ تو بکشادہ در باد بروئے فلک    تا کہ بروئے زمیں چرخِ فلک در کشاد
ہر سحرت در جہاں ملکِ دگر فتح باد    تا بہ سحر ملکِ تو خسرِ و خاور کشاد
رشتۂ عمرت جو زد بیش ز اختر گرہ    تا گرہ کار شب یافت ز اختر کشاد
مدح سرایت غنی گنجِ سخن نقد اوست    زاں پئے عقدِ ثنا حقۂ گوہر کشاد
تا درِ عقد از پئے شاہدِ اقبالِ شاہ    بست کہ پروین بر و چشم ز اختر کشاد

---

# قصیده

## در تهنیت سالگرهٔ اعلیحضرت حضور پرنور خلد الله ملکه

ای قد بالای تو قامت عرعر شکست / لولوی لالای تو قیمت گوهر شکست

با رخ و بالای تو لاف زدی زان صبا / داد بگل گوشمال شاخ صنوبر شکست

گل ز رخت گدیه کرد خنده ازان در چمن / امرد کنگ صفت شاخ زد و سر شکست

نقش رخ دلکشت دفتر مانی بشست / خط لب لعل تو نامهٔ آذر شکست

آتش رخسار تو شعله زد و بیم آن / شهپر پروانه سوخت بال سمندر شکست

شاهد عذرا عذار چهرهٔ رعنای تو / آب رخ لاله ریخت رنگ گل تر شکست

روی تو از گیسوان بهر دلم دام زد / چشم تو در سینه ام از مژه نشتر شکست

لاف قد از قامتت طوبی جنت بهشت / مایهٔ ذوق از لبت شربت کوثر شکست

عارض گلفام تو ریخته رنگ بهار / کاکل مشکین تو نکهت عنبر شکست

جادوی چشمت شکیب از دل هاروت برد / زهره ز تو ساز خود دید جواب تر شکست

شعلهٔ عریان بود سادهٔ عذارت ز خط / کآتش زردشت را تاب در اخگر شکست

از پی نظارهٔ روی دلارای تو / بسکه کشید انتظار دیدهٔ عبهر شکست

خال سیه بر رخ و عارض گلرنگ تو / در دل عود و سپند شعله ز مجمر شکست

باد صبا در چمن طبلهٔ عنبر گشاد / صبح چو بر عارضت زلف معنبر شکست

جادوی چشمت ربود دل ز کف حور عین / قند لبت لذت شربت کوثر شکست

چشم سیه مست تو دوش به گلگشت باغ / شیشهٔ گل زد بسنگ ساغر عبهر شکست

تا دهن تو شکست قند و شکر در سخن / قند ز شرم آب شد قیمت شکر شکست

نیست ز نوشین لبت بهر شکر جز تری / شان نبات و عسل این شکر تر شکست

تا ز تن نازکت بسرهٔ نکهت برد　　بند قبای ترا باد صبا در شکست

سلسلهٔ اشک من رشتهٔ باران گسست　　رشتهٔ دندان تو تابش اختر شکست

بیتو مرا جام خون لاله به گلشن نمود　　در جگرم برگ گل خار چو نشتر شکست

سرو و صنوبر مرا دار نمود از تو دور　　در نظرم برگ بید هیبت خنجر شکست

آرزوی بیدلان می شکند غمزه ات　　چون صف بدخواه را صولت داور شکست

داور جمشید فر آصف سادس نظام　　آنکه بحشم پاتگی پایهٔ قیصر شکست

لات و هبل را لگد از پی اسلام زد　　تارک عزی پئے دین پیمبر شکست

چون در خیبری کش شه مردان کشاد　　قلعهٔ کفر و نفاق شاه ز حیدر شکست

صد صف اعدائے دین در وغا عزم او　　از مدد همت حیدر صف در شکست

آمده محبوب از آن نزد علی کو ز غم　　دل پئے آل علی سبط پیمبر شکست

خنجر غم بر گلو از پئے شبیر زد　　زهر هلاهل بکام از غم شبر شکست

کی طرف او شود ترک فلک در جلال　　خاصه چو طرف کله بر شه خاور شکست

بود گران تر ز کوه لشکر اعدا و لے　　گرد سبکتر ز کاه تیغ چو بر سر شکست

غیر شکست سرش هر چه درستش نمود　　روز وغا از غضب بر سر کافر شکست

چنگل شاهین شاه گردن عنقا ربود　　بازوئے سیمرغ را بازی شه پر شکست

سینهٔ قلب الاسد سفت به تیر خدنگ　　تارک جوزا بدان تیغ دو پیکر شکست

زخم سنانش دل دبهٔ اصغر شگافت　　ضرب عمودش سر دبهٔ اکبر شکست

دوش چو شکل عروس بزم شه آئین گرفت　　شاهد پروین ز غم حقهٔ زیور شکست

دمبدم از کوس او بانگ فدم دم چو خاست　　گوش ستم گوش را بر صفت کر شکست

منظر ایوان او بسکه بلند آمده　　طارم کیوان ز غم شرفهٔ منظر شکست

کاخ ستم را ز وطارم وطاق او فتاد　　چون ز ظهور نبی چار ده کنگر شکست

طرفه فلاطون منش چرا آئی پناه
کز ادبش زانوی هرمس اکبر شکست

یوسف عدل ترا باهمه گرگ آشتی
می ندهد در جهان هیچ برادر شکست

جوهر شمشیر تو گرچه عرض بیش نیست
لیک بعرض هنر قیمت جوهر شکست

ترک فلک را ز تو چون شده ترکی تمام
دست ز شمشیر داشت دستهٔ خنجر شکست

زهره بدیوان تو چنگ و دف و عود سوخت
تیر بدیوان گهت خامه و دفتر شکست

نسر فلک راست گر شهپر و بازو بلند
تیر بلند افگنت بازو و شهپر شکست

رخش تو از خنگ ماه در جولان برد گوی
گوی تو هنگامه گوی مه و خور شکست

بزم ترا ساز دید زهره ز پرده فتاد
بهر تماشا ز رخ گوشهٔ چادر شکست

مشتری آهنگ کرد لیک چو راهی نیافت
آرزوی بزم تو در دل مضطر شکست

سر به ثریا ز تو حلقهٔ محراب سود
پایهٔ کیوان ز تو پایهٔ منبر شکست

رونق دیوان گهت دید دبیر فلک
دل ز قلم برگرفت خاطر دفتر شکست

کاغذ او باد برد دفتر او گاو خورد
سنگ زد و بر دوات خامه و مسطر شکست

صبح برایت مگر لاف صفا زد دروغ
لاجرمش بر افق شب قدح زر شکست

شام برویت قمر چهره بدعوی فروخت
درج درش آفتاب صبح بکیفر شکست

پنجهٔ تو بازوی رستم یکدست بست
بازوی پرزور تو دست غضنفر شکست

روی زمین را گرفت سم سمندان تو
پشت فلک گرد پای خیل تکاور شکست

عزم تو بر کشور و لشکر دشمن چو در
روی ز کشور گرفت پشت ز لشکر شکست

آمد از موکبت بر سر اقلیم کفر
چون بسر ملک شب از شه خاور شکست

خصم ز بونت اگر برد بدریا پناه
سیل بلا بر سرش کشتی و لنگر شکست

خنجر خونریز تو بسکه گلوی عدو
غرغرهٔ خون او در بن خنجر شکست

حاسد جاهت اگر خواست سلامت ز کوه
کوه ز سر تا کمر بر کمر و سر شکست

امر تو در فرقها مصحف و تسبیح خواند　　نهی تو در میکده شیشه و ساغر شکست

بار قلم دلکشت خامهٔ زحمای خویش　　بر تو دبیر فلک صاحب دفتر شکست

تیغ تنگ پیکرت سر ز تن خصم برد　　خشت گران سنگ تو بر سرش افسر شکست

ای که ز اجلال تو دودهٔ سلجوق را　　شان ملکشه نماند شوکت سنجر شکست

ایکه نظام دولت کاصف جم جاه بود　　قلعهٔ بی در کشاد قلعهٔ بیدر شکست

بر تن اسفندیار تیغ تو جوشن شگاف　　بر سر افراسیاب گرز تو افسر شکست

با کف زر پاش تو کامده گوهر فشان　　زر ز بها اوفتاد قیمت گوهر شکست

نوک سنانت گهی گرز گرانت گهی　　گردهٔ خاقان شگافت گردن قیصر شکست

بر تن گودرز و گیو بر تن سهراب و سام　　درع و خفتان درید افسر و مغفر شکست

تیغ ظفر پیکرت گشت چو بالا بر زم　　پهلوی جوزا درید پشت دو پیکر شکست

دست تو سازد درست پنجهٔ سد از زر خام　　فتنهٔ یاجوج اگر سد سکندر شکست

دور بکام تو رود داد گر دور گیر　　گردش دوران فلک نوبت قیصر شکست

داور دریا نوال مدح سرایت غنی　　بر سرت از گنج این گهر تر شکست

گوهر پرتاب او از فر و فرتاب خود　　کوکبهٔ تابش انجم و اختر شکست

لمعهٔ او از رخ انوری خاوری　　فرد فروغ سخن در همهٔ خاور شکست

بر تو همایون کناد شادی سالگره　　آنکه ز شادی غم خاطر شد ر شکست

کوشک طبعت ز سور فتح و آباد باد　　تا که بیاید بسور کوشک شبشد ر شکست

## قصیده

در تهنیت سالگرهٔ بندگان عالی اعلحضرت خلد الله ملکه

صبح شد کز خواب خوبان جلوه ها بر جوز نند　　خنده ها بر آفتاب از رخ ز شستشو زنند

رونکوتر میشود از حسن شستہ در نظر ‌‌ حسن شستہ تر بود گر شست و شو بر رو زنند
چشم شویند از خمار خواب و یک دریای آب ‌‌ ہم بروئے فتنۂ خوابیدۂ بد خو زنند
ز اشتیاق پرتو رو مضطر آمد جوئبار ‌‌ آب سیم ناب گرد دگر بر و پرتو زنند
از عتاب و قہر بر جالِ خرابِ عاشقاں ‌‌ ہر گرہ کز زلف بکشایند در ابرو زنند
جامۂ آبی ز شبنم ہمچو گل در بر کنند ‌‌ ہم قبائے پرنیاں بر کرتہ پرتو زنند
تنگ بر اندام خود دوزند از شبنم قبا ‌‌ بر قبا ہا از شعاع آفتاب آتو زنند
بر کفِ ہر پا حنا بندند از بہر نگار ‌‌ بر سرِ دستار ہا گل از برائے تو زنند
کاکلِ شبرنگ از رخسار چون روز افگنند ‌‌ خندہا بر عنبر و کافور از ین ہر دو زنند
خال بر لب غازہ بر رخسار و افشان بر جبیں ‌‌ سرمہ در چشمِ سیاہ و وسمہ در ابرو زنند
زان عذار آتشین و دانۂ خال سیاہ ‌‌ عود بر آتش نہند و لالہ آسا بو زنند
سحرِ بابل از لبِ معجز نما برہم زنند ‌‌ بر زمین زہرہ ز چرخ انداختہ جادو زنند
خندہ بر نسرین و گل از عارضِ رنگیں کنند ‌‌ طعنہ بر سرو و صنوبر از قدِ دلجو زنند
رخ فروزند از رعونت با گلِ رعنای باغ ‌‌ قد کشند از ناز و بر روئے قمریاں پو زنند
با رخِ ہمچون گلِ خورشید خندند چو روز ‌‌ آستینے بر چراغِ مردۂ شب تو زنند
گل ز شوخی چادر خود را بشاخ افگند دست ‌‌ خوش بود برقع گر از روئے نکو یکسو زنند
بر عذار آتشیں بلبل سراید روستا ‌‌ زند خوانانِ چمن در پیش او زانو زنند
بوسہا از لب بنفشانند تا دلدادگاں ‌‌ خردہ بر لبِ آبیِ عناب و شفتالو زنند
سر بسر چشمک بنرگس باید از چشم سیاہ ‌‌ مو بمو در کار سنبل عقدہ از گیسو زنند
اندرین صبح سعید مولدِ شاہ دکن ‌‌ باید از بہر تہنیت در ہائے گفت و گو زنند
ہم نوید جشنِ میلادش بہر برزن دہند ‌‌ ہم نعمائے شادمانی بر سرِ ہر کو زنند
طبلہائے بانگ شادی بر فراز نہ سپہر ‌‌ خیمہائے اشک حسرت از عدم آنسو زنند

دست افشان پای کوبان حلقه زن از هر طرف ‌ ‌ بر در شاهنشهی از تهنیت ها هو زنند

جم حشم شاهی که از لطفش نوی و تازگی ‌ ‌ صد صلا بر عالم پیر خرف فرتو زنند

میر محبوب علی خان خسرو دارای دین ‌ ‌ آنکه نقش نام او بر نامه ها چون هو زنند

خسرو فخر سلاطین آنکه خدام درش ‌ ‌ خنده بر ضحاک و افریدون و کیخسرو زنند

بیشتر بندند از تیغ بر جوزا اگر در دل برند ‌ ‌ می برند از پیش گردون گر بمیدان گو زنند

گرز گوپال گران بر گردن جیپال هند ‌ ‌ بیلک و خشت آهنی بر سینهٔ پیتو زنند

روز رزمش دشمنان را از استخوان سینه ها ‌ ‌ دشنه ها در سینه و در دل ز هر پهلو زنند

بر کمان قوس می بندند زه از کهکشان ‌ ‌ گر شکار برهٔ افلاک چون آهو زنند

چون عصا و دست موسی نیزه و دستش به رزم ‌ ‌ گر همه جا دوست و دشمن لقمه از جادو زنند

تاختن گه تاختن آرند و بر خاقان روند ‌ ‌ تا خطا شبخون گهی بر کشور پیغو زنند

بی گمان بر خیزد از لبهای اعدا بانگ هی ‌ ‌ گر دلیرانش بمیدان روز هیجا هو زنند

آتش انگیز است تیغ و دشنهٔ تیزش ز آب ‌ ‌ شعلها خیزد ز موجش گر بر روی جو زنند

بزم آرایان او را گو رود رضوان ز خویش ‌ ‌ دل نمی آید که گشت روضهٔ مینو زنند

می فشانند از سخا دست و کفش عقد لآل ‌ ‌ صد گره در کار و بار رشتهٔ لولو زنند

مهر هر سالش بمیزان سنجد و دارد امید ‌ ‌ سکهٔ شه بر زر کامل عیار او زنند

نیست در جام دل شه نقطهٔ از حسیم جور ‌ ‌ از خط جورش قلم بر جام کیخسرو زنند

کارپردازان قدرت روز آیین بستنش ‌ ‌ پردهٔ دهلیز قصر از پردهٔ نه تو زنند

گم کنند از بیم دست و پا سراسیمه شوند ‌ ‌ روز زورش رستم و دستان اگر بازو زنند

پهلوانانش بهنگام دغا صد پشت پا ‌ ‌ رستم یکدست را بر پشت و بر پهلو زنند

سینه رویین تن دیولاد و دندان در مصاف ‌ ‌ چاک گردد چون کتان بر سینه گر پهلو زنند

هر گه پیچد در نشاط کف و تیغ و تیر او ‌ ‌ از چخاچخ بر خواب دشمنش نا نو زنند

دشمنان از قهر او روز و شبان گویند هائے — دوستان از مهر او شام و سحر که هو زنند

زان سبکدستی که بازو یش کند در رزم — تیغ و تیرش آفرین بر دست و بر بازو زنند

شوکتش را شانه گردانی ز کیخسرو درو است — کاسنان بوسان او با خسروان پهلو زنند

سازگار آمد بعهد عدل او نا سازگار — باز و شاهین خواب خوش در پهلوی تیهو زنند

دشمنانش از خم می خشت ها بر سر خورند — دوستان از جام و مینا بادهٔ مینو زنند

هر سحرگه ابر آذاری و باد نو بهار — در ره او آب افشانند و رفت و رو زنند

گسترد رضوان مهرش هر کجا فرش نیاز — حوریان در محفل او از مژه جارو زنند

هر کجا عزم بلندش رو به تسخیر آورد — فتح و فیروزی علم از ایزدی نیرو زنند

تا بدوران فلک باشد حساب ماه و سال — تا گره در رشتهٔ سالی ز جست و جو زنند

رشتهٔ عمرش بود چون رشتهٔ دوران دراز — تا گره در رشته بر حسب حساب او زنند

روح علوی شاد در جنت که در صفتش گفت — نو بهار آمد که خوبان غازه ها بر رو زنند

چیده ام گلهائے معنی تا سخن سنجان غنی — چادر گل بر مزار علوی خوشخو زنند.

## قصیده

### در نوید قدوم فیض لزوم اعلیحضرت بندگان عالی حضور پرنور از کلکته

باز آن تازه بهاران بگلستان آمد — حیدرآباد گلستان به بهاران آمد

مژده ای بلدهٔ فرخندهٔ بنیاد که باز — آب در جوئے تو از رفته فراوان آمد

مژده ای شهر همایون که بنائے تو دگر — تا بآب آمد و بسیار بسامان آمد

کار سازت شرف و شهرت و رونق گردید — سازگارت فلک و طالع و دوران آمد

بر سرت سایه فگند آنکه پئے سایهٔ خلق — سایهٔ مهر فگن چون مه تابان آمد

قطره بودی بتو پیوست محیط اعظم — ذره بودی بسرت مهر درخشان آمد

ساحل خشک شدی موج کرم زد دریا | صدف کاسه بکف بود و نیسان آمد
بیکسی بادیه بودی بسرت خضر گذشت | مور بودی بدرت تخت سلیمان آمد
آب و رنگ تو خزان گر نفسی برد چه غم | که بریحان و گل و لاله بهاران آمد
خاک بودی و فلک مائلت آمد که ترا | مرکز دائرهٔ گنبد گردان آمد
عالم ار شخص بود سینه در آن شخص دکن | و ندران سینه چه خوش بار دگر جان آمد
وقت آنست که تصریح کنایات کنم | چند گویم که فلان آمد و بهمان آمد
شد به کلکته ز با دولت و صولت واپس | شاه جم مرتبه محبوب علی خان آمد
حامی ملت و دین ماحی کفر و طغیان | حافظ امن و امان داور ذی شان آمد
آنکه از داد و دهش دانش و بینش دهر | آصف رتبهٔ زمین جعفر گیهان آمد
آن طرفدار دکن حارس شرع و ناموس | که نهیبش بدل قیصر و خاقان آمد
آنکه از مبدء فیاض بدیوان وجود | اولین فرد سر دفتر امکان آمد
از عدوبندی و اقلیم کشائی نامش | روکه نامهٔ هنگامهٔ ترکان آمد
شه نظام ششم و ناظم پنجم بهرام | پی شش و پنج شش از پنج فراوان آمد
حملهٔ رستم و هنگامهٔ رزم بهمن | در مصافش همه بازیچهٔ طفلان آمد
چون سمند دورکا به مه و مهر سپهر | روز گو بازی یکرانش بمیدان آمد
اسپ چوگانی او را بدم گو بازی | کرهٔ ارض چو گو در خم چوگان آمد
چون فلاطون الهی ست فطین از اول | حیدرآباد از آن ثانی یونان آمد
همچو آن بید که از باد بلرزد در باغ | شیر در بادیه از سهم تو لرزان آمد
گاه از سنبله گیرد بدهان شیر فلک | بسکه از صولت قهر تو هراسان آمد
خوار و خاسر ز درت خسرو و خاقان رفته | قدر بشکسته به پیش تو قدر خان آمد
عدل تو بسته بزنجیر شعاعش آورد | صبح را چاک چو از مهر گریبان آمد

تا دو اسپہ برکاب تو دود از شب و روز    راکب دہر شب و روز شتاباں آمد

با تو پرویز چہ تازد بزر دست افشار    کہ ترنج زرت از مہر درخشاں آمد

دشمنت را با ثر شربت الماس شدہ    گر بکام و دہنش شربت حیواں آمد

با دم اژدر تیغت کہ نہنگ اجل ست    سام ابرص پسر سام نریماں آمد

از سخائے دل بیدار تو ہست آنچہ گدا    دید در خواب بشب صبح بداماں آمد

ہر یکے راست ز تشریف تو خلعت در بر    غیر از تیغ حسام تو کہ عریاں آمد

سرفرازی ز تو بر خصم ہم آمد مبذول    کز سنان تو سرافراز بمیداں آمد

پیر فرتوت برائے تو بود شیخ رئیس    طفلکی نو سخنے پیش تو سحباں آمد

شد در ایام تو گردن کش سرتاب ز دہر    جز کمند تو کہ گردن کش گرداں آمد

عالمے تشنہ لب و طبع تو بحر افضال    آرزو ہا صدف و دست تو نیساں آمد

نہی از قہر یتیماں چو بہ امر تر است    طرفہ قدرت بہ یتیم دُرِ غلطاں آمد

نیست در دور تو نہر از پئے سائل لیکن    قطرہ سائلی در نہر زباراں آمد

بہترین دخل تو شد آمدِ ارباب سوال    کمترین خرج ترا دخلِ بدخشاں آمد

زر بداماں گدا ریخت ز دستت پنہاں    چاک از جیب تو پیوستہ بداماں آمد

نہ بری آب کسے گرچہ بود باد بدست    بکفی خون کسے گو ہمہ بطلاں آمد

بجز آں آب گہر کامدہ در چشم صدف    غیر ازاں خوں کہ بسم در جگر کاں آمد

ضرب تیغ تو کہ تقسیم کند جوہر فرد    رفع تفریق پئے جمع حکیماں آمد

ابر نیسانِ کفت در صدفِ استعداد    از پئے صاحب جوہر گہر افشاں آمد

شد دواوین شعرا را ز صفات پاکت    آں مطالع کہ پئے مہر درخشاں آمد

از ثنائے تو پئے قافیہ سنجانِ جہاں    رو کشِ صبح دوم اوّل دیواں آمد

شاہ گر قدر سخنگوی شناسد چہ عجب    گو سخنگوی و سخن سنج و سخنداں آمد

میرزا داغ بہادر کہ فصیح الملک ست — از سخن سنجیش استاد بدوران آمد

شاہ در شعر پسندی چو علیؑ شیر بود — داغ در شعر غزالیِ غزلخوان آمد

شاہ دینار درم ریخت چو خاقان بر داغ — داغ از ریختہ خاقانیِ شروان آمد

طوطیِ تازۂ ہندی ست کہ با صوت صفیر — چوں کہن بلبلِ شیراز نواخوان آمد

آنکہ از رشک سوادِ رقمِ مشکینش — داغ سودا بدلِ میر سخندان آمد

ہست ہم قافیۂ غالب و ذوق و مومن — کو ردیف از پئے ایں قافیہ سنجاں آمد

داغ در بزم سخن خواجۂ شیراز بود — ذوق در طرز غزل خواجوئے کرماں آمد

ذوق ہرچند گہر ریخت زمیانِ قلم — داغ ہم بہر درِ ریختہ عماں آمد

ذوق را آب بر دستہ شد از دست ظفر — داغ را دولتِ محبوب علی خاں آمد

چار شنبہ کہ بود از رمضاں بست و نہم — آں مہ برج شہے جلوہ فروشاں آمد

شاد آں روز دل افروز مسرت اندوز — شہ بشہر آمد و در جسم جہاں جاں آمد

شہر زآرایش و تزئیں چو عروسِ نوشد — شہ ز اقبال چو نوشاہ عروساں آمد

ماہ بہفتت و دوم مقدمِ شاہ دوراں — کی بود ماہ چو خورشید درخشاں آمد

مقدمِ شاہ پسش مقدمِ شوال بہم — طرفہ عیدی ست کہ شادیش بقرباں آمد

ہر دو عید ست سعید ست و بعید ست ز غم — آں از ایں پیش چہ دانی بچہ عنوان آمد

عید اوّل نمکیں عید دوم شیریں ست — نمکیں پیش ز شیریں ہمہ خوان آمد

عید ثانی ہمہ دانند کہ باشد شیریں — عید اوّل نمکیں نکتۂ پنہاں آمد

میر محبوب علی خاں نمکیں ست و ملیح — ایں سخن ثابت و مقبول بہ برہاں آمد

شاہ ما میرِ صبیح ست و ہمہ میر ملیح — کہ ملاحت صفتِ ختمِ رسولاں آمد

خود رسولِ عربی گفت کہ مائیم ملیح — زاں ملاحت پئے میراث بمیراں آمد

چوں مبیّن شدہ صغری و مبرہن کبری — شکل اوّل پئے اثبات چہ برہاں آمد

بدعا گوش غبیٔ تن بزن از طول سخن | کہ درازیٔ سخن شاق بشاہان آمد
تا بعید از رہ صورت بدو معنیست قریب | وز قریب است بعید آنچہ بامکان آمد
تا بود مومن دین شاد بعید شوال | تا بعید از اثرش صاحب کفران آمد
شاد زایام تو پیوستہ ہمہ عالم باد | چون زعید رمضان شاد مسلمان آمد

# قصیدہ

## در تہنیت عطائے خلعت و استقلال عہدہ مدار المہامی براجۂ راجگان راجہ کشن پرشاد بہادر از پیشگاہ اعلیحضرت حضور پُرنور خلد اللہ ملکہٗ و سلطانہٗ

(سنہ ۱۳۲۰ھ)

### بر طرح مشاعرہ ضیغم صاحب

آن میمنت کہ در مہ شعبان رسیدہ است | اثبات آن ز آیۂ قرآن رسیدہ است
کز بارگاہ پاک درین مہ تمام امور | ایجاب یا بد آن چہ بامکان رسیدہ است
در جلوہ گاہ کون کشاید ز رو نقاب | ہر چہ از ازل بہ پردۂ پنہان رسیدہ است
مبرم بود ہر آنچہ بتعلیق آمدہ | اسرار در مجازیٔ اعلان رسیدہ است
یابد قضائے عام باندازۂ قدر | از ہر چہ در نصیبۂ انسان رسیدہ است
زان اوّل از تمام کہ اولیست از تمام | خلعت بود کہ در مہ شعبان رسیدہ است
یعنی بروز فرخ ماہ سعید و سعد | خلعت ز شہریار بدیوان رسیدہ است
فرخندہ شہریار خدیو نظام ملک | کاوازۂ عطاش بہ گیہان رسیدہ است
از خطۂ دکن بخطا و ختن تمام | صیتِ سخا بخان و بخاقان رسیدہ است

آں خسروِ ستاره سپاهی که شهرهٔ اش | از هند تا دیارِ سپاهاں رسیده است
در شان و در شکوه گرفتست جائے جم | در تاج و در نگیں به سلیماں رسیده است
اکرام او بصوفی و رند آمده سبیل | انعام او بگبر و مسلماں رسیده است
گر نکهتش رسید بباغِ ارم چه دور | چوں بوئے پیرهن که بکنعاں رسیده است
سر می دهد بغیر ترازو زر دگر | گر جود آفتاب به میزاں رسیده است
یک روز بیش نیست بعالم تمام سال | نوروز اگر ز مهرِ درخشاں رسیده است
نوروز دلفروز ز روئے نکوی شاه | در سال و ماه و هفته یکساں رسیده است
فرخنده خلعتے که ز تاب لآلیش | آب گهر بدیدهٔ عماں رسیده است
خلعت ز لعل و در که درو تعبیه شدست | با ماه و آفتاب درخشاں رسیده است
کاں را ازیں جواهرِ بے حد و بے حساب | سرمایهٔ عظیم بنقصاں رسیده است
فرخنده دادبخش وزیرِ دهش گرا | کافسانهٔ اش ز داد بدوراں رسیده است
بر مسندِ وزارتِ عظمیٰ نشست شاد | برکامِ دل چه خرم و خنداں رسیده است
بگذشت ز انصرام که گردید مستقل | بدر از شرف بذروهٔ شایاں رسیده است
ایں خلعتِ خجسته بدیوان دادگر | از بارگاه شه بچه عنواں رسیده است
دیواں بود سکندرِ اقبال و بهرِ وے | از سوئے خضر چشمهٔ حیواں رسیده است
یا از مکارم و شرف آمد جهاں زیر | ویں خلعتش بجسمِ جهاں جاں رسیده است
یا گوئیش که جان بود و خلعتش چنیں | باشد حیات کز پے آں جاں رسیده است
یا بر سپهرِ لطف چو ماه ست و بهرِ ماه | انوار ز آفتابِ درخشاں رسیده است
خلعت ز شهریار بدیواں رسید لیک | مهر و عدو ز تیغ که فرماں رسیده است
کوته چو شد ز دامنِ دولت بدورِ او | دستِ عدو بچاکِ گریباں رسیده است
دیوانِ دادگر بشهِ جم حشم نظام | چوں ابن برخیا بسلیماں رسیده است

در عهد عدل مهد مدارِ مهام ملک — آمیزه در طبیعتِ ارکان رسیده است
در خاک و باد و آتش و آب اوفتاد صلح — آرامشی بعالمِ امکان رسیده است
آتش که بود در تبِ محرق ز دیرباز — تبریدِ او ز آب بسامان رسیده است
بود آب را به معده رطوبت سفوف طین — از بهر آن ز خاک بدرمان رسیده است
بحران نادرالبِ بحر شد حباب — تبخالهٔ خوشی که به بحران رسیده است
سرسام خاک چون فموی بود آب از آن — بکشید شاخها که به بستان رسیده است
تا زهر بداد او که بدو رانش خلق را — هر درد دل که بود بدرمان رسیده است
آسایشی که خلق جهان داشت آرزو — در دور این خلاصهٔ دوران رسیده است
نی افترا قمیص سخن کذب رساند — ز گرگ آشتی که ز اخوان رسیده است
نی اشتلم ز عشق که حسن عفیف و پاک — بی علتی در آفتِ بهتان رسیده است
نی از دراز دستی نفسِ هوا پرست — چاکی بجیب و دامنِ پاکان رسیده است
نی باد کرد سلسلهٔ موج را شکست — نی از حباب باد به بندان رسیده است
در پیش او بعذر که جیبِ کتان درید — از هاله ماه سر بگریبان رسیده است
شب از فراق روز کند ماتمی لباس — صبح از ملال چاک بدامان رسیده است
دستش ز بسکه گرم درفشانی سخاست — خفقان ز موج در دلِ عمان رسیده است
زان گرمی عطا که بکنج دگهر نمود — آتش ز لعل در جگرِ کان رسیده است
ملک از شگوفه کاری فصلِ بهار عدل — در تازگی بروضهٔ رضوان رسیده است
گر چاک کرد جوش جنون جیب و دامنی — از بیم او گرفته گریبان رسیده است
در ظلِ شاد نشو و نما کرد ریشه راند — مانند به آن ثمر که به بستان رسیده است
دادش خدای عزوجل واهب نعم — آن دانش و حکم که به لقمان رسیده است
از شرم وانفعال فلاطون بخم نشست — تا صیتِ او بگوش حکیمان رسیده است

هر مشکلے بدانشِ مشکل کشا کشاد | در هر سخن بطبع سخنداں رسیده است
بالا ترست شمهٔ قصرش ز آفتاب | کایوانِ او ببطارمِ کیواں رسیده است
هر خانه از قدومِ تو بیت الشرف شود | از مشتری چه ناز بسرطاں رسیده است
سنجد عطائے مهرِ تو بر ماه مشتری | ناهید ازاں به پلهٔ میزاں رسیده است
در خدمتت ز حلقه بگوشی قدر گرفت | تا صیتِ تو بگوشِ قدرخاں رسیده است
ایں خوشدلی عام که دارد دلِ جهاں | خاص از عطای خلعتِ دیواں رسیده است
هر سینهٔ حزین شده سور و سرور شد | کارِ سرور بسکه بسا ماں رسیده است
ایّام زار نالیِ دلها سر آمده | وقتِ تبسمِ گلِ خنداں رسیده است
صبحِ نشاط از افقِ آرزو دمید | تیره شبِ ملال بپایاں رسیده است
عالم تمام تازه و خرم شد از نشاط | وا تازگی بجسمِ جهاں جاں رسیده است
تنها نه جاں بجسمِ جهاں آمده بگوی | از هر جاں حیات بهیجاں رسیده است
گویم غنی دعا پئے دیوانِ دادگر | کیں خلعتش گز آصفِ دوراں رسیده است
بادا بادِ مبارک و میمون و سازگار | تا میمنت بچرخِ بشعباں رسیده است

# قصیده

## در تهنیت قدوم حضور پرنور خلد الله ملکه و سلطانه از دربار دهلی

نوید عیش زماهی باوج ماه رسید | که تاج بخش سلاطیں به تختگاه رسید
چو ماهتاب که آمد بمنزلِ اکلیل | چو آفتاب که بر تخت صبحگاه رسید
چو سعدِ اکبرِ هفت آسماں که از جوزا | بخانهٔ سرطاں بشادورنگاه رسید
چو ترکِ چرخ که از قوس سوی جدی فلک | بعز و شوکت دیهیم و چتر گاه رسید
ظفر بجو کبهٔ اقبال طرّقوا گویاں | ببارگاه شهنشاه کجکلاه رسید

بچتر و تاج ملوکانہ از سفر آمد | براہ راہ قبائی شہی زراہ رسید
بہ گلشن دکن از جانب شمال آمد | بسان باد شمالی کہ در پگاہ رسید
چناں کہ ابر بہاری و باد نوروزی | بساز و برگ نہال و گل و گیاہ رسید
بدار ملک خود از شہر شاہجہاں آباد | خدیو ملک ستاں مملکت پناہ رسید
بشہر خویش کہ مشہور حیدرآباد ست | نظام آصف دوران جم سپاہ رسید
بخلد ناز فروش ست شہر ازینکہ درو | لوائے دولت و الائے پادشاہ رسید
عروس بخت بہ پیرایہ جمال آمد | جمال شاہد دولت بہ جلوہ گاہ رسید
تبسمی کہ نیامد بلب ز دوری شاہ | شدست خندہ و خندہ بقاد قاہ رسید
پس از فراق دو روزی دکن بحمد اللہ | بظل مرحمت سایہ الٰہ رسید
دکن کہ جامہ جاں چاک زد ز دوری شاہ | فگندہ است کلہ بر فلک کہ شاہ رسید
خدیو ملک دکن شہریار آصف جاہ | کہ جان تازہ ز نامش بجسم جاہ رسید
ز شاہ ہفتم برطانیہ نظام ششم | بفر خلعت شش تالئے ہفت تاہ رسید
فلک ببارگہش چار طاق زد بزمیں | کہ زیب دولت و اقبال و عز و جاہ رسید
بعون او ز ندا اسلام ضرب الا اللہ | ز دار کفر اگر صوت لا الٰہ رسید
برات بذل نویسد بر آفتاب مگر | گہر زکاں بگدائیش بدیرگاہ رسید
ضمیر حق نگرش قال ما سواد بسے | اگر تو ہم صورت ز ما سواہ رسید
بدون عرض بحاجات سائلاں پرداخت | بغیر نالہ بفریاد دادخواہ رسید
بسوئے کاہ دل کہربا کشد کامروز | بدر رہ کاہ خداوند درد کاہ رسید
بقدر یک پر کاہی ز کوہ آسیبی | ز عدل او نتواند ببرگ کاہ رسید
ز آبیاری خلق تو شاخہائے نبات | بجائے شاخ و ثمر در گل و گیاہ رسید
گہر ز بحر نخواہد سگے گدائے درت | کہ گدیہ از کف سائل زبوں گناہ رسید

قمر که لاف غلامی در گهت میزد | زداغ ناصیه بر دعویش گواه رسید
زآه و ناله نیسا سود دشمنت زنهار | خدنگ شد بجگر بر لبش چو آه رسید
فلک ز دور زمین بوسدت چو نتواند | که تا در تو بایں قامت دوتاه رسید
زاحتساب تو ساقی چو رند توبه شکن | برون ز میکده رفت و بخانقاه رسید
زاحترام تو صوفی با صفا ساده | بشال و شمله و عمامه و قباه رسید
مکارم تو گرفتست عرض و طول بلاد | میامن تو بدوران سال و ماه رسید
بمهر لمعهٔ رایت فتاد روز بروز | ببدر پرتو روی تو ماه ماه رسید
نتاد ترک فلک همچو بنده ات بر در | دبیر چرخ چو دیوان ببارگاه رسید
مخالف تو نگون سر بصورت هاروت | زاوج جاه فتاد و بقعر چاه رسید
موافق تو چو یوسف بدستگیری تو | زقعر چاه برآمد براوج جاه رسید
ضمیر پاک تو سیمای مردمان دریافت | فطانت تو به پیشانی جباه رسید
چو سرمه گرد و غبار رهت بدیده نشست | چو سجده داغ غلامیت بر جباه رسید
ثنای سیرت و خلق تو در قلوب گرفت | دعای دولت و ملک تو بر شفاه رسید
فزود جوهر تیغ و نگیں ز دست و گفت | فروغ از سر و پایت بتاج و گاه رسید
نیافت فتنه ز قهر تو هیچ جای پناه | جهان ز فتنه بمهر تو در پناه رسید
کمال یافت ز مشاطهٔ دل تو جمال | هنر ز طبع تو براوج پایگاه رسید
هم از نگاه تو بگرفت نور جوهر عقل | هم از ضمیر تو نیروی در نگاه رسید
زآستان تو اقبال سربلندی یافت | زآستین تو دولت بدستگاه رسید
محامد تو برون آمد از حد ادراک | محاسن تو بآنسوی اکتناه رسید
بهار تازهٔ اردی بهشت را مانا ست | چو در اوائل اردی بهشت شاه رسید
شگفت نیست خرد را درین خجسته سفر | وزیر شاه اگر پیشتر ز شاه رسید

که هست خسرو انجم به آسمان خورشید | فروغ بزم وزارت به شمع ماه رسید
مسلم ست ز تقویم و زیچ نزد حکیم | که آفتاب ز مهتاب دیرگاه رسید
بشصت و پنج و سه صد روز میرسد خورشید | بجائے خویش ولیکن قمر بماه رسید
غنی خموش که جا تنگ شد قوافی را | که تشنگان شده بر دعویم گواه رسید
بقائے دولت شه از خدا بخواه چنان | که در قبول توانست خواه نخواه رسید
جهان بظل شهے باد و شه بظل اله | مدام تا که ز خورشید ظل ماه رسید

# قصیده

## در تهنیت قدوم مدار المهام راجه کشن پرشاد بهادر از دہلی

بیا که در دکن آن طرفه نوبهار آمد | که داغ بر دل رضوان ز لاله زار آمد
ز برگهائے گل و لاله و سمن هر سو | فتاده خرده مینا بر هگذار آمد
شکست شاخ شجر زیب تخته بزاز | برنگ بوقلمون بسکه برگ و بار آمد
شمیم گل چو در آمیخت مشک با عنبر | ز غصه خون بدل نافه تتار آمد
هوائے باغ ببرد آب طبله عطار | که غنچه ها همه چون نافه مشکبار آمد
سواد سنبل پیچیده بر بیاض سمن | شبیه کاکل پیچان بروئے یار آمد
خمید چون کمر مفلسان ز بار عیال | ز برگ و بار چو هر شاخ زیر بار آمد
نهال از گل خورشید و پیچ لبلابش | بشکل شاهد پیچ بسته چیره ور آمد
چنان ز منت ابر بهار تر گشت ست | که سر فگنده عرق ریز شاخسار آمد
بشست شوئے رخ او سحاب آب آورد | گل پیاده چو از راه پا سوار آمد
چنان ز خنده برق ابر نوبهار گریست | که گریه اش سبب خنده بهار آمد
ز غنچه چاک به پیراهنش چنان افتاد | که جیب نافه تا تار تار تار آمد

چو خون بسینه چو سودا بدل که جوش زند     بباغ جوشش گل و لاله از بهار آمد

شبیه عقد ثریاست تاک از طارم     کف خضیب ز گل پنجهٔ چنار آمد

چمن شد از گل مهتاب و غنچهای سپید     سپهر و کاهکشان آب جویبار آمد

زمین ز سبزه و برگِ گل و سمن یکسر     چو سبز قالیِ کشمیر پرنگار آمد

گل و شگوفه به برگ و بر از مشیمهٔ شاخ     چو توامین به یکبار در کنار آمد

برائے تازه دماغان بهار بهر بخور     بسوخت عود بر آتش که از چنار آمد

بدفع چشم بد از گل سپند در مجمر     ز لاله سوخت که داغش سپند وار آمد

چمن ز باد چو شطرنج عرصهٔ بازیست     که کوکنار چو طفلان نی سوار آمد

ز باد راز دلِ آب شد بخاک نهان     ز آب راز دلِ خاک آشکار آمد

گریست ابر که آبش بخاک ریخت هوا     بخنده رفت چمن کابر اشکبار آمد

ز برگ مهرهٔ غنچه نماید و پوشد     چو شیشه باز صبا شوخ دستکار آمد

بفرق خویش ز آسیب باد می جنبد     نهال گل چو عروسیکه سایه دار آمد

قوائے نامیه ز احیائے مردگان نبات     بکارخانهٔ تکوین مسیح وار آمد

چنان برائے جهان شد نسیم عطرفشان   ق   چنان بروئے جهان رنگ زر بهار آمد

که شد شمیم اگر خاست از بخار بخار     شده عبیر اگر از هوا غبار آمد

زمین چو رازِ دلِ خود نهاد در صحرا     ز رشکِ خار بدامانِ کوهسار آمد

شگوفه ها همه اطفال گلبن ست ازاں     ز شاخ و برگ بگهواره و کنار آمد

بطفل غنچه دهد شیر شبنم شاداب     قماط برگ گل و مهد شاخسار آمد

ازاں بشاخ وزد صبح نرم نرم نسیم     که بهر جنبشِ گهواره سازگار آمد

صبا زند بلبِ طفل غنچه نرم انگشت     بسان دایه کزاں گل بخنده زار آمد

چکید شیر دمادم ازاں ز پستانش     که ابر دایه شد و نخل شیرخوار آمد

بخواب کردن اطفال غنچها تا نو — نوای فاخته و طوطی و هزار آمد

کشاد و بست ره گریه و در خنده — چو ابر و برق گلستان بخنده زار آمد

برنگ پشت چمن روئے دشت در هر سو — بود قماشش که پشتش چو روئے کار آمد

چنین شگفتگی و این شمیم و رنگ بهار — طلسم دار بچشم شگفت زار آمد

شگفت ماندم و گفتم که اندرین ایام — طراز تاج جهان را بروے کار آمد

ببرگ ریز خزان در زمان اسفندار — بهار از چه به گلزار روزگار آمد

نه نافه ها همگی از ختن شمال آورد — نه نکهها همه از طرف کوهسار آمد

نه جوشش نشو و نما و نه اشتعال ربیع — نه ابر بیش ز انداز و دجله بار آمد

نه آفتاب چو یونس برآمد از ماهی — نه در حمل پے نوروز روزیار آمد

نه همچو جامهٔ یوسف بدیدهٔ یعقوب — صبا بطبلهٔ مشک از سوی تتار آمد

پس از چه روئے بدین رنگ باغ عالم را — به از بهشت نضارت ببرگ و بار آمد

خرد بگفت مگو کاب رفته گلشن را — ز ابر موسم و دریا بجویبار آمد

که این نضارت و نزهت به گلشن گیهان — ز فیض مقدم دستور شهریار آمد

وزیر اعظم شاهی که سنجر سلجوق — به پیش فر و شکوهش چو پیشکار آمد

خدیو آصف سادس نظام ملک دکن — که تاج بخش سلاطین نامدار آمد

بلند رتبه وزیری که پیش طاق درش — چو آستانه فرو بام نه حصار آمد

بشد بدهلی و از ویسرائے سرخطاب — گرفت بیشتر از شه چو پیشکار آمد

دلیل آنکه خطابش چنین ز دل داد است — همین که مهر ز دل تا مهش آشکار آمد

دو روز سکے که نهان شد ز دیده چون عنقا — در آشیانهٔ دولت همائے وار آمد

زمانه شاد که شد بخت یاور کام روا — نهال بخت که دستور بختیار آمد

نشاط طرفه بجان جهانیان بگرفت — روان تازه بجسم جهان زار آمد

بصدر بزم وزارت نشست و غوغا خاست | که مایهٔ شرف و عز و افتخار آمد

فلک جنیبه کش و ماه غاشیه بر دوش | اسد بطالع و بهرام نیزه دار آمد

سپهر پیر نهادست عقل کل نامش | که در حساب خرد فرد روزگار آمد

زهی ضمیر منیری که همچو جام جمش | نهان انجم و افلاک آشکار آمد

صفای گوهر پاکش بپاکی گوهر | دلیل محکم و برهان استوار آمد

شکسته است قلم تا سپهر بر دستش | دبیر چرخ قلم بند در شمار آمد

هلال بهر سمندش ز نعل حلقه بگوش | قمر بخیل سپاهش رکابدار آمد

مدار کار نه افلاک بر مدارایش | که بارگاه رفیعش فلک مدار آمد

فلک بسنبله چیده ز خرمنش خوشه | جهان ز خوان نوالش نواله خوار آمد

بطاق بارگهش چون کتابه کاهکشان | ز کلک تیر فلک سطر زرنگار آمد

همین نتیجهٔ آبای علوی و سفلی ست | گزین سلالهٔ ارکان هفت و چار آمد

ازان بصورت پرکار بر درش گردد | که چرخ و بارگهش مرکز و مدار آمد

بپای او بکرم ملک را همین افزا | یمین او بجهان ملک را یسار آمد

سپهر منزلتا آفتاب سیمایا | که بحر و کان پی گنجت خزینه دار آمد

مآثر حسناتت بخاص و عام رسید | مکارم تو بهر ملک و هر دیار آمد

تو شاد باش و همین طور خیر جاری کن | که خیرهای کریمان بیادگار آمد

نگاهدار حقوق خدا و خلق خدای | خدای عز و جلت نگاهدار آمد

غنی ست مدح سرایت چو گنجوی گنجور | که بر مفارق مدحت زرش نثار آمد

زریست پخته و صافی و سیم خام آسا | که لطف جوهر او را عیار عار آمد

ببوتهٔ جگرش آنچنان گداخت گرد | درست مغربی مهر کم عیار آمد

شنیده اند ز خسرو طلای دست افشار | ز گنج طبع وی اینک بروی کار آمد

تراست دست زرافشان بہ پست دست شہان | چنین زرے بجہاں دست ساز گار آمد

# قصیدہ

## در تہنیت عید سعید بعرض بندگان عالی متعالی حضور پرنور

## خلد اللہ ملکہ وسلطانہ

دمے کہ کرد دیگر ز افق سپیدہ ظہور | بحکم فالق اصباح گشت شب کافور

طلیعۂ شہ حبش ور بزنگ زد شبخوں | سپاہ روم شدہ باشہ حبش مفرور

زباختر بسوی نیمروز وز شام شتافت | گرفت مشرق و مغرب مظفر و منصور

فلک بہفت قرأت زہفت سیارہ | چو خواندہ مصحف برج دوازدہ چو زبور

زختم سورۂ واللیل با قرائت شام | چو ابن عامر شامی و قاری مشہور

بخواند سورۂ والشمس والضحیٰ والفجر | فراغ یافت زختم شبینۂ ما نور

کشاد صبح چو تفسیر قاضی بیضا | ورق نوشت ز سیپارۂ در منثور

فگندہ سر بسجود تلاوت ست نجوم | کہ خواند مہر بمحراب صبح سورۂ نور

برآمد آب حیات از درون تاریکی | بکان قیصر دید آب چشمۂ کافور

بر آسماں شفق و آفتاب و ظلمت شب | بود چو آتش و انگشت و قرص ناں بہ تنور

خطے بسطح سیاہ از افق سپیدہ کشید | شبیہ قشقۂ ہندو زصندل و کافور

شفق بغبر اشہب عبیر سرخ آمیخت | چو چشم لالہ عذاران میکش مخمور

سپیدہ دوخت زرد ز افق بدامن شب | سجاف سادہ بطرف قبا چہ سیفور

نمود خشت زر سرخ کیمیائے سحر | قراضۂ زر انجم کہ بود چوں کافور

گداخت آہن شب از آتش شفق تا ساخت | درست مہر کہ شد زر زمغربی مشہور

کشید مرغ سحرخوان چو نالهٔ شبگیر — در آشیان خفا گشت شپره مستور

سپیده برد زگیتی سیاهی شب تار — افق زدود زآفاق ظلمت دیجور

پس سواد بیاضی نمود روز افزا — نه آن بیاض که آمد پسش سواد چو طور

در آن بیاض که آمد کلیم رفت زهوش — دریں زخواب برآیند با کمال شعور

مگر تجلی طور و تجلی ایں صبح — نظیر اول و ثانی بود ز نفخهٔ صور

شگفت بیں که بچشم جهان زلیل و نهار — بیاض جائے سواد ست در نظر منظور

من این شنفتم و گفتم که طرفه بوالعجبی ست — سواد مایهٔ دیدست نے بیاض چو کور

سروش گفت که یاوه مگوی و ژاژ مخای — ثوابے نبرده ای از سر سری بستر امور

شگرف کاری لیل و نهار اگر دانی — ببیں سیاه و سپید جهان بچشم شعور

چنیں بیاض به است از سواد مردم چشم — که خاست از سحر عید و صبح شادی سور

صباح عید شه کامراں که عیشش را — طراز بزم بود از نعیم و حور و قصور

شهنشهی که ببزمش بساغر خورشید — فلک زخوشهٔ پرویں دهد مئے انگور

خلاصهٔ گان سلاطین و خسرو آفاق — خدیو آصف جاه و نظام ملک حضور

علو رتبه چو آیت بشان او نازل — بلند عزم چو رایت بدست او منصور

نظام طوس بدانش بنظم ناظم طوس — تبارک الله ازیں دستگاه شعر و شعور

نسق گرفت زنظم تو کار ملت و ملک — جهان زعدل تو گردید از نفیر نفور

همه امور زدست تو انتظام گرفت — جز اینکه از تو پراگنده شد در منثور

نهاد خوی تو حرفے بناف مشک تتار — فگند ناف وقار تو قاف را ز قصور

زمین نشست و زنگاه زمیں فغاں برخاست — بنائے حلم تو دارد گرانیِ موفور

نشست کوه زدعوی و آسماں برخاست — که حلم و قدر تو آمد زیاده از مقدور

یکے ست مرکز ثقل زمین و مرکز جسم — شد از وقار تو بعضی ثقیل چوں مغمور

بود معدّل لیل و نهار انصافت  که شد بچرخ نهم بارگاه تو مشهور
براستی نرسد رائے مستقیم ترا  که در نهاد خط استوا است خم مستور
مسخر اند بامر تو مشتری و زحل  دلالت ست ز آثار بر ظهور از ظهور
نکوست بخت بهی خواه دولت قاهر  بدست طالع واژون دشمن مقهور
پئے محب و عدویت بود قضا و قدر  چو بهر عاد و حبیب خدا صبا و دبور
چو ماه مهر تو پرتو دهد فتد زمیان  خلاف لیل و نهار اختلاف ظل و نور
بخدمتت چو دوید ند هفت سیّاره  سپهر گفت لقد کان سعیکم مشکور
کند ز رائے رزین تو مهر کسب ضیا  چنانکه ماه ز خورشید استفادهٔ نور
مدام زهرهٔ شب خیز کسب بیداری  کند ز بخت بلندت که چشم بد زان دور
نقوش کلک تو باشد ز تابش معنی  بعینه چو سواد بیاض دیدهٔ حور
کند قیامت از احیائے معنی مرده  صریر کلک سیاهت که هست ثانی صور
رسد بنظم تو تعبیر گوهر منظوم  سزد به نثر تو تفسیر از در منثور
انامل تو مدارات بهر لیل و نهار  نقاط کلک تو مرکز پے سنین و شهور
بود ضمیر ترا راز مستتر بارز  مقدرست برایت مشابهٔ مذکور
ببست دست سخایت لب و دهان سوال  کشاد کلک تو باب معانی مستور
شد از سخایتو معدن بخاک ازان گویند  که بود کان و کنون شد چو لم یکن مذکور
ز جود تو که تهیگاه سایلاں پُر کرد  تهی شده کمر کوهسار و جیب بحور
قرار در کف رادِ تو هیچگاه نیافت  بجز عنان صبا سیر باد پائے ستور
بشکر تو متکلم چو حاضران غائب  به نعمت و کرمت معترف اناث و ذکور
نیا و فصل ربیع آید و نه فصل ربیع  که فضل و بذل تو باشد بهر زبان مذکور
فراغ و عیش ز عدلت برائے جن و بشر  چو آب و دانه ز جود تو بهر ماهی و مور

بپاس شرع بجز شیشہ را عدالت تو | فگند تفرقہ ہا در بنائے جمع شرور
نراند دست گرفتہ بہیچگاہ ز قہر | بجز حسام بفرق ستمگر مقہور
در آستین تو از دست سخاوت حاتم | بر آستان تو فرق بلندی فغفور
چو کید رائے تو گرد دکمند گردن ہند | بہ کید رائے نہ جیپال ازان بہند نہ نور
زبون و خوار چو کافور خوار دید اورا | عروس ملک ازان با تو شد ز نور نفور
بہ قلب لشکر شاہان توئی امام امم | بصدر بزم سلاطین توئی جم جمہور
ہزار کاسہ شکست ست بر سر خاقان | نہیب گرز گرانت چو کاسۂ فغفور
شکستہ تو سر دشمنان بروز نبرد | چنانکہ محتسب شرع کاسۂ طنبور
بروز بزم تو ترک فلک سپہ سالار | بدور جام تو جم محرم سرائے سرور
زمین عہد سعید تو صبح و شام دکن | نظیر صبح ہرات ست و شام نیشاپور
چنیں نہ صبح بنارس بود نہ شام اودھ | کہ ہر دو ہست بدل نارسا و نامشہور
زکوہ طور مپرس و زکوہ نور مگوے . | دکن شدست ز مہر رخ تو معدن نور
تو شاہ عادل و عاقل تری ز عادل شاہ | بجا کہ حیدر آباد ست رشک بیجاپور
اگرچہ شوکت این شہر بیش از بیش ست | بفر دولت آبائے بندگان حضور
ز حرف ہر دو ہویدا بود چو بشماری | کہ بر مزیتش آمد دلیل دال ضرور
چو گشت شاہ درین شش جہت نظام ششم | شد از جمل بجمال این ازان بشش موفور
ز نام ہر دو چو حرف مکرر اندازی | ہمان شش ست کہ زاید بود بغیر قصور
چہ دل بنغمۂ غالب دہم کہ خوش نسرود | نوائے مدح ز قانون حفظ مرتبہ دور
تجلیی کہ ز موسیٰ ربود ہوش بطور | بشکل کلب علی خان دگر نمود ظہور
اگر تجلیٔ رویت بطور بودی نہ عکس | بہ ہوش نامدے موسیٰ مگر بروز نشور
شمائل تو ز محبوبیِ علی پیداست | حقیقتے ز اضافت گرفتہ است ظہور

عزیز نام تو نام خدا بلے ز سما
نزول یافته اسما به گفتهٔ مشهور

شها سپهر جنابا ترا مبارک باد
قدوم عید سعید التقا و جشن سرور

من از دعا و ثنایت بمعنیم نزدیک
اگرچه دور بصورت فتاده ام ز حضور

دعائے من به بقایت بدو ز نزدیک ست
که می برند بقرب اجابتش از دور

ثناگر تو بجز من کسے نمی شاید
به نذر شاه چه آرد گدائے بے مقدور

منم غنی و گدا هست هر که غیر غنی ست
غنا و گدیه ز یک دیگرند دور و نفور

منم که پائے من آمد بگنج از معنی
بدستگاه فزونم ز گنجوی گنجور

امیر خسرو وقتم نه طالب و نه فقیر
نه بے نوا و نه مفلس چو مشهدے مشهور

پُرست کیسهٔ اسم من از نقود نقاط
چو جیب طبع ثنا سنجم از دُرِ منثور

کجا رسید نظیری به بے نظیری من
اگرچه آب رخ اوست خاک نیشاپور

بشیوهٔ که ز شیوا بیانیم داند
نه راه سنج شفائی شدست و نے شاپور

نهفت روئے به غیبت حضوری از قمّے
خفائی است ظهوری چو آمدم به ظهور

کشد چو مطرب کلکم نوا براه حجاز
چو در عراق رود ز اصفهان و نیشاپور

جریر و جاحظ و اخطل لبید و اعشی را
کفن شود ز مسرت قبا میان قبور

نیم اگرچه ز همداں و نے همه دانم
بیان معنی من چوں بدیع شد مشهور

بلند تر ز حریرے بود مقاماتم
که راویم چو ابو زید نیست ناقل زور

معلقات عرب پیش نظم افتاده است
ز طاق کعبهٔ دل در میانهٔ جمهور

ز لاف توبه ولیکن به نعمت یزداں
ز بیش و کم نتواں بود کافر و نه کفور

برائے نام غنیم هزار شکر کنم
خدائے را که قلیل اند از عباد شکور

غنی ز قلب شود عین و غین راست هزار
هزار شکر که آمد ز قلب شد مشکور

# قصیده

کاکل برو چو ماہ رخِ سیمبر شکست
بالید شب بخویش کہ قدرِ سحر شکست

صد طبلۂ عبیر بجیب صبا کشاد
بند قبای تنگ چو از دوش و بر شکست

شورِ تبسم تو نمک زد بزخم گل
شیریں لب تو قیمت قند و شکر شکست

چشمم بگریہ آب ز ابر بہار برد
لعلت بخندہ رونق گلبرگ تر شکست

افشان عارض تو ز پروین ربود تاب
تاب رخ تو چشمۂ شمس و قمر شکست

لعلِ لبت عقیق یمن از بہا فگند
دندان آبدار تو نرخِ گہر شکست

از راستی بقد بلند تو می کشید
زیں لاف شاخ سرو صبا سر بسر شکست

آں کاکل رسا بکمر مشکن و گزار
کز نازکی مباد رسد بر کمر شکست

بیمار نرگست طلبد جان و تن دہم
ترسم دلِ مریض نہ بیند مگر شکست

آں ابرو و مژہ بجگر ناوکم فگند
واں چشم و غمزہ در رگ جاں نیشتر شکست

از روئے دلفریب تو حالم شکستہ شد
آید بہر درست بدو رقم شکست

از تندیِ نگاہ تو چوں نالہ در گلو
اشکم بچشم و آہ درون جگر شکست

بار غمِ تو پشت شکیبم شکستہ بود
اکنوں ز درد ہجر تو بار دگر شکست

بشکستۂ دلم بستم بار ہا کنوں
مشکن کہ خوب نیست ازیں بیشتر شکست

ورنہ بہ پیش شاہ شکستہ پناہ خلق
نالم کہ بار عشق بتانم کمر شکست

شاہ دکن کہ گرز گرانش بروزِ رزم
بر لشکری کہ خورد کمر در کمر شکست

شاہِ جہاں پناہ و خدیو نظام ملک
کو پنجۂ ستم بکفِ داد گر شکست

صد تخت را بفرق خداوند تخت زد
صد تاج را بپائے شہِ تاجور شکست

میکرد لاف با کفِ گوہر فشان او
دریا شد آب و پل بسرِ ابرِ تر شکست

در سنگ بارِ قهر سراسیمه دشمنش | بشکست سنگ بر سر و بر سنگ سر شکست

شیرِ خدا چنانکه بخیبر شکست صف | صفهائے خصم شاه بحکم ظفر شکست

بهرام صولتے که بهنگام کارزار | تا آستین شکست عدا را کمر شکست

صد خصم خام آرزوئے پخته رزم | از هیبتش چو آه درونِ جگر شکست

شاهینِ شهریار که عنقا شکار اوست | سیمرغ را بقاف همه بال و پر شکست

سر پنجه اش بقوتِ بازوئے بهمنی | دست شجاعتِ پسرِ زال زر شکست

نرخِ گهر نماند ببازارِ جود او | بازار ابر و بحر ز بذلِ گهر شکست

آبش دگر فزود ببارِ کرامتت | گر آتش خزان نم گلبرگ تر شکست

خصمِ اجل گرسنه ز تیغت چو زخم خورد | خوش ناشتا ز ذوق بایں ما حضر شکست

بشکست شحنهٔ تو سرش را اگر عدو | طرف کلاه خویش ز نخوت بسر شکست

دستِ سخائے حاتمِ طائی در آستین | افضال بیکران تو از بذلِ زر شکست

تیغ و علم سپرد بدستِ تو آفتاب | بر تو قلم عطارد صاحب هنر شکست

کیوان ز شرم کاخ بلندت نشست پست | برجیس را ز بخت تو نقش اثر شکست

رخشِ تو دم زنا زبراسِ ذنب فشاند | وز سُم نشان نعل بروئے قمر شکست

جمشید را ز تخت تو افزود پایهٔ | افراسیاب را ز شکوه تو فر شکست

فغفور چیں ز تیغ تو گردن نهاده است | جیپال را ز گرز گران تو سر شکست

نام تو شان سنجر و قیصر بباد داد | شانت شکوه خسروِ خاقان اگر شکست

خصم گرسنه مرگ که از جاں شدست سیر | ناهار زآب خنجر و تیغ و تبر شکست

دستت بجیب خشک و تر از بس گهرفشاں | ناموس مایه داری هر خشک و تر شکست

از تیغ برق تابش و از کوس رعد شور | چشمان و گوش خصم تو چوں کور و کر شکست

آمد ز کیند را بتو در دام کید رائے | فوراز و فور فوج ظفر موج بر شکست

خصم تو خواب و خنده و امید و آرزو
از بیم و درد چشم و لب و دل جگر شکست

آشوب دار و گیر تو در جان دشمنان
غوغای رستخیز ز هول حشر شکست

شاها توئی پناه هنر ورنه در جهان
آمد بنقد رایج علم و هنر شکست

دریاب ورنه کشتی خود را هنر بخشک
بست ست و پل بعلاقه‌اش پل بسر شکست

جاوید زی چو خضر بعز هنر میاد
گویند خلق کشتی او را خضر شکست

مداح تو غنی ست که نظم لآلیش
نرخ گران بهای لولوی تر شکست

تا با ظفر تضاد و جدال شکست هست
ق
تا در عدو همیشه کم ست از ظفر شکست

خصم تو باد خوار چو خاشاک گردباد
پیش آیدش ز بسکه بزیر و زبر شکست

## قصیده

چه خوش ست سال سی و نهم و قدومه مرحب
پی عمر آصف جم حشم ولحمد رب مواهب

چه رسید سال مبارکش بسلامة و کرامة
به کشود کار جهانیان و لفوزهم بمطالب

گرهی زدند برشته اش بمیامن و مکارم
کف و جیب خلق شد ست پر ز عجائب و غرائب

دم مقدمش همه دوستان عنق الیه صبابة
همه دشمنان شده چشمها فلحظن لحظ مراقب

شه کامران جهانیان بصلاته و سماحه
و سخاه و عطاه فلهم ملاذ مآرب

ظفر و مکانت و مکرمت کآیاته و بساله
برکاب دولت او دوان اخذت عنان جنائب

بدیار خاور و باختر افلت نجوم ملوکها
چو دمید مهر جلال او بمشارق و مغارب

گذر از فسانهٔ حاتمی بازار وصف سخائه
که حکایتش که شنیده مز جبت بشوب شوائب

چو قلابه های کمند او بلغت لعنق حسوده
بگرفت در رگ گردنش و تعلقت بشوارب

دهدش غذای بجوان شان لکم اضع لرضیعها
شده مرگ جمله دشمنان لحسامه کرائب

چو نهنگ اژدر و صاعقه رایت او دان ضرابه
بود آن ضریبهٔ صارمش که تقلبت بقوالب

زفیض او چہ بگویمت لقد استفاض حدیثها — کہ رسید صیت سخای او بعجائب و جوانب

شدہ زخمهائے حمایلی لحسامه یا کفه — بکنار و گردن دشمناں کقلائد لترائب

چو عقاب تیغ ہندت دأت اصطیاد جسوده — بگرفت گردن و دوش او وتخطفت بمخالب

رخ تو پیادہ اگر نهد فرس ایخیول کراجل — چہ عجب کہ تو فرس افگنی الثبات کل کتائب

کف و آں سیوف صوارمت کمخالب الغضنفر — کہ بماند ہر چہ زصید او فأکالة لاکالب

بکمین دشمن تست اجل لیعا قبن عقابه — بنرد گمان سلامتی کہ غدا وخیم عواقب

تو دریدہ جگر عدو بثواقب وصوارم — تو بریدہ سر دشمناں بقواطع وقواضب

بنود عجب کہ بدل کنند خمار ہم بلشا ههم — کہ ز بیم تیغ برہنہ تو تلبسوا بجلابب

چو بخورد زخم دماذش کسجابة بسکوبها — بہ گلوی عدوی زخنجرت فجرت عیون شوارب

دل عالمے بلقائے تو لعز اشتد لسراجها — ہمہ مضطرب کرضیعة لفراق حجر ربائب

بود آستاں بلند تو لهم کقبلة حساجة — کہ نهند رخت رکیب خود فمناخة لرکائب

بجناب تو ہمہ عالمے لتمیل میلة رغبة — کہ مکارم تو دل ازجهاں جذبت اشد جواذب

بہ بسار ملک یمین تو کن بائب لولا دها — کہ وفور بذل ومکارمت متکفل لمآدب

دل و دہ نش و دہش وکفت متمنیات خلائق — بہ بغل گرفت زمرحمت فحضنها کربائب

بیرفیع کوشک دولتت خفضت قصور اقاصر — کہ شدار تفاع مدارجت لهم انکار مناصب

بہ طلوع کوکب بخت تو ملاء الخلاء بنوره — بجمال دیدہ فروز تو کشفت جمیع غیاهب

نصفت چو با تو می بوفا بجلیها وحلالها — بکنار کلک وبنان تو تقضاجع کصواحب

ز وفور بذل وکرم تو نی کغمامة یسکبها — کہ ایادی کف راد تو وصلت بکل جوانب

چو رسوم عدل و مکارمت کسرت شئون اکاسره — بشکست فر و شکوہ شاں فتنازلت بمراتب

تو فرید دہر مکارمی بلث لحة کسرابة — تو یگانہ بسخای خود بک حاتم کجائب

چو بہر زنگہ فرس افگنی فرجا لهم کنسائهم — چو زنی بہ لشکر دشمنا فاسود هم کثعالب

زنیب جاه و جلال تو جلبت علداك فاقلعوا　　فجلبوا بطیالس و براقع وجلابب

نبرد عدو ز تو جان اگر خواطری بذلك　　که ز خنجر تو جراحتش لتکون غیر جوالب

چو فتاد گرز گران تو بر وسهم ق تکسرت　　فقحوفهم لصد ودهم وصد ودهم لا کالب

کف و دست گنج فشان تو تنشا کلت بسحابة　　که رسید بذل و مکارمت بمعارف و اجانب

ز فضائل تو فسانه شد خبر سخاوت حاتم　　که ز تاب مهر جهان فروز محا الموع کواکب

دل تست ابر گهر فشان و رغائب کقطرة　　کف تست لجه بحر و یم وانا مل کحوالب

کرمت بگونه تازه چو همی رسد به جهانیان　　فحلائب لطوائف و طرائف لحلائب

بود از سخای تو بهره لصلیحهم و طلیحهم　　بود از ثنای تو داستان لاباعد و اقارب

ز ظهور جود و نوال تو علمت حکایة حاتم　　که بود شهود معائنه علما لجنم جوائب

بود آستان بلند تو بضیاء کوکب مجدك　　چو بلند خیمهٔ آسمان که تنورت بکواکب

چو غنی بنده بدرم یصف جمیلك دائما　　چو دعای دولت مجدک بجناب رب مواهب

چه عجب جواهر نظم او بنظام سلک قبولك　　بود از برای عروس جان کقلائد لترائب

# قصیده

دور از دلدار خوش باشد بسامان زیستن　　خاک بر سر باد و در کف چاک داماں زیستن

پای تا سر در میان آب و آتش همچو شمع　　گه ز غم سوزان و گه از دیده گریان زیستن

گه بدشت آوارهٔ و اسیمه همچون گرد باد　　گه بشهر آما جگاه سنگ طفلان زیستن

گه خراشیده بناخن روی ریش سینه را　　گاه بشکسته بزخم دل نمکدان زیستن

گه ز حسرت بر نشاط خلق گریان همچو ابر　　گه بجود از یاس همچون برق خندان زیستن

آتشی در پنبه داغ نمایان ریخته　　بخیه بگشاده ز چاک زخم پنهان زیستن

جان و دل از دست داده با تن زار و نزار　　دست بر سر پای در گل خوار و حیران زیستن

چوں صدائے نالۂ زنجیر بیروں و دروں
پائے در زنجیر و وارفتہ ززنداں زیستن

رخنہ ہا انداختہ در پردۂ ناموس و ننگ
چاک ہا افگندہ در جیب و گریباں زیستن

چوں کباب نیم خام از سوز دل نم در جگر
چوں چراغ صبحگاہی سینہ سوزاں زیستن

گاہ تلخاب جگر در کام دل ریزاں زغم
گہ ز دل خاکستری در دیدہ بیزاں زیستن

گفتم اے آرام جاں چوں میرسم روز فراق
زانکہ مردن خوشترم آید ازینساں زیستن

گفت ہجرانم بلائے جانستاں باشد بلے
ہر کسے را نیست در وی سہل و آساں زیستن

زیستن خواہی اگر آسودہ می باید ترا
در پناہ خسرو جمشید دوراں زیستن

زندگی با طول و عرض عمر میدانی کجاست
جز بعہد آصف ملک سلیماں زیستن

میر محبوب علی خاں آصف سادس نظام
آنکہ در دورش تمنا داشت خاقاں زیستن

خسرو دارای دیں کز بخشش اہل اسلام راست
ہم مسلماں مردن و ہمچوں مسلماں زیستن

دادور شاہیکہ ہر کس ہست در دورش نصیب
با فراغ خاطر و با ساز و ساماں زیستن

گر خضر دانستی از اول نکردی التماس
جز بخاک درگہت با آب حیواں زیستن

آصف جمشید اگر میدید ملک و جاہ تو
گفتے ایں طور یست با ملک سلیماں زیستن

از حیات جاوداں خوشتر شمردی یکنفس
در پناہ پادشاہ روئے کیہاں زیستن

با بزرگیہائے عزم و حوصلہ کوچکدلست
جان تازہ یافتہ زیں ساز و ساماں زیستن

دور از بزم نو آئینش بگلزار جہاں
مرگ پندارند آری حور و غلماں زیستن

میزید در رضواں ولیکن از فراق بزم شاہ
می شمارد آیۂ افسوس و رماں زیستن

از سبک روحی تو بر خویشتن بالد حیات
وازحیات روح آسائے تو نازاں زیستن

گردم معجز طرازت رو با عجاز آورد
می تواند قالب ارواح بے جاں زیستن

دولت صد گنج قاروں از برائے زندگیست
وازپئے مدح شہ برجیس ایواں زیستن

دشمنت یاد اجل کردی ز بیمت در حیات
در عدم بنہاد خود بر طاق نسیاں زیستن

چون بقای شاه خواهند از خدا ارند دوست ‌ ‌ وحش و طیر و مرغ و ماهی جن و انسان زیستن

جز بعهد عدل مهد خسرو ملک دکن ‌ ‌ خلق را مشکل بود در دهر آسان زیستن

میکشد دامن ز عمر خضر و آب زندگی ‌ ‌ در همایون عهد محبوب علی خان زیستن

ای بدورت بی خبر از گردش گردون حیات ‌ ‌ وی بعهدت بی خطر ز آسیب دوران زیستن

زنده گر شکر نعمتهای تو دم در کشد ‌ ‌ مرده باشد که بر وی هست تاوان زیستن

زنده جاوید باش ای سایهٔ فضل اله ‌ ‌ کز تو دارد منت بسیار بر جان زیستن

## قصیده

بنامیزد نمیریزد بجز آب ابر نیسانی ‌ ‌ کف بحر کرم دستور اعظم از درافشانی

امیر دادگر دستور دانشور دانش گستر ‌ ‌ خرد پرور هنر پرداز چون میر علی خانی

عطابخشی درم ریزی درافشانی که در دورش ‌ ‌ زر و گوهر گران سنجد گدای او ز ارزانی

کفش بحر نوال و کان جود و ابر بخشایش ‌ ‌ رخ او شمع طور و صبح عید و ماه نورانی

خجل از خوی مشکین بوی روح افزای دلجویش ‌ ‌ شمیم باد نوروزی و موج آب حیوانی

رخ خوبش تجلی زار شمع وادی ایمن ‌ ‌ ضمیر صافیش آئینهٔ اسرار یزدانی

کریمی کایستد حاتم سر راهش بدریوزه ‌ ‌ عظیمی کاوفتد بر درگهش دارا بدربانی

هنرسنجی که فرمودست تا رسم هنر زنده ‌ ‌ شده نام علی شیر از فروغ نام او فانی

فراوان میدهد لعل و گهر زان حاصل کان را ‌ ‌ نگیرد جز بدست کم عطایش از فراوانی

ایا ابر کرم دریای بخشش کان بخشایش ‌ ‌ که شد بذل تو یاقوت و در و لعل بدخشانی

ایا فیاض دهر و حاتم دوران که در عالم ‌ ‌ پناه گیتی و ناز جهان و فخر گیهانی

ایا حکمت پژوهی دانش آموزی خرد سنجی ‌ ‌ که ته کردند در پیش تو زانوی سبق خوانی

چه فارابی مشائی چه افلاطون اشراقی ‌ ‌ چه فیثاغورس مصری چه بطلیموس یونانی

ایا برجیس طالع مشتری طلعت که زین خوبی
ثریا منزل و خورشید جاه و آسمان شانی

گر از دریا دلی رشحی به کام تشنه ام ریزی
چه کم گردد محیط اعظمت را از فراوانی

ز بستان معانی بسته ام گلدستهٔ رنگین
که از ریحانیش گردد مشام روح ریحانی

دل آسا بوی او چون خوی دلجوئی تو جان پرور
فروزان رنگ او چون روی پر نورت فروغانی

کتاب فارسی تالیف کردم تازه ترتیبی
کشیدم بیست سال از عمر در جمعش پریشانی

نمودم کین لغت را مصدر زد و حرف صلهٔ اثبات
که تا بیننده در ترکیب بیند روی آسانی

رود بر نقش پای پیشوایان سخن گستر
در آید چون زبان دانان به بزم فارسی دانی

عیار هندیان فارسی گو را نکو سنجد
شناسد شیوه شیوه زبان دانان ایرانی

بهر حرفی سند آوردم از قول سخن دانان
نشانیدم بکرسی بی سخن حرف زباندانی

پریشان نسخه ام سر رشتهٔ لطف تو میخواهد
که در شیرازهٔ جمعیت آید از پریشانی

زند نام نکویت غازه بر رخسار عنوانش
کند مهر قبولت بخت روگاهش فروغانی

چنان از رنگ اقبالت نگارین گردد این نامه
که بر طاق فراموشی نهد از رنگ را مانی

بماند نام نیکت جاودان زین نامهٔ نامی
بقدر ماندن جاوید نامان جاودان مانی

بدور افتخار دودمان دولت آصف
بعهد خسرو جمجاه محبوب علی خانی

مه و سال و شب و روز و سحر شامت بود یا رب
بدین دولت و داد و دهش دانش فراوانی

طفیل خواجهٔ دنیا و دین محبوب حق برحق
طفیل غوث اعظم حضرت محبوب سبحانی

## قصیده

سپهر اگر پی تعظیم در جهان برخاست
پی خدیو زمین آصف زمان برخاست

خدیو آصف سادس نظام ملک که او
بدودمان شهی فخر دودمان برخاست

نظام ملک دکن کز جلال او خورشید
زمین زد و ببوسید و آسمان برخاست

نهاد تاج بسر چون شه سپهر سریر | صدای تهنیت از چرخ و اختران برخاست
بروز رزم چو شمشیر از نیام کشید | ز ساکنان فلک بانگ الامان برخاست
به زر نشاند جهان سکهٔ کرم دستش | که نقش بخل ز لوح دل جهان برخاست
چو پور زال بود پیر زال بازو رشش | ز پیر زال چه خیزد چو با جوان برخاست
چو تافت نیر رخشان رای روشن او | فروغ از رخ خورشید خاوران برخاست
ز تیرها که بجسم عدو گذشت آن سو | چو خارپشت ز هر موی او سنان برخاست
تهمتنی که ببازوی رستم افگن او | ز لوح یاد جهان نقش هفتخوان برخاست
چو دست برد به تیغ و چو تیغ برد بسر | به خانمان مخالف امان ز جان برخاست
ز زور رستم دستان مگو ببازوی شاه | که اعتبار ازین یاوه داستان برخاست
چو برنشست به تخت شهی سلیمان وار | صدای خرمی از جان انس و جان برخاست
زهی جبین مبینش که در شب دیجور | فروغ صبح تجلی چو طور از آن برخاست
پی شگفتن دلهای عالمی لطفش | بود نسیم که از باغ و بوستان برخاست
عمیم جود و نوالش بسان ابر بهار | بتازه کاری کشت جهانیان برخاست
نشست هول حسامش چنان بجان عدو | که ناله از لب و فریادش از دهان برخاست
تبارک الله ازین عهد فرخی عهدش | مگر بروی زمین مهدی زمان برخاست
عدو ز سهم خدنگش چو داد جان تیرش | کمین گذاشته از گوشهٔ کمان برخاست
بچشم حور کشیدست سرمه سان رضوان | بباد خلد گرش گرد ز آستان برخاست
زبان نشست زمین از وقار سنگینش | بجای خویش بتعظیمش آسمان برخاست
دمیکه بست میان و کشاد دست نوال | ز مایه داری دریا و کان زمان برخاست
تو آن رفیع مکانی که پیش تو کیوان | ز لاف بیهدهٔ رفعت مکان برخاست
گره ز بیم تو بستند گریه در گلوی عدو | بخواب نیز گرش خنده از دهان برخاست

بنای حلم تو آمد گران که از بارش — زمین نشست و ز گاو زمین فغان برخاست
بعدل و داد چو برخاستی میان بسته — نشست فتنه و آشوب از میان برخاست
بر آسمان ز تهنیت بسان کوه نشست — بسا که کوه ز امرت چو آسمان برخاست
ببوستان جهان هیچ کس نشان ندهد — که چون تو تازه نهال ثمرفشان برخاست
دل تو قبله و لطف تو ابر دریا بار — ز قبله ابر چو برخاست بیکران برخاست
چنان بخشک و ترافشاند زر و گوهر — که شور از لب دریا و ابر و کان برخاست
کشاده گشت در دین بروی اهل زمین — ز دست تیغ تو چون قفل آسمان برخاست
شد از کف تو بزیر قلم سپید و سیاه — تبارک الله ازین سحر کز بیان برخاست
نشست در سر و در سینه تا میان و سرین — بخون خصم چو تیغ تو از میان برخاست
فتاده بود ز پا پیر آسمان لیکن — بدستیاری بخت تو چون جوان برخاست
چو دید دست گهرپاش زرفشان ترا — ز بحر بانگ برآمد ز کان فغان برخاست
بود ز جود تو یاد در حکایت حاتم — کزین معاینه ظاهر آن نهان برخاست
نشست تیغ تو چون بر قسان فلک لرزید — ز بیم مو به تن ترک آسمان برخاست
ز دشمن تو اجل فارغ از کمین بنشست — که تیر بخشش تو از خانهٔ کمان برخاست
هما ببال و پر خود از آن همایون شد — که زیر سایهٔ چتر خدایگان برخاست
بتخت باش که خیزد عدو ز تخت از بیم — مدام تا که کند از یقین گمان برخاست
غنی تتبع نظم کمال کرد که گفت — که بندگی ترا آسمان بجان برخاست
سخن کمال صفاهان نشاند بر کرسی — باین نشست سخن کم ز دیگران برخاست
ولیک ختم نشد بر کمال حسن سخن — سخن ز ختم که او راند رائیگان برخاست
چرا بدیده کشتی همچو سرمه از کوری — هر آن غبار که از خاک اصفهان برخاست
فغان بحال خراب جهانیان اینست — که رسم داد درین دور از جهان برخاست

# قصیده

چو خنجر تو سر از برگ یاسمیں برزد — اجل بغارت خصم تو از کمیں برزد

بگرد باد فنا خصم تو به خس ماند — کاجل زردی زمین برد و برزمیں برزد

گراں رکاب نکردی که دست برد سپهر — سبک بخاک عدوئے ترا ز زیں برزد

فلک از ینکه بود مهر گوئے چوگانت — ببام و شام ز بام چهارمیں برزد

کمر شکست عدو را و بست بازویش — چو بست دست تو دامان آستیں برزد

چناں شگفته ز دست تو شد جهاں گوئی — که ابر آب به گلزار یاسمیں برزد

ازاں سپید و سیه شد ترا که اقبالت — گہے برنگ در افتاد و گه بچیں برزد

عدو بمرگ مفاجا چو مرد از ہیبت — بناگہاں لحد او سر از زمیں برزد

نهاد خصم تو منت چو بر زمیں برداشت — قضا ز جاش بدانساں که بر زمیں برزد

چناں فسرد عداوت ز سرد مهری دهر — که در تموز ته جبه پوستیں برزد

تراست خنجر ہندو که قشقهٔ احمر — ز خونِ او بجبیں خدیو چیں برزد

بجیب جان عدو چاک رفت تا دامن — چو عزم رزم تو بر ساعد آستیں برزد

خدیو آصفِ دوراں نظام ملک دکن — که مُهر مهر و ولایش بهر نگیں برزد

زهی ستاره سپاهی زهے سپهر سریر — که تکیه بر سرِ اورنگ هفتمیں برزد

به پنجه روئے نه پیچد اگر به شیر زند — بجبه چیں نزده گر بشاد چیں برزد

شہے که از سرِ اخلاص بر نگینهٔ دل — چو مُهر نقش رُخ ختم مرسلیں برزد

بر آستین جلالت برائے فتح مبیں — طراز تازهٔ ایاک نستعین برزد

غذائے طفل جهاں را مربی طبعش — بشیر و شیرهٔ انگور انگبیں برزد

ز داد و دهی با نوشیرواں طرف آمد — ز خسروی بفریدونِ آبتیں برزد

تو باش خرم و خوش دل ازینکه بر خصمت | اجل کشاد کمان و قضا کمین برزد
بود بنای یقینیت بپا بفضل خدا | همیشه تا که بنای گمان یقین برزد
خجسته باد ترا سال اربعین از عمر | خوش این دعا که سر از جیب اربعین برزد
غنی ز درد دلم خون شود که گفت ظهیر | غمت بریختن خونم آستین برزد
بحور عین کندش همقران که در قرآن | مثل بلؤلؤ مکنون و حور عین برزد

# قصیده

خسروا سال نوت سال سرور و سور باد | وز سرورش از ثریا تا ثری معمور باد
رشتهٔ عمرت چو دورات فلک طول طویل | عقدهای او چو انجم وافر و موفور باد
صبح و شام حیدرآباد از سر در سال نو | غیرت شام هرات و صبح نیشاپور باد
باد از شام دکن شام اوده روشن سواد | بهرهٔ صبح بنارس از صباحش نور باد
هرچه در تثلیث باشد ناظرا افلاک را | از نظرهای محبت مهر تو منظور باد
هر سعادت کز دکان مشتری سودا کنند | سود او بر ماه و بر سال نوت مقصور باد
وان نحوستهای بدکالای کیوان جای اوست | در حصارش خانمان دشمنان محصور باد
چون ربیع اولین کز شاه دین شهرت گرفت | این ربیع آخر از شاه دکن مشهور باد
زهرهٔ زهره نوازت سراید نغمهٔ رود و سرود | ماه هر شب چون چراغت در سرای سور باد
آسمان آسا بگیتی بارگاه تو بلند | آفتاب آسا بعالم رایتت منصور باد
گر ضیائی بی رضایت مهر بخشد ماه را | در کسوف و در خسوف آن هر دو دور از نور باد
هم ثنایت را کند نظم جواهر تیر چرخ | هم بشارت راز بر دین گوهر منثور باد
آفتابت زرگر و دریا دکانت گنجدان | دست تو گنجینه بخشش و بخت تو گنجور باد
قصر جاهت را ثوابت خشت و معمار آسمان | هم زحل میر عمارت مهر و مه مزدور باد

از برای بادهٔ صافت بجام آفتاب — خوشهٔ پروین بجای خوشهٔ انگور باد
پاسبان بارگاهت باد ترک شه فلک — پرده داران در حریم حرمت تو حور باد
طالعت را از یاوری سعد اکبر مشتری — در سعادت همقران طالع تیمور باد
همچو ماه نیم ماه و همچو مهر نیمروز — رای ور دیت پر ضیا دین و دولت پر نور باد
هفت سیاره دو در خدمتت روز و شبان — نه فلک گویا الهی سعیهم مشکور باد
باد دور چرخ گردان وقف دور ساغرت — ساغرت خورشید جای ساغر بلور باد
دور دور تست شاه دادگر از میمنت — چشم بد زین فلک یارب ز دورت دور باد
آستینت دستگاه دولت شاه و گدا — آستانت سجده گاه قیصر و فغفور باد
هر غباری کز درت برخیزد از باد بهشت — سرمه است از برای چشم شوخ حور باد
در همایون دور تو بال و پر شاهین و باز — بالش پر بهر خواب صعوه و عصفور باد
خود سلیمانی ترا گر جم نویسد عرض حال — نامه اش بر کاغذ افشان چشم مور باد
صیت اقبالت چو آبای کرامت ماه و سال — شهرهٔ هر شهر باد و در جهان مشهور باد
خانهٔ جور و جفا از قهر تو بادا خراب — کشور دلهای خلق از مهر تو معمور باد
دشمنت را از سنان نیزه و شمشیر و تیر — سینه پر سوراخها چون خانهٔ زنبور باد
باد زخم آب وز دیده دهانش زلعاب — واز سرشک خون عدو را چشمها ناسور باد
هم چراغ خانه اش خال رخ لیلای لیل — هم سیه بخت عدو زلف شب دیجور باد
هر چه دور است از نکویی دشمنت نزدیک او — وانچه نزدیک بدست از دوستانت دور باد
در لب و کام عدو هر نوش یاد آتش زهر — در تفقد رسش عیان خاصیت کافور باد
دوستانت را درونی باد پر سور و سرور — دشمنانت را دلی پر شیون و پر شور باد
قهرمان شوکتت را کامده کشورکشای — از دکن تا هند و سند و قاهره منصور باد
از فساد و رخنه آزاد بادا ایمن ملک تو — دشمن و آئین انصاف تو ظلمت و مور باد

خصم تو بد زندگانی او فتاده مرده  —  در بماند زنده یارب زندهٔ در گور باد
همچو خفاش خصمت از خورشید باشد روز کور  —  همچو اعشی از سیه روزی عدو شب کور باد
دائم از فقر و فنا خصم تو گر داند لباس  —  گاه در کفنی رود گه در کفن مستور باد
از سرورت شد ز غمهای عالم رستگست  —  چون شکست شد ره هر از صدای صور باد
بحر اگر کشتی بخشکی بست از شرم آب شد  —  از کف و دست گهر پاشت مگر معذور باد
از ید بیضا کف موسی بود دست و کفت  —  واز تجلی خاطرت چشم و چراغ طور باد
سایه چتر همایون تو چون بال هما  —  تاج فرق قیصر و چتر سر فغفور باد
بشکنند تا پاره پاره احتساب قهر تو  —  کاسه سرهای اعدا کاسهٔ طنبور باد
نقش ملک و سلطنت را خامه ات مانی رقم  —  رسم جود و مکرمت را دست تو دستور باد
گر شود هر فوج منشوری ز دیوان قضا  —  صاد رای صائبت توقیع آن منشور باد
سجده سای آستان عالیت صبح و مسا  —  روی کید و جبهه جیپال و فرق فور باد
ملک تو چون ملک ذوالقرنین ابن فیلقوس  —  لشکرت چون لشکر صاحبقران تیمور باد
رای تو چون رای افلاطون وزیون کبیر  —  شوکت و شانت چو شان قیصر و فغفور باد
داستان رستم و دستان بر دزد در تو  —  داستان عمر عیار و سراپا زور باد
هرچه از امکان فرود افتاد در دوکان قدر  —  جمله از تقدیر یزدانی ترا مقدور باد
وانچه از کان قدر آید به دکان قضا  —  بر عطای تو قضا پیشش سراسر مقصور باد
در دل و در حکم و در کلک و بنان تو بهند  —  رای کید و لشکر جیپال و ملک فور باد
شهریارا داد گر شاها خلافت جام جم  —  جام ایامست ز خط جور دائم دور باد
راست آهنگ ثنایت از عراق و نیمروز  —  واز صفاهان و خراسان تا به نیشاپور باد
عالمی در ظل چتر و نور رای روشن تو  —  در فروغ و در فراغ از سایه و از نور باد
یارب این جشن چهل سالهٔ عمر شهریار  —  چون چهلکاف مبارک در جهان مشهور باد

چوں اد یمی در چہل روز از سہیل اندرین | زیں چہل رونق ادیم ملک امو فور باد
زیں چہل سال سعید دلفروز جانفزا | چوں چہل سال نبوت عالمی پر نور باد
ہمچو قلب صوفیاں کز اربعیں گیرد قرار | قلب عالم زیں چہل سال از صفا معمور باد
ایں چہل سال از برای کاسۂ احوال خلق | غیرت چہل سال چینی کاسۂ فغفور باد
ایں چہل سالی مبارک بہر یمن و میمنت | چوں چہل شبہای موسیٰ پر فسانہ از طور باد
مدح خواں تو غنی شاہا طفیل مدح تو | چوں نظام گنجہ از نیز تر سخن گنجور باد
حیدرآباد از ظہور مم غیرت تر شیز ہست | داز فروغ صبح سلطنت رشک بیجاپور باد
نظم من بر خاک عرفی شمع کافوری نہاد | خاک او از نظم من در نور در کافور باد

# قصیدہ

## ایں قصیدہ در ۱۲۲۳ھ نوشتہ شد تتبع استاد مجیر بیلقانی و ہوہذا

"صبا چو سنبل تر گرد لالہ تاب دہد | بہر طرف کہ رسد بوے مشکناب دہد"
سپیدہ دم کہ جہالت برات نور دہد | چہ راغ صبح فروغ چراغ طور دہد
دگر بجویش نباید جہاں بساں کلیم | اگر رخ تو تجلی بطور طور دہد
یکی تو غمزہ بہ کارم بکن تزنزد یکی | کہ نرگس تو فریبم بسی ز دور دہد
شکیب از دل زاہد برد لب لعلت | فریب چشم تو باعصا بد صبور دہد
بس ست بادہ ز ساقی مرا بجام سفال | چہ احتیاج کہ در ساغر بلور دہد
می ز قلقل مینا بدور جام صبوح | می طہور تو ید ہوا لغفور دہد
من آن نیم کہ کنم گوش گفتۂ واعظ | اگر ہزار فریبم ز روے حور دہد
ز داغہاے جگر خانۂ ام بود روشن | چنانکہ دوزخ سوزاں ز نار نور دہد

چو عود بر سر آتش نهد رخ از زلفت — صبا بخور شمیمش پی بخور دهد

زلال لعل لبت یاد میکند رضوان — دمیکه شربت کوثر بجام حور دهد

در بهشت کشاید رخ تو بر رویم — لبت بجام دل من می طهور دهد

بعندلیب چو ترسا رخ آتشین ترا — بیاد بنچهٔ مریم پی بخور دهد

چنان بیاد تو لذت برم شب هجران — که غیبت تو مرا عشوهٔ حضور دهد

گذشت لفظ حضورم بلب که یاد آمد — شهیکه نه فلک او را لقب حضور دهد

حضور آصف دوران که تخت و تاج ازو — شکوه تخت فریدون و تاج فور دهد

خدیو تخت ستان تاج بخش و هیچ نواز — که فر ملک سلیمان بملک مور دهد

ببزم دلکش او گر گذر کند رضوان — بقصر خویش قرار دو صد قصور دهد

چو خصم و فتنه و خواب اجل کزینش اند — بخصم و فتنه امان خواب خوش بگور دهد

صبا ز عرصهٔ جولان او بدیدهٔ حور — خبر ز سرمهٔ گرد سم ستور دهد

فلک بمجمر خور از نجوم در نز مشر — ببیند و عود دلسوز داگر بخور دهد

لطیف لفظ تو صد گوش گر کند شنوا — ضیای روی تو بینش بچشم کور دهد

ز قهر تست که هر استخوان پهلویش — خبر بجان عدو از فشار گور دهد

کشد بروزن سوزن تنبدهٔ مریم — چو گرد راه تو سرمه بچشم کور دهد

بدشمن تو ندای اجل دهد بهرام — بدوستان تو زهره نوید سور دهد

تفنگ رعد خروش تو در وغا صد بار — بجان خصم خواص صدای صور دهد

سپهر از پی بزم خجسته آئینت — رسوم شعله داری بماه و هور دهد

بآفتاب جهانتاب روی روشن تو — چراغ ماه چه تابد چه تاب نور دهد

هزار رخنه در آئین سلطنت رایت — برای رای تو تسلیم و به فکر فور دهد

سروش غیب ترا چون خطاب داد حضور — سپهر خطبه بنام تو در حضور دهد

بعید نیست چو سودی تو بر ستاره عناں — که ماه بوسه رکاب ترا ز دور دهد
بلاے عهد تو جنید غنی کز اقبالت — زمانه اهل زمیں را صلاے سور دهد
پناه و لبهشت جهاں آمد از نهاب و نهیب — امان و عافیت از فتنه و فتور دهد
همیشه تا که بناے الم بیاد فنا — نوید عیش و صلای سرور و سور دهد
طفیل احمد مرسل خداے عز و جل — سرور و سور ترا تا به روز صور دهد
بطول عمر تو عرض حیات ارزانی — کناد و عرض حیاتت همه سرور دهد

# قصیده

اے بخت تو چو بخت سکندر جهاں گرفت — با دیهیم باز دی بخت جواں گرفت
دامان سایل تو بزر آستیں فشاند — تا زر بدامن از کف گوهر فشاں گرفت
تنها نه از تو بست عروس دکن نگار — خال و خط از تو شاهد هندوستاں گرفت
اقبال تو به بخت سکندر شده قریں — بخت بفال طالع صاحبقراں گرفت
جود تو خوان لطف بنه بهر بیرزال — عزمت زبور زال دو صد هفتخواں گرفت
هم از فروغ راے تو خیره شد آفتاب — هم از ضیای روے همه آسماں گرفت
مهرت نسیم صبح که تازه کند مشام — قهر تو آتشی که بمغز استخواں گرفت
گوی بود زمانه بمیدان آسماں — تا صولتت ز کاهکشاں صولجاں گرفت
هر شام ساخت ست نثارش بپاے تو — ایں طاس پر گهر که بسر آسماں گرفت
سیم ستاره زرگر خور هر سحر گداخت — زاں طشت تو بشستن دست و دهاں گرفت
هم دهر از روایح خلق تو یافت جاں — هم جان دهر زندگی جاوداں گرفت
عالم بسایه کرمت از تموز دهر — گر بخت و پناه دراں سایباں گرفت
از پرتو جمال تو چوں مهر نیم روز — فر و فروغ روی زمین و زماں گرفت

یک آهنی بفارس چو پولاد هند نیست — از تیغ هندی تو توان اصفهان گرفت

شیر فلک ز بیم خدنگ تو در مصاف — از کهکشان و سنبله خس در دهان گرفت

روشن شد از فروغ تدابیر تو زمین — چون آسمان که روشنی از روشنان گرفت

از خندهٔ ملیح تو پر شور شد چمن — وز منطق فصیح تو بلبل زبان گرفت

از صورت صبیح تو گیتی فروغ یافت — وز رای چون صباح تو رونق جهان گرفت

هر چند زیج بست منجم ز ماه و سال — نیک و بد زمانه ز سیارگان گرفت

تحویل آفتاب به برج حمل شمرد — فال از برای سال ز نوروزان گرفت

از ماه و مهر حرف کسوف و خسوف خواند — واز مشتری و زهره حساب قران گرفت

انظار هفت کوکب سیار آسمان — برهان رنج و راحت و سود و زیان گرفت

گاهی ز احتراق و محاق و وبال گفت — گاهی حضیض و اوج بزیب بیان گرفت

تثلیث را تمام محبت نهاد نام — تسدیس در مقابلهٔ دشمنان گرفت

بالجمله زین نقوش جداول که زیج بست — اندازهٔ حوادث کون و مکان گرفت

لیکن بحسب رای رزین تو این حساب — تقویم کهنه و غلط و رایگان گرفت

چرخ از بره کباب نهاد است در تنور — نانت ز قرص ماه بدستارخوان گرفت

روی تو خنده بر رخ صبح دوم زده — خوی تو بر شمیم گل و گلستان گرفت

رفت آفتاب و بوسه عنان ترا نهاد — مه آمد و دوال رکابت دوان گرفت

هم بهرهٔ ز لطف تو برد ابر آفتاب — هم نشئه ز فیض تو دریا و کان گرفت

همچون غرور در سر گردنکشان دهر — جا در دل عدو تو سهم از سنان گرفت

تعویذ بازوان ترا در شکار شیر — پیل دمان ز ناخن شیر ژیان گرفت

چون طایران قدس ببال و پر بلند — بر شاخ سدره همت تو آشیان گرفت

لطفت بره گذار عدو گل فشانده است — سهل است خار و خس ز ره دوستان گرفت

پشت یمن هرانچه بها گیرد از یسار | روی جهان ز رایت دولت همان گرفت

گوشد عطای حاتم طے شهره در حجاز | صیت سخای آصف دوران جهان گرفت

نیکو سشیم که زهره از و کسب خیر کرد | عالی همم که رفعت از و آسمان گرفت

کلک و کفش بحرف عطارد قلم کشید | دست و دلش بجود کم بحر و کان گرفت

دوران دوید غاشیه بر دوش در رکاب | یکران دور کابه چو در زیر ران گرفت

در بذل وجود شیوهٔ حاتم نگاهداشت | در عدل و داد شیمهٔ نوشیروان گرفت

روزیکه اینا دو برادهم هناد زین ق | روزیکه بر نشست و فرس را عنان گرفت

بهرام در رکاب دوید و پناه جست | سپر فلک پیلے فتاد و امان گرفت

گرد رهش چو سرمه ستاره بچشم کرد | نقش سمش چو تاج بسر فرقدان گرفت

گر خسرو نجوم بمشرق علم کشید | شاه دکن جهان زکران تاکران گرفت

تا مملکت بر آصف دوران قرار یافت | ملک دکن قرار ز دور زمان گرفت

دانند همگنان که بزرگی بسال نیست | زان پیر چرخ پند ز شاه جوان گرفت

آسائشے که داشت تمنای آن بخواب | گیتی بظل آصف ساوس عیان گرفت

گر پشت لشکر ست و گر روی کشور ست | بس این چنین شکست دبسی آنچنان گرفت

کان گر بود ز بخشندان شاه | بیرون و هر بلطف گهر هر چه کان گرفت

شه آفتاب ثابت و سیاره اش صفات | نتوان شمار ثابت و سیارگان گرفت

زان تن زدن ز مدح خوش آمد کنون غنی | باید ره دعای شه کامران گرفت

تا مشتری بزهره قران سعادت ست | تا میمنت زمین و زمان زین قران گرفت

با شاه شاهزاده قران تا هزار سال | یادا که ملک یمن از این قران گرفت

# قصیده

## در تتبع مرزا غالب دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

### وہو ہذا "سخن ز روضۂ رضواں بکوئے یار کشد"

چه دل ز خطّ لبت سوی سبزه زار کشد | چه خاطرے ز رخت جانب بہار کشد
بیا که خسته دلان غم فراق ترا | بسینه خنجر خونریز انتظار کشد
ہمیں نه ہجر تو عشاق را بدور افگند | فراشئے تو مہجور را بدار کشد
امید نیست که خوے ستمگرت گاہے | عنان به تربت عاشق بر ہگذار کشد
فغاں که کس نرساند بگوش گل یکبار | ہزار ناله اگر عندلیب زار کشد
ز عارض تو دل لاله داغہا دارد | ز پنجۂ تو شرر در جگر چنار کشد
ز روے وشت ندیشت چمن فراب تو | بسیر باغ و تماشاے مرغزار کشد
جمال روے تو آتش بخرمن گل زد | مگو که شعله گل از آتش چنار کشد
ولے بروضۂ رضواں گر آید از کویت | که سر بکوه و بیاباں ز لاله زار کشد
بخاک و خون رود آن دل که با قد و رویت | نفس بباد گل و سرو جویبار کشد
چو شمع طور یکے جلوه زاں جمال نماے | که دل ز دست من و دست من زکار کشد
خراش سینۂ بلبل ز نوک خار گذشت | تو ہم بیا که دل از رشک خار خار کشد
مدام زلف بپیچان دلم که مے ترسم | کزیں جفائے تو دل نالہاے زار کشد
وزاں یکے بکند گوش آصف جمجاه | که داد موے ضعیف از گزنده مار کشد
شہی که ناقۂ لیلاے دولت او را | فلک کجاوه کشد مہر و مه مہار کشد
جہاں دو پرده کشد بر درت ز لیل و نہار | سپہر بہر حریم تو نه حصار کشد
قمر رکاب تو از دور بوسد و ترسد | که طرقوی تو اورا از رہ گزار کشد

شہیکہ بگذرد از فرق دشمناں آبش
بروز رزم اگر تیغ آبدار کشد

بکف رکاب تو گیرد چو سفتہ گوش ہلال
بدوشش غاشیہ مثل رکابدار کشد

شگفت نیست کہ محبوب با علی ست بنام
کہ تیغ بر سر اعدا چو ذوالفقار کشد

تف تفنگ تو ہر جا کہ آتش افروزد
ز آب اخگر و از برف و یخ شرار کشد

بجز مصاف تو کاندر مصاف عریان ست
برہنہ نیست بدورت تنی کہ عار کشد

جہاں ز قہر تو شد روز دشمناں تیرہ
کہ شب ز تیرگیش پاتنگ زینہار کشد

ہزار قلعہ کشاید اگر کمر بندد
ہزار حصن بگیرد اگر حصار کشد

جہاں تمام گلستاں شدست از رویش
کجا چمن پی گل منت بہار کشد

چو تاختن بخطا تاختن کند عزمش
قبای خسرو تاتار تار تار کشد

ز گرد سم سمندت کز آسماں گذرد
بچشم تو ز فلک سرمہ از غبار کشد

عروس ملک جہاں را بحجلۂ اقبال
جز او کجاست جوانی کہ در کنار کشد

گہے ز تیغ حمائل کند بگردن او
گہے ز خون عدو پنجہ در نگار کشد

گہے ز پشت سمندش نہد سریر بپاے
گہے ز پرچم رایت لب خمار کشد

ز بیم کار بزاری کشد معاذ اللہ
دمیکہ دشنہ بر اعدا بکارزار کشد

کشد جنیبہ اسش از خنگ ماہ نو بہرام
چو زین بر اشہب تازندہ راہوار کشد

شود چراغ عدو را بہ تیرہ راہ عدم
شرارۂ کہ ازاں تیغ برقبار کشد

ہوا بقید حباب اوفتد چو سرو آزاد
بپاے سلسلہ از موج جویبار کشد

بزرگ حوصلہ کوچک دلی خطا بخشے
کہ انفعال ز عذر گناہگار کشد

سخا بلند کند نام او چو ابر بہار
حیا بزیر نگاہش چو شرمسار کشد

مکارمیکہ خدا در نہاد او بنہاد
گرش شمار نمائی بہ بی شمار کشد

بود نوای نوالت بضاعت دلکش
کہ از دیار ریوسے دگر دیار کشد

خزاں عقوبت او میکند سرہنگی ۔ چو جیب غنچہ گل چاک از بہار کشد

قوای نامیہ آید بجاں ز بدنامی ۔ اگر خراشش تن گل ز نوک خار کشد

بہ تیغ و نیزہ چو برد شمناں بدخواہش ۔ بروز معرکہ نوبت بگیر و دار کشد

گہے بہ تیغ سری دور افگند از تن ۔ گہے بہ نیزہ تنی بر فراز دار کشد

ز موکب تو علم سر بہ آسماں ساید ۔ چنانکہ ابر سیہ سر ز کوہسار کشد

قلم بدفتر خویش کند دبیر فلک ۔ چو خامۂ تو رقم ہاے اعتبار کشد

گہر ز کلک تو پیوستہ بارد و پیہم ۔ چو قطرہا کہ ز ابر سیہ قطار کشد

کشد بہ بند کمندے ہزار شیر عریں ۔ چو زیں براد ہم تازی پے شکار کشد

ز شاخ پختہ برآرد ثمر بہار از بیم ۔ کہ بار دیر رسی پشت شاخسار کشد

بصد رزین چو نشینی زبے دود بہرام ۔ کہ تا دوال رکاب تو استوار کشد

در اضطراب ثوابت بصورت سیار ۔ فتد ز بیم سنانت اگر شرار کشد

بدوش گردن جوزای آسماں از تیغ ۔ ہزار زخم حمائل بشکل ہار کشد

خم کمند کشد گردن عدوی ترا ۔ چنانکہ دل شکن طرۂ نگار کشد

ہمیشہ تا کہ دل مومناں بحکم نبی ۔ بچار یار گراید بہفت و چار کشد

چہار عنصر سفلی و ہفت سیارہ ۔ بکارہا ہمہ حکمت چو پیش کار کشد

غنی بطرز دلآویز بخت غالب ۔ رقم کنیم بدانساں کہ خام کار کشد

بداں طریق کہ با شہسوار برق عناں ۔ عنان اسپ تو طفل نیسوار کشد

بیا و میل بنظم ز نظم غالب کن ۔ اگر دل تو بہ صحرا ز لالہ زار کشد

# قصیده

## در تهنیت سال گره اعلیٰ حضرت خلد الله ملکه با تتمه سال چهل و سوم در سنه ۱۳۲۵ھ

دمیکه در برم آن شوخ نازنین ننشست — بغم نشستم و غم از دل حزین ننشست

کجاست آتش بید و دلاله حمرا — که در بهار از آن روی آتشین ننشست

ز تاب جان قمر کم ز گرد اگر برخاست — ز خط غبار برخسار مه جبین ننشست

نشست تیر جگر دوز اگر بسینهٔ صید — چو تیر غمزهٔ تو بر دل غمین ننشست

نه آتشی ست که بنشست و دود ازان برخاست — چراغ رنگ تو از خط عنبرین ننشست

خدنگ ناز بجانم نشاندی و برخاست — بسینه درد که جز روز واپسین ننشست

تو خاستی و قیامت ز هر طرف برخاست — تو برنشستی و یک فتنه بر زمین ننشست

غریب کوی تو گر درد و غم ز جان برخاست — دمی ز یاد تو بی نالهٔ حزین ننشست

نشست بیکسی من چنان بمن سبب تو — که با ستم زدهٔ هیچ همنشین ننشست

بجوی تیغ چه بنشانی آتش شوقم — که آب تیر تو هم بر دل غمین ننشست

فغان ز کافر زلفت که هیچ دیندارے — بهند امین ازان تا حدود چین ننشست

برم پناه ز کفرش بدین پناه جهان — که بر سریر شهی جز برای دین ننشست

چو تو به تخت شهی شهریار چین ننشست — نه شاه چین که فریدون آنچنین ننشست

چه شاه چین و فریدون که خسرو انجم — فراز چرخ بر اورنگ چارمین ننشست

چه جاے خسرو انجم که قصر شاهی را — چو تو خلاصهٔ فطرت بشه نشین ننشست

سبک عنان چو تو گشتی بعزم رزم نخاست — گران رکاب تر از تو سبکتگین ننشست

بهر جاے جهان بر مرقع تکوین — برنگ روی تو یک نقش دلنشین ننشست

پئے کفالت ارزاق تا کفت برخاست　　ز جود رفاقہ کسے در جہان غمین نہ نشست
شبے نشد کہ برا عداے دولت بہرام　　کمان قوس کشیدہ پے کمین نہ نشست
ہملے ہمت اگر نہ فلک بر آں پر زد　　نہ مرغ سدرہ کہ برتر ز ہفتمین نہ نشست
ز احتساب تو رقاصۂ فلک بر گاو　　چنان نشست کہ کس خزاین چنین نہ نشست
زمین ز علم تو از جا نخاست ہمچو فلک　　فلک ز بیم تو لرزید و چون زمین نہ نشست
کدام روز و شب آمد کہ بر سپید و سیاہ　　چو مہر و ماہ ترا سکہ و نگین نہ نشست
بخدمت تو شہا تا ز دست او برخاست　　دمے ز پاے طرد انچنین نہ نشست
چو اوج اختر بخت نیافت ز اصطرلاب　　خجل شد و بر صدگہ رصد نشین نہ نشست
ہمین بخت تو زانگو نہ ہمقران آمد　　کہ مشتری بتو از رشک ہمقرین نہ نشست
فتاد آتش حسرت بجان مہر زماہ　　کہ از تو داغ غلامیش بر جبین نہ نشست
برزم خاستی و چون تو کے کجا برخاست　　بہ بزم عیش نشستی و جم چنین نہ نشست
چو تو بہ تخت نشستی فلک زمین بوسید　　چو تو سوار شدی فتح بر زمین نہ نشست
چنان ز مہر تو دلہا یکین او برخاست　　کہ از عدوی تو در سینہ غیر کین نہ نشست
نشست تیر تو در سینہ عدو ز انسان　　کہ تیر غمزۂ از مژگان مہ جبین نہ نشست
کسیکہ روے نکوے تو یک نظر دیدست　　بلوح خاطر او نقش حور عین نہ نشست
نشست خواست زمین از وقار تمکینت　　چو پاے حلم تو شد در میان زمین نہ نشست
چگونہ جان بر دانز وی عدو کہ شمشیرت　　نخاست بر سر اعدا کہ بر سرین نہ نشست
چراغ بخت تو روشن کہ زیر دامن تو　　ز باد صرصر کفران چراغ دین نہ نشست
کجا بہ بخت رسایت رسید ذوالقرنین　　کہ در قران سعادت بتو قرین نہ نشست
فرود تلخی عیشش بسر کہ قہرت　　ز جوش تلخۂ خصم از سکنجبین نہ نشست
نہ تلخ عیشی دشمن کہ ز و جہان تلخ است　　مگس ز بیم سرایت بر انگبین نہ نشست

تبارک الله بقصر شهنشهی چون تو — فلک جناب خدیوی بشه نشین نه نشست

غبار سم سمندت چو داد سر بهوا — نشست بر سر اعدا و بر زمین نه نشست

بروز داد ز غوغای عام و بذل عمیم — بلب نرفت ترا لا بجبهه چین نه نشست

شکسته شد کمر دشمنان ز بیم و هنوز — ز پنجهٔ تو شکستی بر آستین نه نشست

خدیو حامی دینی که خاطرت یکدم — ز چاره سازی و تیمار داد دین نه نشست

خراب خانهٔ خصمت شد از هلاکت او — بلی مکان بنشیند اگر مکین نه نشست

نشست تیغ تو چون بر سر کشش ز جهان برخاست — که باحیات دگر دشمن لعین نه نشست

ز صورت تو نبرخاست خاطری از هم — ز سیرت تو بیکدل غبار کین نه نشست

طراز نام تو آمد قبای شاهی را — جز از تو نقش قبا را بر آستین نه نشست

خجسته باد ترا جشن سال چهل و سوم — ز نقطه خال سیه تا بروی سین نه نشست

ز لفظ چهل و سوم حرف اول و آخر — نمود سال که یکحرف به ازین نه نشست

همین ز جام طرب جم نهاد القابت — همین ز جاه تو این نقش دلنشین نه نشست

تو جم بعهد خودستی هم از حساب جمل — فراز مسند جم جز تو جانشین نه نشست

تو باش بر سر تخت شهی نشسته بفتح — مدام تا که نباشد بکسر شین نه نشست

غنی بمدحت شاه دکن قوافی را — چنان نشاند که از دیگران چنین نه نشست

# قصیده

## بتقریبِ قدوم امیرِ کبیر نوابِ وقار الامرا اقبال الدوله مدار المهام و وزیرِ اعظم دولتِ آصفیه صانها الله والیها من الآفة والبلیه از شمله کشمیر بمقام علی گڑھ

---

هاں علی گڑه که ترا کارِ بسامان آمد
سازگارت فلک و طالع و دوران آمد

برسرت سایه فگند آنکه پی سایهٔ خلق
سایه گستر فگن چوں مهِ تابان آمد

آمد از شمله و گل بر سر و دستارت زد
همچو آں بادِ شمالی که به بستان آمد

سرسری مگذر ازیں راه و روشن سهل مگیر
تا نگوئی که فلاں آمد و مهمان آمد

مرده بودی بسرت عیسیٔ دوران آمد
مور بودی بدرت تختِ سلیمان آمد

قطره بودی بتو پیوست محیطِ افضال
ذره بودی بسرت مهرِ درخشان آمد

ساحلِ خشک بدی موجِ کرم زد دریا
صدف کاسه بکف بودهٔ نیسان آمد

بیکس بادیه بودی بسرت خضر گذشت
تشنه خسته بدی چشمهٔ حیوان آمد

خاک بودی و فلک مالت آمد که ترا
مرکزِ دائرهٔ گنبدِ گردان آمد

سجدهٔ شکر بجا آر و به تعظیم بگوی
کاولیں فردِ سرِ دفترِ امکان آمد

حامیِ ملت و دیں حارسِ شرع و ناموس
حافظِ امن و اماں داورِ ذیشان آمد

نائبِ سلطنتِ پادشهِ ملکِ دکن
ناصرِ دولتِ محبوب علی خان آمد

صدرِ جم مرتبه نوابِ وقار الامرا
آصفِ روے زمیں جعفرِ گیهان آمد

آں طرفدار دکن حارسِ شرع و ناموس
که نهیبش بدلِ قیصر و خاقان آمد

آں گرامی گهرِ بحرِ وزارت کو را
منتے بر سر و بر افسرِ شاهان آمد

آنکه در ذکر ثنا و صفتش جذر اصم　　هر نفس ناطقه سان منطق و گویان آمد

آصف و میر علی شیر و نظام ست وزیر　　شاه گر قیصر و فغفور و قدرخان آمد

در خردمندی و فطنت ز فلاطون بگذشت　　حیدرآباد از و غیرت یونان آمد

خلق را نکهت خلقش بمشام دل و جان　　چون شمیمی ست که از روضهٔ رضوان آمد

فیض ابر کرمش صورت فیضان بهار　　پر خس و خار رود برگ گل و ریحان آمد

عالمی تشنه لب طبع تو بحر افضال　　آرزوها صدف و دست تو نیسان آمد

بهترین دخل تو شد آمد ارباب سوال　　کمترین خرج ترا دخل بدخشان آمد

از عدو بندی و اقلیم کشائی نامت　　رونق نامهٔ هنگامهٔ ترکان آمد

همچو آن بید که از باد بلرزد در باغ　　شیر در بادیه از سهم تو لرزان آمد

حملهٔ رستم و هنگامهٔ رزم بهمن　　در مصافت همه بازیچهٔ طفلان آمد

گاه از سنبله گیرد بدهان شیر فلک　　بسکه از صولت قهر تو هراسان آمد

بادم اژدر تیغت که نهنگ اجل ست　　سام ابرص بسر سام نریمان آمد

روز سرپنجهٔ تو بازوی بهمن بشکست　　دست بربست اگر رستم دستان آمد

عادل و باذل و دانا و دلیرست وزیر　　چشم بد دور نشانی ست که شایان آمد

نه گهی خون کسی ریخت نه آب کس برد　　حافظ مرحمت او که بحفظان آمد

بجز آن آب گهر کامده در چشم صدف　　غیر آن خون که بهم در جگر کان آمد

روش معدلت و داد ز کسری آموخت　　کی حریف روشش والی شروان آمد

قصر قدرت که قضا کرد بنائش در آب　　کمترین زینهٔ او طارم کیوان آمد

پایه ایوان تو همپایهٔ کیوان بادا　　تا همین قافیه ایوان پی کیوان آمد

# قصیده

## در تهنیت صحت اعلیٰحضرت حضور پُرنور از مرض هیضه خلد الله ملکه در سنه ۱۳۲۵ھ

بر طرح مشاعره مولوی اسد الله صاحب نوشته شد و هو هذا "نوید صحت شاه دکن مبارک باد"

---

سپیده دم که ز طرف چمن مبارک باد — رسیده شاد بگفتا بمن مبارک باد

بملک از زنگ پس از رنج روی راحت دید — خدایگان ملوک زمن مبارک باد

ز غسل صحت شه شد جهان شگفته چمن — شگفتگی به مزاج چمن مبارک باد

شد از نشاط سراسر دکن سرای سرور — سرور سور بملک دکن مبارک باد

جهان بظاهر و باطن پر از سرور شدست — چنین سرور بسر و علن مبارک باد

هم آن نشاط جوانی هم این نوید نوی — بدهر پیر و بچرخ کهن مبارک باد

ز شهریار دکن صبح و شام او برملک — چو شام وصل و چو صبح وطن مبارک باد

رسید جان به تن و تن ز جان شده زنده — به تن ز جان و هم از جان به تن مبارک باد

ز صحت تو مبارک بد تهنیت گفتی — دگر بغصه بمیرد کفن مبارک باد

بشهریار دهد خسرو نجوم امروز — فراز طارم چرخ کهن مبارک باد

بشست و شوی رخ شاه آفتاب بمهر — چو گشت ماه بدست پرن مبارک باد

نشاط خلق چو آراست انجمن هر سو — ز انجم است بهر انجمن مبارک باد

زمین مثال ادیم ست و شه سهیل یمن — پی ادیم سهیل یمن مبارک باد

بهر نفس چو نفس آید بگوش رود — ز سینه تا بلبان و دهن مبارک باد

چو ایستاده پی خدمت شه است بباغ — دهد بسرو و گل و یاسمن مبارک باد

کسی بدوست چه گنجد زخرمی کامروز
نبوده است چو در پیرهن مبارکباد

تو زنده کرده رسم کرم تراش بها
زمعن و جعفر و یحیی معن مبارکباد

فزون زتهنیت یکجهان بصد آداب
غنی به خسرو دوران زمن مبارکباد

فتد قبول تو یارب بجاه ختم رسل
باحترام حسینؑ و حسنؑ مبارکباد

# قصیده

## در تقریب مذکور نوشته شد

خدای راست مسلم ثنا برون زعداد
که عیش رفته ما را دگر بما رو داد

بسیزده صد و بست و چهار سال سعید
مه جمادی اولی درنشاط کشاد

که شهریار دکن یافت صحت کلی
نشست شاد به تخت شهی بسان قباد

زهی شهی که چو در یتیم یکدانه
زلطف جوهر اصلی ست مفخر اجداد

دو روز کی زمرض شد مزاج شاه ملول
ملال رفت و نشاط آمد و جهان شد شاد

چو روی روشن و رای رزین شاه دکن
نه مهر چرخ منور نه تیر او نقاد

سپهر کوکبه شاهی که مشتری بر وی
وان یکاد بخواند که چشم بد مرساد

زعدل و داد تو شاها دکن شگفته چو باغ
رسد مرا که بگویم بعینه بغداد

تراست نه فلک و هفت کوکب سیار
بسان چار عناصر مسخر و منقاد

بچرخ میر عمارت زحل ترا گوید
که باد کوشک جاه تو تا ابد آباد

چو نفس ناطقه گوید صریر کلک ترا
دبیر چرخ هزار آفرین هزار آباد

بهیچ ماده صورت نه بند دار نیست
بطبع چار عناصر قبول کون و فساد

کنند ز امر تو کامقتضا صنعت مبرم
فلک قبول تغیر بحکم استعداد

شکست نه انوی آداب در دبستانت
عقول عشره چو شاگرد از پی استاد

ترا به بخت سکندر رسد فلاطونی
باین طبیعت نقاد خاطر وقاد

فراخ عرصهٔ جولانگه تو هفت اقلیم　　بلند بارگهت چار طاق سبع شداد
بجان خصم لعینت وبال باد بروت　　عقوبتی ست تو گویی که کرد عود بعاد
نمود آتش قهرت بخصم خاک آلود　　هر آنچه آب بفرعون کرد و باد به عاد
ز بند جور خزان زان شدست سرو آزاد　　که بندگی ترا در چمن بپا استاد
کشید جود تو دُرها ز جیب بحر و عدن　　گشاد بذل تو دُرها بروی خلق و عباد
شد از تو ربع شمال زمین همه مسکون　　جزین دو خانه که هر دو فتاد از بنیاد
یکی ز دو ربع تو خم خانهٔ شراب فروش　　دگر ز بذل تو گنجینهٔ خراب آباد
چو تیغ و سکه ستانی ز قیصر و فغفور　　ق　　چو تخت و تاج ربائی ز کیقباد و قباد
بچین در روم فتد زلزله چو نفخهٔ صور　　ببانگ فرس ز افلاک بگذرد فریاد
عدو چه جان بپردازد که نوک ناوک تو　　خلید در رگ جانش چو نشتر فصاد
رسید شهرهٔ عدلت بجمله ملک و دیار　　چنانکه صیت سخایت بعرض و طول بلاد
باعتدال ز عدل تو حیدرآباد ست　　ته معدل د مینای عرض و طول بلاد
برای بخت بلندت ازل بود مبدا　　برای دولت پاینده است ابد میعاد
عدو که خانهٔ خود ساخت همچو باغ ارم　　فگند قهر تو دورش ز باغ چون شداد
مرقع دکن از فیض خامهٔ لطفت　　بود نگاشتهٔ کلک مانی و بهزاد
صحیح مدح تو خوش آمدم ازین گفتن　　که شه طویل نجاد ست یا کثیر رماد
غنی ز مدح تو گشتم بدل شها شک نیست　　توانگری بدل آمد چنانکه گفت استاد
از آن درازی دامن در آستین دارم　　که از ثنای تو بر قامتم قبا افتاد
بلند رتبه فضلم شد آنچنان که مرا　　ز خواجگی چو عبیدست صاحب عباد
تو اعتماد بمن کن که نظم من خالی ست　　ز لافهای عمید و گزافهای عماد
سنین عمر و شهور حیات تو بادا　　بری بسان عقول عشر ز نقص و نفاد
دوام دولت و اقبال بی زوالت باد　　چو دورهای فلک در از شمار و عداد

# قطعه

## درتاریخ وصال مولانا و مرشدنا شیخ فضل الرحمن صاحب نوّرالله برهانه و افاض علینا فیضانه

## درسنه یکهزار و سه صد و سیزدهم هجری نبوی علی صاحبها الصلوٰة والسلام در بهیکم پور نوشته شد

---

آنکه در فقه و احادیث و اصول و تفسیر — بود یکتا بمیان علمای فاضل

ادب آموز علومش بدیار دهلی — شاهِ اسحٰق گرامی گهر و دریا دل

دلق درویشیِ او بود ز شاهِ آفاق — داز غلام علیش دولت شاهی حاصل

آن دو فخر سلف و شیبت پناه اخلاف — یافتندش خلعت و بهر خلافت قابل

ناخدا از پی کشتی هدایت کردند — کاورد خلق زگرداب بسوی ساحل

محو اخلاص و ادب بود با آل و اصحاب — عاشق احمد مرسل چو اویس واصل

آنچنان پیرِ دینت شد و سرگرم آمد — که ز نقشه پیش پیشروان منزل

همچو اصحاب گدا صورت و شاه معنی — بعیان فته دل از کف نبهان صاحبدل

هرچه جمع آمده از مال پریشان کردش — مجتمع داد اگر شد متفرق حاصل

حضرتش مرجع امید و مآل آمال — که هراسی و سراسیمه بدو شد آمل

بزم او تذکره سیرت و وصف پاکان — پاک از غیبت و حرف غلط و لاطائل

مسندش بود سریری ز رسنهای پلاس — بوریا بستر او کاسه و کوزش از گل

خوش بآن حجره تنگی که شد خوابگهش — شاد ازان مسجد و بر سینه شکسته چو دل

گهه بتدریس احادیث بمسجد مشغول — گه بتعلیم مقامات بحجره شاغل

میشد از ذوق باشعار حقیقت اشعار — گاه از فارسی گهه از اردو و بها کا قائل

چون جناب نبوی گاه لبش خندهٔ طیبت — گاه چشمش ز الم چشمهٔ اشک سائل

گه ببازار خرامان پی سودای ثواب — کار داز بهر عجوز آرد و ملح و فلفل

گه ببازیگه طفلان برسید و پرسید — که ازین جمله کدام ست یتیم و عائل

گه بدروازهٔ مسجد نگران شام انگام — از پی مقدم مهمان غریب منزل

گه سحرگه بدر استاد و زجمع اضیاف — بیکی گفت که فاخرج بدیگر گفت انزل

گه زدی آه نباگاه که سوز سینه — گاه می گفت معاذ الله[۱] که خود ری دل

[۱] یعنی لفظ معاذ الله که اکثر می فرمود ۱۲

یکصد و پنج شد از عمر شریفش لیکن — نه معطل ز شنیدن نه زدیدن عاطل

نه نمد پوش قلندر نه مزخرف صوفی — نه خطیب سخن آرا نه غرائم عامل

نه به تسبیح و مصلا نه بدلق و جبه — نه بدستار و عمامه نه بشمله مائل

نه بجذب و نه بجوش و نه بحال و نه بقال — نه بغلطیدن خاک و نه برقص بسمل

ساده پیرایه و آمیخته با سایر ناس — باز نشناخته از عالی و وسط و سافل

داشت دو پله کلاهی ز قماش کدرو — جامهٔ جمله تنش بود شریکی شامل

هرچه گفت ست کمین بندهٔ دل خستهٔ غنی — نیست اغراق فضول و نه غلو فاضل

غیر از صدق و صفا نیست خمیر سخنش — که همه جوهر حق ریخته بپرویزن دل

شد چو وصالش بخدا فصل ز تن پرسیدم — سال این فصل و وصالش ز خرد چون سائل

گفت از فصل و وصال ست که فصل رحمن[۲] (۱۲۰۸) — از سر جسم چو برخاست بحق شد واصل (۱۰۸)

۱۲۰۸ + ۱۰۸ = ۱۳۱۶ - ۳ = سنه ۱۳۱۳ ھ

[۲] مطلب یہ ہی کہ لفظ فصل رحمن کے عدد لفظ حق کے عدد سے ملے اور سر جسم یعنی جیم کے عدد اس میں سے دور ہو گئے تو ۱۳۱۳ عدد باقی رہتے ہیں یہی سن وفات حضرت کا ہی۔

کتبه محمد عبد الغنی عفی عنه در سنه ۱۳۲۶ نوشته شد

# قطعہ

## در حیدرآباد بر طرح مشاعرہ نعتیہ میرزا غلام حسین خان در ۱۳۲۷ھ نوشتہ شد

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

خواہم علم ز شعر سوئے ابر آورم — نام از سخن بلند چو شعری بر آورم

با دامنِ دراز کہ دارم در آستیں — شاید کز آستیں ید بیضا بر آورم

افتد قلم ز دستِ دبیرِ فلک فرو — چوں دست بر قلم پئے انشا بر آورم

کرسی نہم بعرشِ بلندِ سخنوری — خود را اگر بہ عرشِ معلی بر آورم

خوانند از سپہرِ بریں آفریں بر آں — تحسیں بلب ز ملاء اعلی بر آورم

افتد ز چرخ زہرہ بروئے زمیں چو من — در نعت زمزمہ چو نکیسا بر آورم

نعتِ رسولِ پاک سرایم چناں بہ نظم — کز افتخار سر بہ ثریا بر آورم

بر صاحبِ براق بگویم ثنا ز دل — دم از مدیحِ صاحبِ اسری بر آورم

گو ابلغ از صریح کنایہ بود و لے — من نام شاہ یثرب و بطحا بر آورم

ختمِ رسل محمدِ مرسل کہ بر سپہر — ذکرِ بلند او ز رفعنا بر آورم

احمد توئی کہ رایتِ حمدِ ترا بہ حشر — فرمود حق کہ از ہمہ بالا بر آورم

شاہا توئی کہ گفت خدا نام نامیت — با نامِ خویش ہمسر و ہمتا بر آورم

ایزد درِ کرم ز فتحنا بتو کشاد — فالِ فتوحِ تو ز مبینا بر آورم

بر معجز تو حجتِ ناطق پئے عدو — حرفے کہ گفت حجرۂ صما بر آورم

فال زوال چاردہ تاجش ز قہر تو — از کنگرِ شکستۂ کسرائے بر آورم

احیائے مردگاں شود از نقشِ پائے تو — ایں مژدہ در مسامعِ موتی بر آورم

گر در دلم ہزار سویدا بود خوشم — تا داغت از ہزار سویدا بر آورم

دانم اگر بسدره و طوبی قدرت شبیه — شاخ از نهال سدره و طوبی برآورم

کار دم مسیح کند هر نفس مرا — گر یک نفس ز تو بتولّا برآورم

هر بت بسر درآید و از پای او فتد — نامت چو در کنشت و کلیسا برآورم

در روز رستخیز که خیزند از قبور — سر از کفن بیاد تو شاها برآورم

در هجر تو نشان ز جحیم و سقر دهد — هر آه گرم کز دل شیدا برآورم

من بگذرم شها ز تمنای هر دو کون — گر خود دمی ز تو به تمنا برآورم

داغ غلامیت کرا زان به شفیع نیست — در عرصهٔ شفاعت کبری برآورم

غلطیدنم بخاک رهت به از آنکه من — صد خواب خوش بسدرهٔ طوبی برآورم

والی شده بملک دلم قهرمان نفس — فریاد ازین بد رگ والا برآورم

در چشم حور سرمه کنندش اگر غبار — از خویشتن براه تو مولی برآورم

گر بینمت بخواب تسلی شوم که فال — زین مصحف نکوپئے فردا برآورم

روز و شبان بمهر و ولای تو درگا — با خرمی و عیش مهیا برآورم

از اشک انفعال بدریا شدم غریق — از فضل تو گلیم ز دریا برآورم

بانگ گداز خانه برآرد کریم را — چون ناله در فراق تو شاها برآورم

ترسم که سر ز روضه برآری ز خواب ناز — زین هرزگی خوش ست که خود را برآورم

سیمای رستگاری جاوید من بود — داغ غلامیت چو بسیما برآورم

بخشی گرم خلوص ز روی ریا خلاص — از زنگ هر دو دلق و مصلا برآورم

با عاصیان پناه ببخشا بروز حشر — تا روسفید پیش تو خود را برآورم

بیتو مرا بهشت بدوزخ برابرست — دل از نعیم جنت علیا برآورم

من هم غنی کمینه غلام شهم از آن
سر از غلامیش به ثریا برآورم

# قطعه

## به تقریب وداع مولوی سید حسین بلگرامی ملقب به عماد الملک از حیدر آباد و سبکدوشی ایشان از خدمت نظامت تعلیمات حیدر آباد و قبول ممبری پریوی کونسل[۱] پارلیمنٹ لندن بمواجب پانزده هزار روپیه سالانه از سرکار انگریزی در ۱۳۲۵ھ

[۱] صحیح انڈیا کونسل ۱۲ مطبع

پس از سپاس خدائے جهان علی و علیم — پس از ثنائے رسول امین رئوف رحیم

بگو به عهد همایون آصف جم جاه — عماد ملک فلاطون بود وزرائے سلیم

بدور آصف سادس ز روئے رای بود — چو بید پائے برهمن بدور داب شلیم

بود نهفته بعهدش وفا چو بو در گل — بود شگفته دلش از سخا چو گل ز نسیم

بری ز صنعت و سازش به طینت ساده — جدا ز غی و غوایت بحکم طبع سلیم

مهین و مهرگرا دیرگیر و زود آمرز — عطوف و عذرنیوشنده و غیور و حلیم

هنرپسند و هنرور شناس و قدر افزا — لطیفه سنج و سخن فهم بذله گوی و ندیم

بخاطرش ز علوم ست جمله کهنه و نو — بیاد اوست ز هر فن همه حدیث و قدیم

فسانه ایست به بزمش همه علوم و فنون — فسون اوست بهر کس تعلم و تعلیم

بهر معانی بیگانه آشنا طبعش — بهر یگانه فضل و هنر شریک و سهیم

همین نه شهرهٔ لفظش ز هر طرف برخاست — نشست سکهٔ او از قلم بهفت اقلیم

با دست نازش آبا اگرچه احرارند — که ابر و بحر بنازند گر دُرست یتیم

ز بلگرام بسے گرچه آمدند کرام — زمینش ارچه گرامی شد از هزار کریم

من و خدائے که سید حسین پاک گهر — ز نظم و نثر تو گوئی که گوهری ست نظیم

بادستاوی شهزاده امتیاز اورست | که پیش اهلِ تمیزست امتیازِ عظیم

تبارک الله زبدلی که شه باو کردست | کسے نه گشت زاقران بدو قرین و سهیم

زبارِ دَین سبک کرد چون سبکساران | کشاد دولت و در خرمی و راه غریم

بلاے شاه بچینم که طولِ عمرش را | سپرده است بعرضِ حیات ناز نعیم

بدور اڈوڈ ہفتم شد از میانه هند | به بزم خسروِ برطانیه چو رکن قویم

شد از نگارشِ کلکت که جا دوان مانی | نگارخانه چینی سرشتهٔ تعلیم

زچند روز که بگرفتی از سرش سایه | چه غم که بر سر او از تو منتے ست عظیم

گذشت ابر زدریا و منتش باقی ست | بجانِ بحر که از فیض اوست دریتیم

سپاس باد نسیم از شگفت لاله و گل | بدوش باغ بود گو رود زباغ نسیم

همیشه تا که خط و سطح و جسم را اجزاست | همیشه تا بنود نقطه قابلِ تقسیم

تو شاد باش به ظلِ شهِ دکن آصف | چو شه به ظلِ شهِ انبیا رسول کریم

طفیلِ سرورِ عالم نظامِ آصف جاه | بپاش تخت شهی باد برسرش دیهیم

تمت

# صحت نامہ

نوٹ: ذیل کی فہرست میں گو زیادہ تر نقطوں اور مرکزوں یا شوشوں اور مشتبہ حروف کی غلطیاں ہیں جو سیاق و سباق سے بھی بخوبی معلوم ہو سکتی ہیں، تاہم حتی الامکان ان تمام مقامات کے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ناظرین کرام تکلیف فرما کر درست فرمالیں۔

مہتمم

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲ | ۸ | بزم جم | بزم و جم | ۶ | ۱۹ | شفقتش | شفقتش |
| ״ | ۱۲ | زربخش و | زربخش | ״ | ۲۰ | لقماط | بہ قماط |
| ״ | ۱۸ | آزاری | آذاری | ۷ | ۲۱ | نهیبش | نهیبش |
| ۶ | ۶ | زعم | رغم | ۱۰ | ۱۶ | ندار | مدار |
| ״ | ۱۴ | سرآید | سراید | ۱۳ | ۱۴ | سپس | سپس |

| صفحه | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱۵ | ۱۵ | بجنت | پخته |
| ۱۷ | ۷ | راو | راد |
| 〃 | 〃 | هست | نست |
| ۱۹ | ۱۷ | یاد | باد |
| ۲۱ | ۲ | راو | راد |
| 〃 | ۱۲ | دوتا | دوتا |
| ۲۳ | ۱۰ | کمند | کمینه |
| ۲۴ | ۲۰ | عقول | عقود |
| 〃 | ۱۲ | بجزدی | به بجزدی |
| ۲۹ | ۱۳ | حلال | جلال |
| 〃 | ۲۰ | بردم | بُردم |
| ۳۰ | ۲۰ | ردای | روائی |
| 〃 | ۲۱ | ازخ | ازرخ |
| ۳۳ | ۱۴ | الازراق | الارزاق |
| 〃 | 〃 | وقایق | دقایق |
| ۳۴ | ۳ | ریدم | دیدم |
| 〃 | ۳ | مهر | به مهر |
| 〃 | 〃 | عریز | عزیز |
| ۳۴ | ۶ | مه | همه |
| 〃 | ۶ | مه | مه |
| ۳۵ | ۲۰ | ز | نه |
| ۳۶ | ۹ | سپهر | سپهرو |
| 〃 | ۱۱ | دوآب | دواب |
| ۳۹ | ۷ | ششر | ششه |
| ۴۰ | ۱۳ | سنخ | سنج |
| ۴۳ | ۹ | بر | هر |
| 〃 | ۱۷ | جوزد | خورد |
| 〃 | ۱۹ | تادره | نادره |
| ۴۵ | ۴ | وار | دار |
| 〃 | ۷ | زو | زد |
| 〃 | ۹ | زور | روز |
| 〃 | ۱۹ | جر | چو |
| ۴۶ | ۱۷ | در | زد |
| 〃 | ۲۱ | زکوٰة | زکوه |
| ۴۷ | ۶ | سشگاف | شگافت |
| ۴۹ | ۱۵ | نجد | سنجد |
| ۵۰<br>۵۱ | ۹<br>۱ | گرد<br>سشدی | گره<br>بازی |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۵۱ | ۱ | بوده و | بودهٔ | ۶۹ | ۱۱ | وہم | دہم |
| ۵۲ | ۲۱ | گو | کو | ۷۰ | ۲ | بنخیر | به خیبر |
| ۵۳ | ۲۰ | مسر | میر | ۷۱ | ۱۲ | چه | پچه |
| ۵۵ | ۱ | سیاہاں | سپاہاں | ۷۲ | ۴ | الثبات | لثبات |
| ۵۶ | ۵ | نار | بار | 〃 | ۹ | کسچاپه | کسحاپه |
| 〃 | ۶ | دموئی | دموی | 〃 | ۱۱ | حساجة | حاجة |
| 〃 | ۱۲ | برندان | به زندان | ۷۳ | ۲ | اطری | طری |
| 〃 | ۱۳ | جبیب | جیب | 〃 | ۱۷ | اسیمه | اشیمه |
| 〃 | ۱۶ | بکنج | بگنج | ۷۴ | ۱۰ | ہمچو | ہم چوں |
| ۵۷ | ۱۳ | باد | به او | ۷۶ | ۸ | شیوه زباناں | شیوا زباناں |
| ۵۹ | ۱۴ | گفت | کفت | 〃 | ۱۶ | برق | برحق |
| ۶۱ | ۵ | بکبیار | یکبار | ۷۷ | ۱۹ | زماں | اماں |
| ۶۳ | ۲ | بطابع | به طالع | ۷۸ | ۸ | بیان | بناں |
| 〃 | ۴ | نہاں زانجم | نہاں انجم | 〃 | ۱۳ | قان | فسان |
| ۶۴ | ۱۶ | انگشت | انکشت | 〃 | ۱۴ | بخش | تخش |
| 〃 | ۱۸ | بغیر | به عنبر | ۷۹ | ۱۷ | به بیچید | بپیچید |
| ۶۵ | ۸ | نو | تو | 〃 | ۲۱ | بانوشیرواں | به انوشیرواں |
| ۶۶ | ۹ | طفل نور | طفل و نور | ۸۰ | ۱۰ | سردر | سرور |
| ۶۸ | ۱۵ | وسنے | وسے | ۸۱ | ۴ | دین ودولت | دین و دولت |
| 〃 | ۱۷ | نطسم | نظم | ۸۲ | ۴ | دہر | دہر |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۸۲ | ؍؍ | ارضد | ازصد | ۹۲ | ۴ | خز | خر |
| ؍؍ | ۱۱ | سا | سابر | ؍؍ | ۷ | دمے | دمے |
| ۸۳ | ۴ | چہل | چل | ۹۳ | ۵ | داد | درد |
| ؍؍ | ۱۹ | مے | مرا | ۹۶ | ۱۳ | ظارم | طارم |
| ۸۷ | ۴ | دکاں | دکان | ۹۷ | ۱۴ | شپہر | سپہر |
| ؍؍ | ۸ | سبر | شیر | ۹۸ | ۷ | بدل | بذل |
| ؍؍ | ۱۴ | یسی | بسی | ؍؍ | ۱۲ | میناسے | مینائے |
| ۸۸ | ۳ | رحمۃ اللہ | رحمہ اللہ | ۹۹ | ۲۱ | گا | گاہ |
| ۸۹ | ۶ | باتگ | بانگ | ۱۰۱ | ۴ | سوسے | بہ شعرائے |
| ؍؍ | ۱۱ | لجحلہ | بحجلہ | ۱۰۲ | ۱۸ | باعاصیاں | یاعاصیاں |
| ؍؍ | ۲ | بگیرد | بگیرد | ۱۰۴ | ۴ | سپہر | سپہر |

إن الله وملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما (قرآن)

من صلى علي واحدا صلى الله عليه عشرا (حدیث)

حدیث من حبیب ذو شجون — جنون من جنون من جنون

۱۰ ھ ۱۳

# ذکر الحبیب

از تصنیف لطیف ادیب اریب مؤرخ لبیب واقف رموز بدیع ومعانی

جناب مولانا محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس بھیکم پور

صانہا اللہ عن الفتن والشرور

بار ثانی

باہتمام مالا کلام محمد مقتدی خاں شروانی

در مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ ۱۹۱۶ع طبع گشتہ

مطبوع طبایع اہل الذکر شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ورد زباں جنابِ محمدؐ کا نام ہے
قابل درود پڑھنے کے اپنا کلام ہے

اللہ اللہ کیا شرافت ہے اُس محفل ہمایوں کی جس میں جناب محبوب کبریا سرورِ اصفیا سید المرسلین خاتم النبیین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا کا ذکر خیر ہو اور سبحان اللہ کیا سعادت ہے اُن اہل ایمان کی جو اِس مجلس مبارک میں حُسن عقیدت اور خلوص نیت سے حاضر ہوں۔ یہ وہ بزم باصفا ہے جس میں انوار عالم قدس سے نازل ہوتے ہیں اور یہ وہ بیان روح افزا ہے جس کے سننے کو فرشتے آسمان سے اُترتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں کہ میں بارھویں ربیع الاوّل کو اُس مجلس پاک میں حاضر ہوا جو مکہ معظمہ میں خاص مکان ولادت شریف میں منعقد تھی اور اُس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تولّد کا مذکور تھا دفعتاً کچھ انوار وہاں بلند ہوئے میں نے جو بنظر تامل دیکھا

تو معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے اُن ملائکہ کے جو ایسی متبرک محفلوں میں حاضر ہوا کرتے ہیں اور وہ انوار تھے رحمت آلٰہی کے پس اے مسلمانوں تم کو چاہیئے کہ اس انجمن عالی میں بصد ادب بیٹھو اور خوب ذوق وشوق سے احوال خیر اشتمال سُنو۔ اور حاضرین پر یہ بھی واجب ہی کہ درود شریف کی کثرت رکھیں اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں آنحضرت صلعم پر درود پڑھنے کا امر فرمایا ہی اور حضرت سرور کائنات صلعم نے فرمایا ہی کہ جو میرے ذکر کو سُن کر درود نہ بھیجے وہ بخیل ہی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ حدیث میں آیا ہی کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللہُ نُوْرِیْ یعنی سب مخلوق سے پہلے خدا نے میرے نور کو پیدا کیا۔ روایت ہی کہ وہ نور عالم وجود میں آکر ستّر ہزار برس تسبیح میں مصروف رہا اور پھر اُس سے ملائکہ عرش وکرسی لوح وقلم آسمان وزمین جنّ وانس غرض جملہ عالم کا ظہور رہوا۔ ازاں بعد حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی اُس نور سے نورانی فرمائی گئی۔ اُسی نور کی تعظیم منظور تھی جو ربُّ العرش نے فرشتوں کو حضرت آدمؑ کے سجدے کا حکم دیا اور یہی وہ گرانبہا امانت تھی جس کے تحمُّل سے پہاڑ اور زمین وآسمان عاجز ہوگئے اور انسان کے حوصلہ بلند نے بسر وچشم کہکر اُٹھالیا ؎

آسماں بارِ امانت نتوانست کشید

قرعہ فال بنامِ من دیوانہ زدند

یہ نور رحمت ظہور پُشتہائے پاک سے ارحام طیبہ میں نقل کرتا رہا یہاں تک کہ عرب

کی عزت افزائی منظور ہوئی اور یہ ودیعت بدیع حضرت اسمٰعیلؑ سے بنی اسمٰعیل کو اور بنی اسمٰعیل میں قریش کو اور قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں عبدالمطلب کو نصیب ہوئی۔ آنحضرت کے والد ماجد عبداللہ عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ یہ تو سبکو معلوم ہی کہ چاہِ زمزم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایڑیوں سے کھدگیا تھا ایک مدت تو وہ کنواں بدستور رہا لیکن پھر اَٹ گیا اور اُس کا نشان تک باقی نرہا۔ عبدالمطلب نے اُس کنوئیں کی جگہہ خواب میں دیکھی اور ارادہ کیا کہ اُس کو پھر کھدوائیں قریش سدِّراہ ہوئے اور لڑائی کی نوبت پہنچی۔ بمصداق چاہ کَن را چاہ درپیش قریش اُس معرکہ میں مغلوب ہوئے اور عبدالمطلب غالب۔ عبدالمطلب کے اُس وقت ایک ہی بیٹا تھا اُنھوں نے نذر کی کہ اگر پروردگار مجھکو دس بیٹے عطا فرمائیے اور چاہ زمزم بھی بنجائے تو میں اپنا ایک بیٹا قربانی کروں۔ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے عبدالمطلب کا مطلب پورا کر دیا۔ دس بیٹے بھی ہوئے اور چاہ زمزم بھی درست ہوگیا اب اُنھوں نے ارادہ کیا کہ نذر پوری کریں قرعہ جو ڈالا تو عبداللہ کا نام نکلا عبدالمطلب اُن کو ذبح کرنے لیچلے۔ چونکہ اُن کے چہرہ میں نور احمدی کی درخشانی تھی اسلئے سب کو اُن کا ذبح ہونا ناپسند تھا آخر سو اونٹ اُن کے سر پر سے قربان کر کے قربانی کردی۔ عبداللہ کی شادی بی بی آمنہ سے ہوئی جو وہب ابن عبدالمناف کی بیٹی تھیں۔ جس سال نور محمدی صلب پدر سے منتقل ہوکر بطن مادر میں آیا قریش جو مدت قحط سے سینہ ریش تھے آپ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے مینھ خوب برسا۔

اور ساری سرزمین عرب سرسبز اور سیراب ہوگئی حتیٰ کہ اس برس کا نام قریش نے سَنَةُ الفَتحِ وَالاِبتِھَاج رکھا یعنی فتح اور خوشی کا سال۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو خواب میں آنحضرتؐ کی ولادت باسعادت کی بشارت ہوئی اور بشارت دینے والے نے آپکے واسطے نام محمدؐ بتایا۔ بارھویں ربیع الاوّل کو پیر کے دن صبح صادق کیوقت حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات نے اس عالم خاک کو اپنے وجود باجود سے رشک افلاک بنایا۔

## شعر

| | |
|---|---|
| یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت | بڑھا جانبِ بُوقبیس ابر رحمت |
| ادا خاکِ بطحا نے کی وہ ودیعت | چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت |
| ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا | دعائے خلیلؑ اور نویدِ مسیحاؑ |
| وہ نبیوں میں رحمت لقب پانیوالا | مُرادین غریبوں کی برلانیوالا |
| مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا | وہ اپنے پرائے کا غم کھانیوالا |
| فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ | یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ |
| خطا کار سے درگذر کرنے والا | بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا |
| مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا | قبائل کا شیر و شکر کرنے والا |

## اشعار

| | |
|---|---|
| تو محبوبِ جانی و جانِ جہانی | فدائے تو صد عمر و صد زندگانی |
| بنُورِ ہدایت چراغِ زمینی | برفعت فزوں تر ز ہفت آسمانی |

علیہ صلوٰتی علیہ سلامی — امینِ زمینی امانِ زمانی
تو سلطانِ جودی و شاہِ وجودی — بنورِ جبیں رہبرِ کامرانی
چو شوقِ تو دیدم فراموش کردم — جمالِ جوانی سماعِ اغانی
تو ساقیِ حقی و جانِ جہاں را — زفیضِ تو باشد شرابِ معانی
امانِ دیاری شریعت دثاری — طریقت تو داری حقیقت تو دانی
شریعت چہ گوید حقیقت چہ جوید — معانِ المبادی مبادِ المعانی
زسیرِ سلوکِ تو جبرئیل دراماند — کہ با تو نیارد کسے ہمعنانی
جمیلی کریمی جنے‌ ری کفیلی — ترا قاسمی بندہ جاودانی

خالقِ اکبر جل جلالہ نے اس لئے کہ غافل ہوشیار و خبردار ہو جائیں آنحضرتؐ کے تولّد کے وقت بہت سے امورِ عجیبہ ظاہر فرمائے۔ ام عثمان بن ابی العاص سے روایت ہی کہ جب حضرت پیدا ہوئے تو ستارے جھک کر زمین سے ایسے قریب ہو گئے تھے کہ گمان ہوتا تھا کہ گر پڑینگے۔ اس میں یہ ایما تھا کہ حضرت سرورِ کائنات کُل انوار کے مرکز ہیں اور ہر شے اپنے مرکز کی طرف مائل ہوا کرتی ہے۔ ملک فارس کے آتشکدوں کی آگ جو ہزار برس سے دہک رہی تھی بجھ گئی اسمیں یہ رمز تھی کہ دینِ حق کے جلوہ سے آتش پرستی کی گرم بازاری نہ رہیگی۔ دریائے ساوا سُوکھ گیا اس میں یہ اشارہ تھا کہ اب آب پرستی اور پرستشِ دریا پر پانی پھر جائیگا۔ تمام روئے زمین کے بُت اوندھے مُنہ گر پڑے اس کا یہ مطلب تھا کہ

آپ کی رسالت سے بت پرستی کا مُنہ کالا ہوگا۔ نوشیرواں بادشاہ ایران کے محل میں زلزلہ پیدا ہوا اور اُس کے چودہ کنگورے ٹوٹ گئے ؎

لرز کر گر پڑے چودہ کنگورے قصرِ کسریٰ کے
اٹھا جب شور عالم میں نبیؐ کی آمد آمد کا

چنانچہ آج تک وہ محل جس کا نام طاق کسریٰ ہے بغداد کے قریب شہر مداین کے ویرانہ میں پھٹا کھڑا ہے۔ سیاح وہاں جاکر اب تک اس معجزہ کو دیکھتے ہیں۔ اس میں یہ راز تھا کہ آپ کی برکت سے شجاعان عرب کے قدم تختِ جم پر جم گئے اور شاہان عجم کی حکومت کی بنیاد ہل گئی۔ چودہ کنگورے گرنے میں یہ سِر تھا کہ اس کے بعد چودہ بادشاہ اس خاندان نوشیروانی میں اور فرمانروائی کرینگے پھر قصر ابیض کا خزانہ غازیان عرب کا مال ہوگا۔ آپ کے والد ماجد تولد شریف سے پہلے وفات پاگئے تھے چھ برس کی عمر تھی کہ آپ کی والدۂ ماجدہ نے رحلت کی اور جدّ امجد عبدالمطلب پرورش ظاہری کے متکفل ہوئے جب سِن اقدس آٹھ پر پہنچا وہ بھی دُنیا سے اُٹھ گئے پھر آپ کے عم بزرگوار ابوطالب نے سرپرستی اپنے ذمے لی بارہ برس کی عمر میں ابوطالبؑ کے ساتھ آپ ملک شام کو تشریف لیگئے راستہ میں ایک نصرانی عابد نے جس کا نام بحیرا تھا اُن علامتوں سے جو اُس نے اپنی کتابوں میں دیکھی تھیں آپ کو پہچانا اور دستِ مُبارک اپنے ہاتھ میں لیکر کہنے لگا کہ یہ بیشک رسول رب العالمین ہیں۔ آپکے ہمراہیوں نے پوچھا تم نے کیسے جانا تو

اُس نے جواب دیا کہ جسوقت تم یہاں آئے میں نے دیکھا کہ شجر و حجر نے آپ کو سجدہ کیا۔ ۲۵ برس کی عمر میں آنحضرتؐ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے شادی کی اکتالیسوین سال حضرت جبرئیلؑ وحی لیکر آپ کی خدمت آئے اور سورۂ اقرأ نازل ہوئی جب سن شریف پچاس کا ہوا معراج واقع ہوئی نزول وحی کے بعد تیرہ برس مکہ معظمہ میں قیام فرمایا پھر ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لیگئے اور دس برس مدینہ منورہ آپ کے جمال باکمال سے منور و مشرف رہا۔ ۲۷ غزووں میں بہ نفس نفیس شریک ہوئے اور نو لڑائیوں میں تلوار چلائی۔ تین حج ادا فرمائے دو حج کے فرض ہونے سے پہلے اور ایک اُس کے بعد یہ اخیر حج حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔ خالق اکبر عم نوالہ نے آپکو جمال ظاہری بھی کامل عطا فرمایا تھا ؎

وہ نبیوں مین ہوئے ایسے کہ ختم الانبیا ٹھہرے

حسینوں میں ہوئے ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے

حُلیہ اشرف یہ ہے قدِ اقدس میانہ۔ رنگ ہمایوں سُرخ و سفید بانکپنی و ملاحت سر بزرگ بڑا موئے شریف سیاہ و نرم اور کسی قدر گھونگروالے کبھی گردن تک اور کبھی کان کی لَو تک۔ بالوں میں مانگ نکلی رہتی اور تیسرے روز تیل پڑتا۔ گوشِ حق نیوش متوسط۔ پیشانی نورانی کشادہ و تاباں۔ ابروئے مبارک باریک و خمیدہ اور کسی قدر ایک دوسرے سے جدا دونوں ابرؤں کے بیچ میں رگِ ہاشمی تھی جو غصہ کے وقت اُبھر آتی۔ چشم خدا بیں بڑی پُتلیاں خوب سیاہ اور سپیدی میں سُرخی

کے ڈورے۔ مژگان شریف بڑی۔ رخسارِ معلی نرم اور پُرگوشت لیکن نہ پھولے
ہوئے۔ بینی پاک بلند اور روشن۔ دہنِ مقدس بڑا مگر نہ ایسا فراخ جو بدنما ہو دندانِ
مبارک تابدار اور کچھ کچھ جدا۔ وقت تکلم یہ معلوم ہوتا تھا کہ دانتوں میں سے نور نکلتا
ہی اور ہنگام تبسّم بجلی کی سی جِلا محسوس ہوتی۔ چہرہ نہ لانبا نہ بالکل گول۔ ریشِ
احسن خوب بھری ہوئی اور اُس کے گھنے بال سینہ کو پُر کرتے۔ گردنِ نور معدن
صاف وشفّاف گویا سانچے میں ڈھلی۔ دوش اقدس پُرگوشت باہم پیوستہ
نہ تھے اُن کے بیچ میں مُہر نبوت۔ دستِ حق پرست لانبے اُنگلیاں لمبی اور خوشنما۔
تمام بدن کے جوڑ خوب قوی اور مضبوط۔ کفِ دست کشادہ اور نہایت نرم۔
بغلیں سپید خوشبو جنمیں بالوں کا نام نہیں۔ سینہ صفا گنجینہ چوڑا۔ پنڈلیاں گول
ہموار اور صاف اور فی الجملہ باریک۔ کفِ پا (خاکش آبروئے سرم) پُرگوشت اور
بیچ میں خالی۔ پانوں کی اُنگلیاں مضبوط انگوٹھے کے پاس کی اُنگلی انگوٹھے سے
بڑی۔ جن خوش قسمت بزرگوں نے وہ جمالِ جہاں آرا دیکھا اُن سب کی رائے
اس پر متفق ہی کہ ایسی پاکیزہ شکل نہ آپ سے پہلے دیکھی نہ آپ کے بعد۔ مزاج عالی
میں نفاست بہت تھی ہمیشہ صاف ستھرے رہنے کو پسند فرماتے اور میلے کچیلے آدمی
سے ناخوش ہوتے۔ جسم اطہر سے بوئے جان پرور آتی جس راہ سے آپ تشریف
لیجاتے خوشبو سے مہک جاتی اور جو وہاں سے گذرتا اُس کو معلوم ہو جاتا کہ حضور
اس طرف سے تشریف لیگئے ہیں۔ آپ کا سایہ نتھا۔ سایہ تو اجسام کثیف کا ہوتا ہے

آپ تو سراپا نُور تھے پھر سایہ کس کا ہوتا ؎

یہ تھی رمز جو اُس کا سایا نہ تھا　　　کہ رنگِ دوئی واں سمایا نہ تھا

آنحضرت کو جو دفعتًا دیکھتا جلال نبوت سے اُس پر ہیبت طاری ہو جاتی مگر جب حضور میں رہتا اور لطف و مدارا دیکھتا اُس کا قلب آپ کی محبت سے مالامال ہو جاتا۔ معجزات آپ کی ذات بابرکات سے بہت صادر ہوئے چند یہاں تحریر ہوتے ہیں جب آپ نے مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی حضرت ابوبکر صدیقؓ ہمرکاب تھے راستہ میں سراقہ ابن مالکؓ کافروں کے بھیجے ہوئے سوار نے آلیا۔ حضرت ابوبکر نے دیکھکر کہا کہ یارسول اللہ کافر آن پہنچے۔ آپ نے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا اے ابوبکر کچھ رنج نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے پھر آپ نے بددعا فرمائی فوراً اُس سوار کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھس گیا۔ وہ فریاد کرنے لگا کہ مجھکو اس بلا سے نجات دیجئے۔ جو کافر راہ میں ملیگا اُس کو لوٹا لیجاؤنگا آپ نے دعا کی اُسکا گھوڑا نکل آیا اور اس راستہ میں جو کافر اس کو ملا یہ کہکر لوٹاتا گیا کہ میں دیکھکر آیا ہوں ادھر کوئی نہیں گیا۔ دوسرا معجزہ غزوۂ حدیبیہ میں پانی نبٹ گیا اور پیاس کی شدت ہوئی۔ آنحضرت کے پاس ایک لوٹے میں پانی تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا اہل لشکر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ سوائے اس لوٹے کے پانی کے فوج میں پانی بالکل نہیں نہ پینے کو اور نہ وضو کرنے کو۔ آپ نے دستِ مبارک اُس لوٹے میں رکھدیا اور آپ کی انگلیوں سے پانی چشمے کی طرح اُبلنے لگا سب نے خوب پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابرؓ سے جو اس

حدیث کے راوی ہیں لوگوں نے پوچھا کہ اُس روز سب کتنے آدمی وہاں تھے اُنھوں نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی ہوتے تو بھی سیراب ہو جاتے ہم سب پندرہ سو آدمی تھے۔ تیسرا معجزہ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت کے ہمراہ ایک مرتبہ چلے اک کھلے میدان میں منزل ہوئی آپ قضاے حاجت کیواسطے تشریف لیگئے اتفاقاً وہاں کچھ آڑ نہ تھی میدان کے کنارے پر دُور دُور البتہ دو درخت تھے آپ اُن کے پاس تشریف لیگئے اور ایک درخت کی شاخ پکڑکر فرمایا اِنْقَادِیْ عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰہِ یعنی خدا کے حکم سے میرے ساتھ چلا آ۔ وہ درخت اس طرح آپ کے ساتھ ہولیا جیسے کوئی اونٹ کی نکیل پکڑے لاتا ہی پھر آپنے دوسری درخت کیطرف قدم رنجہ فرمایا اور اُس کو بھی وہی ارشاد کیا وہ بھی ہمراہ ہولیا جب بیچ میدان میں آئے آپ نے حکم دیا کہ خدا کے حکم سے دونوں ملجاؤ دونوں ملگئے اُن کی آڑ میں بیٹھکر آپنے فراغت حاصل کی پھر وہ دونوں الگ الگ ہوگئے۔ چوتھا معجزہ حضرت سلمہ بن اکوع کے پاؤں میں زخم کا نشان تھا کسی نے پوچھا یہ کیا ہی اُنھوں نے کہا کہ خیبر کی لڑائی میں میرے زخم لگا تھا اُسے دیکھکر ساتھ والوں نے کہا کہ اب سلمہ نہ بچیں گے میں حضور نبوی میں حاضر ہوا اور آپنے تین بار لعاب دہن اُس میں ڈالدیا اور سب شکایت جاتی رہی۔ پانچواں معجزہ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میری والدہ مشرک تھیں اور میں ہمیشہ اسلام لانے کیواسطے اُن سے کہا کرتا تھا ایکدن میں نے ان کو دعوت اسلام کی انھوں نے آنحضرت کی شان میں کچھ کلمات مکروہ استعمال کیے۔ میں روتا ہوا اور اقدس

پر حاضر ہوا اور گزارش کی کہ یا رسول اللہ میری ماں کے لئے دعائے ہدایت فرمائیے
آپنے فرمایا اللّٰھم اھد اُم ابی ھریرۃ یعنی اے اللہ ابو ہریرہؓ کی ماں کو ہدایت
دے۔ میں آپ کی دعا سے خوش ہو کر چلا آیا گھر کے دروازہ پر جو پہنچا تو دروازہ بند۔
میری والدہ نے میرے پاؤں کی آہٹ سنکر کہا کہ ابو ہریرہؓ وہیں کھڑے رہو۔ میں
کھڑا ہو گیا اور پانی کے گرنے کی آواز سنی والدہ نہا کر اور کپڑے پہنکر کواڑ کھولنے
آئیں اور ایسے جلد کہ دوپٹا بھی نہ اوڑھا دروازہ کھولا اور مجھکو مخاطب کر کے کہنے
لگیں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ میں دیکھکر
آپ کو خوشخبری سنانے دوڑا اور جوش خوشی سے میرے آنسو جاری تھے آپنے شکر
شکر ادا کیا اور کلمات خیر فرمائے۔ چھٹا معجزہ۔ ایک شخص آپ کا منشی تھا شامت اعمال سے
مرتد ہو گیا اور مشرکوں میں جا ملا آپ نے سنکر فرمایا زمین اس کو نہ لیگی۔ حضرت ابوطلحہؓ
کہتے ہیں کہ اتفاقاً میرا گذر اس سرزمین پر ہوا جہاں وہ مرا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ اسکی
لاش باہر پڑی ہی میں نے سبب پوچھا لوگوں نے کہا کہ ہم نے بہت دفعہ دفن کیا
زمین اس کو قبول ہی نہیں کرتی۔ ساتواں معجزہ حضرت جابرؓ سے روایت ہی کہ آپ
خطبہ فرمانے کیوقت ایک چوبی ستون سے تکیہ لگا کر کھڑے ہوا کرتے تھے جب منبر
تیار ہوا اور آپنے اس پر استادہ ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا تو وہ لکڑی کا ستون اسطرح
چیخنے لگا کہ گمان ہوتا تھا شق ہو جائیگا آپ منبر سے اترے اور اس کو پکڑ کر چپٹا لیا
تب وہ چپ ہوا اور ایسی سسکیاں بھرنے لگا جیسے کسی بچّے کو رونے سے چپ کرتے

ہیں اور وہ سسکتا ہی حضرت جابرؓ نے کہا ہی کہ وہ اُس بیان کے شوق میں رویا جو آپ سے سُنا کرتا تھا۔ آٹھواں معجزہ حضرت ابو بکرؓ سے روایت آئی ہی کہ آپ نے فرمایا کہ میری اُمّت کے لوگ ایک وسیع زمین پر آباد ہوں گے جس کا نام بصرہ ہی اور اُس دریا کے کنارے پر جس کا نام دجلہ ہے دریا پر پُل ہو گا وہاں آبادی بہ کثرت ہو گی اور وہ شہر منجملہ اُن شہروں کے ہو گا جو مسلمان آباد کرینگے آخر زمانے میں قنطورا کی اولاد جن کے مُنہ چوڑے اور آنکھیں چھوٹی ہونگی حملہ کرے گی اور لب دریا اُترے گی اہل شہر کے تین حصّے ہو جائیں گے۔ ایک حصہ جان بچانے کو بھاگے گا اور جنگل میں ہلاک ہو گا۔ دوسرا فرقہ امان لیگا وہ بھی قتل ہو گا۔ تیسرے فریق کے آدمی اپنے اہل وعیال کی حفاظت کیلئے لڑینگے وہ شہید ہیں۔ سبحان اللہ یہ پیشین گوئی ہماری ختم المرسلین کی کیسی سچی ہوئی۔ دجلہ کے کنارے پر خلفائے عباسیہ نے متصل بصرہ شہر بغداد آباد کیا اُس کی رونق اور آبادی عروج کمال پر پہنچی۔ آپ کی وفات کے چھ سو چالیس ۶۴۰ برس بعد تاتاری ترکوں نے ہلاکو خاں کی ماتحتی میں بغداد پر حملہ کیا۔ بڑے بڑے علما اور خلیفہ مستعصم باللہ اماں لیکر باہر نکلے تاتاریوں نے سبکو ذبح کر ڈالا۔ ہزاروں مسلمان لڑکر شہید ہوئے بہت سے بیچارے جان بچا کر بھاگے خدا جانے غربت اور پریشانی میں کس مصیبت میں بیچارے مرے۔ حضرت کی ذات بابرکات جامع جمیع صفات وکمالات تھی خالق عالم جل جلالہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہی انک لعلی خلق عظیم اے محمد تمہارا خلق بہت بڑا ہی۔ آپ کے حلم اور عفو کا

یہ عالم تھا کہ جب جنگ احد میں مشرکین سے لڑائی ہوئی تو آپ کا نیچے کا ایک دانت پتھر کے صدمہ سے شہید ہو گیا سر گنجینۂ اسرار میں ایک زخم لگا اور چہرۂ مبارک پر خون بہنے لگا اصحابؓ نے جو یہ رنگ دیکھا اُن کو بہت شاق ہوا اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ان کافروں کے حق میں دعاء بد فرمایئے آپ نے جواب دیا کہ میں بد دعا کرنے کیواسطے نہیں بھیجا گیا ہوں خدا نے مجھکو اپنے مخلوق کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے پھر ان کافروں کے حق میں یہ دعا زبان حق ترجمان پر جاری ہوئی اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون یعنی اے خدا میری قوم کو ہدایت دے وہ جانتے نہیں ہیں۔ اللہ اللہ یہ بلندی حوصلہ کفار کی وہ شقاوت اور آپ کی یہ شفقت اُنھوں نے زحمت پہنچائی آپنے دعائے خیر سے اُن کو یاد کیا اور پھر اس لطف سے کہ قومی کہکر دربارگاہ الٰہی میں اُن کی طرف سے عذر خواہی بھی کردی کہ وہ یہ جہالت اس لئے کرتے ہیں کہ میرا مرتبہ نہیں سمجھتے ہیں ؎

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جود و سخاوت کا یہ حال کہ حضرت جابرؓ بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ آپنے کبھی سوال کے جواب میں لا نہیں فرمایا۔ ایک مرتبہ نوّے ہزار درہم آپکے پاس آئے اُن کو آپ نے بانٹنا شروع کیا جو سامنے آیا اُسی کو عطا فرماتے گئے یہانتک کہ سب اسی وقت بانٹ دیے ؎

برروئے زدہ کفِ خجالت　　　　با جود کفِ توبحرِ مواج

شجاعت اور بہادری کی یہ کیفیت تھی کہ حضرت علیؓ شیرِ خدا فرماتے ہیں کہ جب لڑائی کا معرکہ گرم ہوتا تھا تو آنحضرتؐ سب سے آگے ہوتے تھے۔ ایک شب مدینے والوں کو کچھ خوف پیدا ہوا اور آدمی باہر دوڑے کہ دیکھیں کیا ہے وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ آپ سب سے پہلے مقامِ خطرناک پر اس شان سے پہنچ گئے تھے کہ ابو طلحہؓ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اور تلوار شانہ سے آویزاں تھی۔ ان لوگوں کو آپ یہ فرما کر تسلّی دینے لگے لم تراعوالم تراعوا مت گھبراؤ مت گھبراؤ۔

درصفِ ہیجا بوقت صولتِ اعدا

کوہ خجل ماند از ثباتِ محمدؐ

حیا کا یہ نقشہ کہ اگر کوئی شخص بُرا کام کرتا اور آپ اُس کو سنتے تو نصیحت فرمانے کیوقت اُس آدمی کا نام نہ لیتے بلکہ یوں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے جو ایسے بُرے کام کرتے ہیں۔ خلق خدا پر عنایت وشفقت کا یہ حال تھا کہ آپ کی رافت ومہربانی اپنے بندوں کے حال پر ملاحظہ فرما کر خود خدا تعالےٰ نے اپنے دو نام نامی آپ کو بطور خطاب عطا فرمائے یعنی وَ بِالْمُوْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْم دوسری جگہ فرمایا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اُس رحمت پر روح فدا ہو جس کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے کافروں پر بھی اگلی اُمتوں کے گنہگاروں کیطرح عذاب نازل نہیں فرمایا اور منافق بدسرشت آفتِ قہر سے بچے رہے۔ آپکے

پاس بیٹھنے والے سب یہی خیال کرتے کہ سب سے زیادہ نظرِ عنایت مجھی پر ہے
حضرت انسؓ سے روایت ہی کہ میں آٹھ برس کی عمر سے اٹھارہ سال کی عمر تک
آپ کی خدمت کرتا رہا کبھی آپ نے ہوں نہیں کہا۔ اگر میں نے کوئی کام کیا تو
یہ نفرمایا کہ کیوں کیا اور نہ کیا تو یہ نہ پوچھا کہ کیوں یہ کام نہیں کیا۔ اگر نماز میں کسی
بچے کے رونے کی آواز گوش مبارک میں جاتی تو غایتِ لطف سے آپ نماز جلد
ختم فرما دیتے تاکہ اُس بچے کے مُربّی اُس کی تسکین و تشفی کر سکیں۔ بلّی پیاسی آتی
تو آپ پانی کا برتن اُس کی طرف جھکا دیتے اور جب تک وہ خوب نہ پی لیتی
آپ برتن جُھکائے رکھتے۔ عہد کی استواری اور وفاداری اس قدر تھی کہ ایک
یہودی کا قرض آپ کے ذمہ تھا ایک دن اُس نے تقاضا کیا۔ آپنے فرمایا
کہ اس وقت تو میرے پاس کچھ نہیں ہی اُس نے کہا کہ اے محمدؐ میں تم کو یہاں سے
بے لئے بجانے دونگا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا میں تمہارے پاس بیٹھا جاتا ہوں
یہ کہکر آپ وہاں بیٹھ گئے اور پانچوں وقت کی نماز وہیں آپنے پڑھی صحابی
اُس یہودی کو ڈراتے اور دھمکاتے تھے۔ آخر آپ سے عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ
ایک یہودی آپکو روکے بیٹھا ہی۔ آپنے فرمایا کہ خدا نے مجھکو عہد شکنی سے منع فرمایا ہی جب
دن چڑھا تو وہ یہودی کلمہ پڑھکر مسلمان ہو گیا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ
یہ گستاخی میں نے اس واسطے کی کہ دیکھوں توراۃ میں جو صفت نبی آخر الزماں
کی ہی آپ میں پائی جاتی ہی یا نہیں اب مجھکو معلوم ہو گیا کہ بیشک آپ سچے نبی

ہیں۔ وہ یہودی بڑا مالدار تھا اپنا سب مال لاکر آپ کی خدمت میں پیش کیا کہ
اس کو راہ خدا میں صرف کر دیجئے۔ آپ کو حضرت حلیمہ نے دودھ پلایا تھا جب
کبھی وہ آتیں تو آپ اپنی چادر بچھا دیتے کہ وہ اُس پر بیٹھ جائیں۔ حضرت
خدیجہؓ آپ کی بیوی تھیں اگرچہ اُن کا انتقال ہو گیا تھا لیکن جب آپ کے پاس
ہدیہ آتا تو آپ فرما دیتے یہ فلاں عورت کے گھر دے آؤ خدیجہؓ سے اور اُس سے
محبت تھی جب حضرت خدیجہ کی کوئی ملنے والی دولت خانہ پر آنکلتی تو آپ بڑی
نوازش و نرمی سے اُس کا حال پوچھتے۔ تمکین و وقار ایسا کہ آپ کبھی قہقہہ نہ مارتے
صرف تبسم فرماتے اکثر سکوت میں رہتے اور بے ضرورت کلام نہ فرماتے۔ مجلس
ہمایوں میں باآواز بلند کوئی بات نہ کرتا حاضرین اس طرح ساکت بیٹھتے جیسے
اُن کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہیں۔ آپؐ کے زہد کی یہ کیفیت تھی کہ اگرچہ
اخیر زمانے میں آپ حجاز یمن و دیگر ممالک عرب اور عراق و شام کے سرحدی
ملکوں کے بادشاہ تھے لیکن حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے کبھی دو دن
برابر جَو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ دنیا سے رحلت
کر گئے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ ایک ایک مہینے گھر میں چولھے میں آگ نہ جلتی اور آپ
مع اہل و عیال کے صرف سُوکھی کھجوروں پر قناعت فرماتے آپ اپنا جوتا اپنے
ہاتھ سے گانٹھ لیتے اپنی بکریوں کا دودھ خود دوھ لیتے پھٹے پرانے کپڑے ہی
لیتے غرض اپنا اکثر کام خود اپنے ہاتھ سے کر لیا کرتے اور فرماتے تھے کہ اپنا کام

اپنے آپ کرنا چاہیئے کسی دوسرے کی مدد کا محتاج اتنا بھی نہ ہے کہ مسواک کے ٹکڑے کی برابر اُس سے مدد مانگے۔ ایک دفعہ سفر میں آپنے بکری ذبح ہونے کا حکم دیا ایک نے کہا ذبح میں کروں گا دوسرا بولا کھال میں اُتاروں گا تیسرے نے کہا میں پکاؤں گا۔ آپ نے فرمایا لکڑیاں میں لاؤں گا۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ کی طرف سے ہم لے آئیں گے۔ آپنے فرمایا یہ سچ ہے لیکن میں نہیں چاہتا کہ اپنے آپ کو سب یاروں سے ممتاز بنالوں خدا اس بات کو پسند نہیں فرماتا یہ کہکر آپ لکڑیاں لینے تشریف لیگئے۔ حضرت ابو طلحہؓ کہتے ہیں کہ ابتدائے عہد میں ہم نے فقر و فاقہ کی شکایت کی اور اپنے پیٹ کھول کر دکھائے کہ ایک ایک پتھر ہم سب کے پیٹ سے بندھا ہوا تھا آنحضرتؐ نے جو اپنا شکم مبارک دکھایا تو اُسپر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ روحی فداک یا رسول اللہ۔ تواضعؐ اور انکسار آپ کے مزاج میں ایسا تھا کہ مجلس میں جہاں جگہ ملجاتی بیٹھ جاتے اہل محفل کے زانو سے اپنا زانوں آگے نہ بڑھاتے۔ اگر صحابہؓ آپ کی تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوتے تو آپ اُن کو منع فرمادیتے کوئی مسکین بیمار ہوتا تو آپ اُس کی عیادت کو تشریف لیجاتے اگر کوئی غلام بھی دعوت کرتا تو آپ قبول فرما لیتے۔ آپ کی شان جلال دیکھکر اکثر آدمی خائف ہوجاتے تو آپ اُن کی یوں تسکین فرماتے کہ میں کوئی بادشاہ تمہار نہیں ہوں قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں تم مطمئن رہو امانت آپ میں ایسی تھی کہ خدا تعالےٰ قرآن پاک میں آپ کی امانت کی مدح فرماتا ہے

مُطاع ثَمّ امین اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ کفار مکہ ہرچند آپ کے
سخت دشمن تھے مگر جب کوئی اُن سے آپ کی نسبت سوال کرتا تو یہی کہتے کہ
چاہے کچھ ہو آپ امین اور سچے تو ضرور ہیں۔ جب آپ کا فرمان ہرقل بادشاہ
قسطنطنیہ کے پاس پہنچا تو اُس نے اہل دربار کو حکم دیا کہ دیکھو آجکل ہمارے شہر میں
عرب بھی ہیں یا نہیں اگر ہوں تو میرے سامنے لاؤ تاکہ اُن سے آپ کے حالات
دریافت کروں۔ اتفاقاً قریش کا ایک کارواں وہاں گیا ہوا تھا۔ ابوسفیان رضؓ
قافلہ سالار تھے۔ بادشاہ نے اُن سے پوچھا کہ یہ نبی کبھی جھوٹ بھی بولتے ہیں
تو ابوسفیان رضؓ نے باوجود کافر ہونے کے کہا کہ نہیں آپ نے آجتک کبھی خیانت
نہیں کی اور نہ کبھی جھوٹ بولتے ہیں ؎

حق جلوہ گر ز طرز بیانِ محمدؐ ست
آرے کلامِ حق بزبانِ محمدؐ ست

اپنے رب کا خوف اس قدر تھا کہ شب کو نماز میں یہاں تک قیام فرماتے
کہ پائے مبارک وَرم کر جاتے۔ آپ کی یہ جفاکشی دیکھکر صحابیوں رضؓ نے عرض
کیا کہ یارسول اللہ آپ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ خدا نے عفو فرما دیئے پھر
کیوں اس قدر تکلیف اور زحمت آپ اُٹھاتے ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔
افلا اکونُ عبداً شکوراً یعنی جب خدا نے مجھپر اتنے احسان کئے ہیں تو کیا
میں شکر بھی نہ ادا کروں۔ روایت ہے کہ آپ ایک ایک دن میں سَو سَو دفعہ

استغفار فرماتے۔ نماز میں خشوع قلب کا یہ عالم تھا کہ فرطِ جوش سے سینۂ انوار خزینہ سے ایسی آواز نکلتی جیسے دیگچی جوش کھا رہی ہو۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ ست

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

تمت